كشفُ العِرفانْ

فی

طَراوۃِ الایمانْ وَازدِیادُ الاِیقانْ

المؤلف

خاکپائے علمائے کرام و اولیاءِ العظام

ڈاکٹر نور محمد ربّانی

کَشْفُ العِرْفَان

فی

طراوۃ الایمان وازدیاد الایقان

المؤلف

خاکپائے علمائے کرام واولیاء العظام

ڈاکٹر نور محمد ربانی

المؤلف

ڈاکٹر نور محمد ربانی سلامی

طابع

ایلیٹ پبلشرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ڈی - ۱۱۸/ایس - آئی - ٹی - ای

کراچی - ۷۴۰۰۱

اشاعت اوّل

۱۴۰۸ھ

۱۹۸۸ء

هدية مجلة الفيصل

مکتوب نبوی بنام منذر بن ساوی عربی رسم الخط میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول الله إلى المنذر بن ساوى، سلام عليك فإني احمد الله اليك الذي لا إله غيره وأشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله أما بعد فإني أذكرك الله عز وجل فإنه من ينصح فإنما ينصح لنفسه وإنه من يطع رسلي ويتبع أمرهم فقد أطاعني ومن نصح لهم فقد نصح لي وإن رسلي قد أثنوا عليك خيراً وإني قد شفعتك في قومك فاترك للمسلمين ما أسلموا عليه وعفوت عن أهل الذنوب فاقبل منهم وإنك مهما تصلح فلن نعزلك عن عملك ومن أقام على يهودية أو مجوسية فعليه الجزية

الله رسول محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے بنام

منذر بن ساوی، سلام علیک۔ میں اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں تم سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اما بعد میں یاد دلاتا ہوں تم کو اللہ عزوجل کی، کیونکہ جو نصیحت کرتا ہے وہ اپنے لیے ہی نصیحت کرتا ہے اور جس نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کے ساتھ خیر خواہی کی اس نے میرے ساتھ خیر خواہی کی۔ اور بے شک قاصدوں نے تمہاری اچھی تعریف کی ہے اور میں نے تمہاری سفارش کی ہے تمہاری قوم میں لہٰذا مسلمانوں کو ان کے اسلام پر چھوڑ دو۔ اور میں نے معاف کر دیا گنہگاروں کو لہٰذا تم بھی ان سے توبہ قبول کرو اور تم جب تک درست رہو گے ہم تم کو تمہارے منصب سے معزول نہیں کریں گے اور جو اپنی یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے اس پر جزیہ دینا لازم ہوگا۔

محمد رسول اللہ

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

نور احمد

اِنتساب

میں اس کتاب کشفُ العرفان کو آقائے دوجہاں، سرورِ انس وجاں، مالکِ کون ومکاں، دانائے سُبل ختم الرسل، مولائے کُل، رحمتِ عالم، فخرِ آدم، نورِ مجسّم حضرت محمدٌ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ بدیں سبب کہ حضور والا کی توجہ کاملہ نے اس ناچیز کو اشاعت کتاب ہٰذا کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ

کریمُ السّجایا جمیلُ الشّیَم ۔۔۔ نبیُّ البرایا شفیعُ الاُمَم

بہترین عادات وصفات والے، اعلیٰ ترین خو وخصلت والے ۔ تمامی عالم کیلئے پیغمبرِ حق، تمامی امت کے شفاعت فرمانے والے

تُرا عزِّ لولاک تمکیں بس است ۔۔۔ ثنائے تو طٰہٰ و یٰسیں بس است

آپکی عزت افزائی کیلئے لولاک لما خلقت الافلاک کافی ہے ۔ آپ کی صفت وثنا کے لئے طٰہٰ ویٰسین کا لقب بس ہے

بلند آسماں پیش قدرت خجل ۔۔۔ تو موجود وآدم ہنوز آب وگِل

یہ آسمان باوجود ایں رفعت آپ کے حضور بے قدر رہے ۔ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے مگر آپ بحیثیت نبی موجود تھے

تو اصلِ وجود آمدی از نخست ۔۔۔ دِگر ہرچہ موجود شُد فرعِ تست

آپ تمامی موجودات کی اصل (جڑ) ہیں ۔ آپ کے بعد جو کچھ بھی وجود میں آیا آپ کی شاخیں ہیں

ندانم کدامی سخن گو یمت ۔۔۔ کہ بالاتری زانچہ من گو یمت

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ کی شان کس طرح بیان کروں ۔ کیونکہ جو کچھ میں بیان کرونگا آپکی شان اس سے اعلیٰ وارفع ہے

ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہٗ

آپ ایسے حبیب ہیں کہ آپ سے شفاعت کی امید ہے

لکل ھول من الاھوال مقتحم

ایسے ہول اور خوف کے وقت جبکہ رنج وغم پیش آئیں گے

کتاب نما

صفحہ

مکتوب نبوی بنام منذر بن ساوی ۵

"بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ" رباعی حضرت شیخ مُصلح الدین سعدی شیرازیؒ ۶

انتساب ۷

بسم اللہ و درود شریف عربی منظوم از حضرت باغ اجمیریؒ ۱۶

سلام اعرابی ۱۸

تعارف از جناب مظہر علی خاں مدنی ۱۹

پیش لفظ از مؤلف (ڈاکٹر نور محمد ربانی) ۲۱

روحِ کتاب ۲۳

دُعا ۲۴

صلوٰۃ تُنجّینا ۲۵

دُرُود تاج ۲۶

عربی حمد اور نعتیں ۲۹

حمد باری تعالیٰ ۳۱

نعتیں ۳۲

حضرت خواجہ ابو طالب بن عبد المطلب ۳۲

حضرت حمزہ رضؓ بن خواجہ عبد المطلب ۳۳

حضرت عباسؓ بن خواجہ عبد المطلب ۳۴

حضرت علی المرتضیٰ رضؓ بن خواجہ ابو طالب ۳۵

صفحہ

	صفحہ
حضرت فاطمۃ الزہرا رض	۳۷
حضرت ابو بکر صدیق رض	۳۸
اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ	۳۸
حضرت عمر فاروق رض	۳۹
حضرت عثمان غنی رض	۳۹
حضرت حسان بن ثابت رض	۴۰
حضرت کعب بن زہیر رض	۴۱
حضرت امام زین العابدین علی السجاد بن الحسین رض	۴۲
حضرت عبداللہ بن رواحہ رض	۴۳
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رح	۴۳
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح	۴۵
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح	۴۶
حضرت احمد عشقی رح (سلام)	۴۷
فارسی حمد اور نعتیں	۴۹
حمد باری تعالیٰ	۵۱
محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رح	۵۱
حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رح	۵۳
حضرت امیر خسرو رح	۵۷
حضرت عبدالرحمٰن نورالدین جامی رح	۵۸
نعتیں و مقالات	۶۳
حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رح	۶۳

صفحہ

	صفحہ
حضرت حکیم ابوالمجد مجد الدین سنائی غزنوی رح	۶۹
حضرت نظام الدین نظامی گنجوی رح	۷۰
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح	
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کعکی رح	۷۷
حضرت خواجہ فرید الدین عطار رح	۷۸
حضرت شمس تبریز رح	۷۹
حضرت جلال الدین رومی رح	۸۱
حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رح	۹۸
حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتی رح	۱۳۲
حضرت مجدد الف ثانی سید احمد سرہندی رح	۱۳۴
حضرت امیر خسرو رح	۱۳۵
حضرت شیخ فخر الدین عراقی ہمدانی رح	۱۳۹
حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی رح	۱۵۰
حضرت میر محمد افضل خدانما رح	۱۶۲
حضرت عبدالرحمٰن نورالدین جامی رح	۱۶۳
حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رح	۲۲۰
حضرت ابوالمعالی رح	۲۲۱
حضرت مرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی	۲۲۱
حضرت سر سید احمد خاں آہی دہلوی رح	۲۲۴
حضرت سید محمد شفاء الصمد الہ آبادی رح	۲۲۵
حضرت احمد رضا خاں بریلوی رح	۲۲۷
حضرت میر عثمان علی خاں آصف خسرو دکن رح	۲۳۱

	صفحہ
رُباعیات	۲۳۳
حضرت عبدالرحمٰن نورالدین جامیؒ	۲۳۳
حضرت سرمد شہیدؒ	۲۳۴
اُردو حمد اور نعتیں	۲۳۷
حمد باری تعالیٰ	۲۳۹
حضرت جمیل نقوی چشتی قادری سہروردی	۲۳۹
التجا بحضور ربِّ غفور	۲۴۳
حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ	۲۴۳
مناجات بدرگاہِ ربُّ العالمین	۲۴۴
حضرت طفیل احمد کامل سلامی	۲۴۴
نعتیں	۲۴۵
حضرت جمیل نقوی چشتی قادری سہروردی	۲۴۵
حضرت خواجہ میر دردؔ دہلوی (تبرکات)	۲۴۶
حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ	۲۴۷
حضرت میر تقی میرؒ	۲۴۹
حضرت ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ظفر بادشاہ غازیؒ	۲۵۱
حضرت غلام ہمدانی مصحفیؔ امروہوی	۲۵۲
حضرت انشاء اللہ خاں انشاء دہلوی ثم لکھنوی	۲۵۳
حضرت مولینا قاسم نانوتویؒ	۲۵۴
حضرت مولٰنا محمد امداد اللہ تھانوی مہاجر مکیؒ	۲۵۵
حضرت خواجہ الطاف حسین حالی پانی پتیؒ (حضرت شہیدی بریلویؒ	۲۵۷

	صفحہ
حضرت نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ دہلویؒ	۲۵۸
حضرت حکیم مومن خاں مومن دہلویؒ	۲۵۹
حضرت نواب مرزا خاں داغ دہلویؒ	۲۶۰
حضرت امیر مینائیؒ	۲۶۱
حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ	۲۶۷
حضرت بیدم شاہ وارثیؒ	۲۷۰
حضرت حسن رضا خاںؒ	۲۷۱
حضرت محسن کاکورویؒ	۲۷۲
حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ	۲۷۳
حضرت مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانیؒ	۲۷۴
حضرت مولانا ظفر علی خاں	۲۷۵
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع	۲۷۶
حضرت مولانا سید سلیمان ندوی	۲۷۷
حضرت ریاض خیرآبادی	۲۷۸
حضرت مولانا حامد حسن قادری (بچھرانوی)ؒ	۲۷۹
حضرت ابوالاثر حفیظ جالندھریؒ	۲۸۱
حضرت اصغر گونڈویؒ	۲۸۴
حضرت جگر مرادآبادیؒ	۲۸۵
حضرت حاجی اصطفا خاں اصطفا لکھنویؒ	۲۸۶
حضرت منور بدایونیؒ	۲۸۷
حضرت شکیل بدایونیؒ	۲۸۸
حضرت صوفی غلام مصطفیٰ تبسمؒ	۲۸۹

صفحہ

حضرت حفیظ ہوشیارپوری رح ۲۹۰
حضرت بہزاد لکھنوی رح ۲۹۱
حضرت احسان دانش رح ۲۹۲
حضرت بابا ذہین شاہ تاجی رح ۲۹۴
حضرت آغا عبدالکریم شورش رح ۲۹۵
حضرت ماہر القادری رح ۲۹۶
حضرت حمید لکھنوی رح ۲۹۷
حضرت رئیس امروہوی ۲۹۸
حضرت راغب مراد آبادی ۲۹۹
حضرت انور صابری ۳۰۰
حضرت محشر بدایونی ۳۰۱
حضرت رعنا اکبرآبادی رح ۳۰۲
حضرت پروفیسر اقبال عظیم ۳۰۳
حضرت اعجاز رحمانی ۳۰۴
حضرت حفیظ تائب ۳۰۵
حضرت قیصر وارثی ۳۰۶
حضرت شاعر لکھنوی ۳۰۷
حضرت احمد ندیم قاسمی ۳۰۸
حضرت خالد محمود ۳۰۹
حضرت اقبال صفی پوری ۳۱۱
حضرت محسن احسان ۳۱۲
حضرت کوثر القادری رح ۳۱۳

صفحہ

حضرت پروفیسر ڈاکٹر ابوالخیر کشفی ۳۱۴
حضرت قمر انجم ۳۱۵

اُردو نعت گو شاعرات ۳۱۶

محترمہ خورشید آرا بیگم نواب صدیق علی خاں ۳۱۶
محترمہ ممتاز جہاں گنگوہی ۳۱۷
محترمہ ادا جعفری بدایونی ۳۱۸
محترمہ روحی علی اصغر ۳۱۹

غیر مسلم اردو نعت گو شعراء ۳۲۰

بھگت کبیر داس بنارسی ۳۲۰
گرو نانک جی ۳۲۱
منشی درگا سہائے سرور جہاں آبادی ۳۲۱
سرکشن پرشاد شاد ۳۲۲
پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی ۳۲۳
دلورام کوثری ۳۲۳
ہری چند اختر ۳۲۴
پروفیسر جگن ناتھ آزاد ۳۲۵
رانا بھگوان داس ۳۲۶
کنور مہندر سنگھ بیدی سحر ۳۲۶
پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری ۳۲۷
منشی تلوک چند محروم ۳۲۷

صفحہ

حضرت پروفیسر ڈاکٹر ابوالخیر کشفی ۳۱۴
حضرت قمر انجم ۳۱۵

اُردو نعت گو شاعرات ۳۱۶

محترمہ خورشید آرا بیگم نواب صدیق علی خاں ۳۱۶
محترمہ ممتاز جہاں گنگوہی ۳۱۷
محترمہ ادا جعفری بدایونی ۳۱۸
محترمہ روحی علی اصغر ۳۱۹

غیر مسلم اردو نعت گو شعراء ۳۲۰

بھگت کبیر داس بنارسی ۳۲۰
گرو نانک جی ۳۲۱
منشی درگا سہائے سرور جہاں آبادی ۳۲۱
سرکشن پرشاد شاد ۳۲۲
پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی ۳۲۳
دلورام کوثری ۳۲۳
ہری چند اختر ۳۲۴
پروفیسر جگن ناتھ آزاد ۳۲۵
رانا بھگوان داس ۳۲۶
کنور مہندر سنگھ بیدی سحر ۳۲۶
پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری ۳۲۷
منشی تلوک چند محروم ۳۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ نُورِ ھُدٰی وَآلِہٖ
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ فَضْلِ عُلیٰ وَآلِہٖ
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ شَانِ وِلَا وَآلِہٖ
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عُلیٰ وَآلِہٖ

مرشدنا حضرت باغ رحمۃ اللہ علیہ

سلامِ اعرابی

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ أَعْظُمُهُ

اے سب مخلوق سے بہتر! دفن ہوئیں مٹی میں جن کی ہڈیاں

فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ

پس پاک ہوگئے ان کی پاکیزگی سے ٹیلے اور میدان

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ

میری جان فدا ہو اس قبر پر جس میں آپ کا قیام ہے

فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

اسی میں ہے پاک دامنی اور اسی میں سخاوت اور شرافت ہے

وَصَاحِبَاكَ فَلَا أَنْسَاهُمَا أَبَدًا

اور آپ کے دونوں رفقاء کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا

مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَمُ

میرا سلام ہو آپ پر جب تک قلم لکھتا رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تعارف

مجھے اپنی پستی کی شرم ہے تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں، اسے پھر بھی شوقِ وصال ہے

فرمایا حضور اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں عرب و عجم میں سب سے بہتر کلام کرنے والا ہوں لیکن مجھ سے رب تبارک و تعالیٰ کی تعریف نہیں ہوسکی، اور قرآنِ حکیم میں بھی ہے کہ اگر سارے درخت قلم بنادیئے جائیں اور سارے سمندر روشنائی بنائے جائیں جب بھی اللہ تعالیٰ کی "حمد" نہیں بیان کی جاسکتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنے اپنے علم اور واقفیت کے تحت بندہ اپنے مالک اور مولا کے بارے میں اظہارِ خیال کرے اور حسبِ تعلق اور اخلاص ثواب و قرب کا امیدوار رہے۔ اور مولا کا فضل و کرم بندہ کو نوازے! اور حدیث شریف میں بھی بشارت دی گئی ہے "جب بندہ مجھے تنہا یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو تنہا یاد کرتا ہوں اور جب وہ لوگوں میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں فرشتوں میں اس کا ذکر کرتا ہوں"۔ اس لئے نثر و نظم میں اللہ تعالیٰ کی توصیف و تعریف بیان کرنا حقیقتاً مشکل کام ہے اور اشعار میں خاص کر بقول شاعر ؎

اس قدر ہم نے تیرا ذکر کیا قابلِ ذکر ہوگئے ہم بھی

باادب "حمد" بارگاہ حق میں قبول ہے

"حمد" کے بعد "نعتیہ" کلام حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و انعام ہے

کہ اُمّتی اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہہ کر دربارِ رسالت میں اشعار کا ہدیہ پیش کرے کہ ؏

کہنا مشکل ہے شمیمؔ اسکو کوئی کیا جانے ؛ شعر اور وہ بھی بعنوان رسولِ عربی

ڈاکٹر نور محمد ربّانی صاحب نے متقدّمین و متاخّرین عشاقِ نبی کریم ؐ کے زرّیں کلام سے یہ مجموعہ مرتّب کیا ہے جو مُردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑاتا اور عشق و محبت کی چنگاری کو شعلہ کی شکل دیتا ہے اس گراں قدر مجموعہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فارسی اشعار کو بہت خُوبصورتی کے ساتھ اُردو کا جامہ پہنایا ہے جو فارسی کے اس ناقدر شناس دور کے لیے بہت ضروری تھا، اس اعتبار سے یہ کتاب نورٌ علیٰ نور بن گئی ہے۔

کتاب کی کتابت و طباعت اور زینت و زیبائش اس بات کی دلیل ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بڑی سخاوتِ قلبی سے کام لیا ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر ربّانی صاحب کی اس کوشش اور فیّاضی کو شرفِ قبول بخشے اور قارئین سامعین کے دلوں کی شمع محبت کو روشن فرمائے

قارئین کو معلوم رہے کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا "نقشِ ثانی" ہے۔ اس سے پہلے آپ کے ذوق و شوق کی شمع "تسکینُ القلوب" کے نام سے شائع ہو کر دردِ محبّت رکھنے والوں کے لئے سکونِ قلب کا باعث بن رہی ہے۔

مظہر علی خاں مدنی

مدینہ منوّرہ

پیش لفظ

عرصہ دراز سے ایک خیال دامن گیر تھا کہ جن حضرات نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے جہد بلیغ کیا، سالہا سال خُود کو ریاضت شاقہ میں ڈالا، بے پناہ مجاہدات اور مراقبات کے ذریعہ شاہدِ حقیقی تک پہنچ کر صاحبِ دل اور اہلِ عرفان کہلائے، ان کے تاثّرات، ان کے خیالات، ان کے پند و حکایات کو جو کہ بیشتر فارسی زبان میں ہیں ان کو ترجمہ کر کے اہلِ ذوق حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کروں، چنانچہ یہ کتاب "کشفُ العرفان" اسی حقیقت کی ہنستی بولتی تصویر اور اسی امر کی ترجمانِ دلگیر ہے، بلاشبہ ان عارفانِ حق کا کلام بیمار دلوں کے لئے شفا، اصحاب ذوق و شوق کے لئے نعمتِ بے بہا، اربابِ عشق و محبت کے لئے ہادی و رہنما ہے ؎

اے دوست اہلِ دل کی رفاقت میں جی کے دیکھ
تو نے بہت تو پی ہے ذرا اس کو پی کے دیکھ

اس موقع پر اپنے محترم و مکرم جناب میر غلام محی الدین صاحب مدظلہٗ العالیٰ نقشبندی، مجدّدی، قادری مہاجر مدینہ منورہ کا بے حد ممنون ہُوں کہ دراصل حضرت موصُوف کی رہنمائی اور توجہ روحانی ہی اس کتاب کو منصۂ شہُود پر لانے کا باعث ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ بحرمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم آں گرامی کو دونوں جہاں میں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر میں اپنے محسن مکرم جناب مولانا طفیل احمد صاحب کامل

مجدّدی سلامی کا تذکرہ نہ کروں کہ جن کی ادبی علمی معاونت ہی نے اس مجموعہ کو ایک صحیفۂ جمیل کی شکل دی ہے۔

اس کتاب کی تدوین میں جناب جمیل نقوی صاحب نے جو معاونت فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنا میرا شرعی فریضہ ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں دُعا۔ اے خداوندِ قدوس، میں اِس کتاب "کشف العرفان" کو اہلِ ذوق کے حضور بطورِ ہادی اور رہنما پیش کر رہا ہوں، تو اپنے فضل و کرم سے ان کے دلوں میں اپنے عرفان (پہچان) کی کرن پیدا فرما، ان کے قلوب میں ایمان کی تازگی عطا فرما، اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کو محرومی، بے یقینی، بے کیفی سے مامون فرما کر سیرابی و کامیابی نصیب فرما۔

اِیں دُعا از من و از جُملہ جہاں آمین باد

حقیر و فقیر:- نُور محمّد رَبّانی سلامی

۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

رُوحِ کتاب

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ رُومیؒ

خواہی کہ دِلت پُر شود از مخزنِ اسرار

اے دوست بہت جلد حضرت رُومی کی مجلسِ عرفان میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل اسرارِ الٰہی کا مخزن بن جائے

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ سعدیؒ

خواہی زِ دِلت محو شود ایں ہمہ افکار

اے دوست بہت جلد حضرت سعدی کی مجلسِ تلقین میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے دل سے تمام تفکرات مٹ جائیں

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ حافظ

از عشق و محبّت اگرت ہست سروکار

اے دوست بہت جلد حضرت حافظ شیرازی کے میخانۂ عشق میں آجا۔ اگر تیرے دل کو عشق و محبت سے کچھ لگاؤ ہے

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ جامیؒ

از حُبِّ نبیؐ گر طلبی سینہ سرشار

اے دوست بہت جلد حضرت جامی کی محفلِ حبِ نبی میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل عشقِ رسول سے پُر ہو جائے

دُعا

الٰہی نجّنا من کلّ ضیقٍ — بجاہِ المصطفٰی مولی الجمیع

وھبنا فی المدینۃِ قرارًا ورزقًا — وبالایمانِ دفنًا فی البقیع

اللّٰھمّ انّی ابرءُ حولی وقوّتی الی حولک وقوّتک

واسئلک الرّشاد

انا تراب اقدام علماءِ الکرام واولیاءِ العظام

ڈاکٹر نور محمد ربانی، سلامی

صلوٰۃ تنجینا

بسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیمِ

اللّٰھمّ صلّ علٰی سیّدنا ومولانا محمّدٍ وّعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ

اے اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور اصحاب پر

صلوٰۃً تنجینا بھا من جمیعِ الاھوالِ والاٰفاتِ وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات

درود بھیج اور اسکے ذریعہ تو ہمیں تمام خوف و ہراس اور مصیبتوں سے نجات دے اور ہماری سب

وتطھّرنا بھا من جمیعِ السّیّاٰتِ وترفعنا بھا عندک اعلی الدّرجات

حاجتوں کو پورا فرمادے اور ہمیں تمام گناہوں سے پاک وصاف فرما اور ہمیں اپنے نزدیک اعلیٰ سے

وتبلّغنا بھا اقصی الغایاتِ من جمیعِ الخیراتِ فی الحیٰوۃِ

اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمادے۔ اور ہمیں زندگی اور موت کے بعد تمام بھلائیوں سے

وبعد المماتِ انّک علٰی کلّ شیءٍ قدیرٌ ○

نواز دے۔ بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

دُرُوْدِ تاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ

اے اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرما اوپر سردار ہمارے اور مالک ہمارے محمدؐ کے جو صاحب تاج

وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ

اور معراج اور براق اور علم (نشان) کے ہیں۔ دور کرنے والے سختی اور وبا اور قحط سالی

وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ

اور بیماری اور رنج کے۔ نام انکا لکھا گیا ہے بلند کیا گیا ہے شفاعت کرنے والا کیا گیا ہے نقش کیا گیا ہے

فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ

درمیان لوح اور قلم کے۔ آپ سردار ہیں اہل عرب اور اہل عجم کے جسم آپکا بہت ہی پاک خوشبودار

مُطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰی ط بَدْرِ الدُّجٰی ط

پاکیزہ۔ روشن درمیان خانہ کعبہ اور حرم کے۔ آپ آفتاب وقت چاشت کے اور ماہتاب اندھیری رات کے

صَدْرِ الْعُلٰی ط نُوْرِ الْهُدٰی ط كَهْفِ الْوَرٰی ط مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِیْلِ الشِّيَمِ ط

مسند نشین بلندی کے۔ نور صراط مستقیم کے۔ پناہ مخلوقات کے چراغ تاریکیوں کے نیک عادتوں والے

شَفِیْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ط وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِیْلُ

بخشوانے والے امتوں کے۔ صاحب بخشش اور بزرگی کے اور اللہ تعالیٰ نگہبان ہے ان کا اور جبریل

خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی

خدمت گذار ہے انکا اور براق سواری ہے انکی اور معراج سفر ہے انکا اور سدرۃ المنتہیٰ

مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ

مقام ہے انکا اور قاب قوسین (وصال حق) مطلوب ہے انکا اور مطلوب مقصود ہے انکا اور مقصود

مَوْجُوْدُهٗ۔ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ

انکے پاس موجود ہے۔ آپ سردار سب رسولوں کے خاتم سب نبیوں کے بخشوانے والے گناہگاروں کے غمخوار مسافروں کے

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ، مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ

باعث رحمت دونوں جہاں کے لوگوں کے۔ موجب آرام عاشقوں کے۔ مراد مشتاقوں کے

شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ ۔ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ ۔ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ

آفتاب خداشناسوں کے. چراغ راہِ خدا پر چلنے والوں کے. مشعل مقربوں کے دوست رکھنے والے

وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاکِیْنَ ۔ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ ۔ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ ۔ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ

محتاجوں. مسافروں اور مفلسوں کے. سردار جن اور انس کے نبی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے پیشوا

وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ ۔ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ ۔ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ

بیت المقدس اور کعبہ کے. وسیلہ ہمارے لئے درمیان دنیا اور آخرت کے شرف یاب دو کمانوں کے محبوب پروردگار دو مشرقوں

وَالْمَغْرِبَیْنِ ۔ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ

اور مغربوں کے. نانا جان امام حسن اور امام حسین کے. مالک ہمارے اور مالک جن وانس کے کنیت آپکی ابوقاسم

عَبْدِ اللّٰہِ ۔ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ یَآ اَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ صَلُّوْا

نام مبارک آپکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے خواجہ عبداللہ کے آپ نور ہیں اللہ تعالیٰ کے نور سے. اے عاشقو نورِ جمال آنحضرت کے

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاؕ

درود بھیجو اوپر آپ کے اور آپ کی اولاد کے اور آپکے یاروں کے اور سلام بھیجو بھیجنے کے لائق.

عربی
حمد باری تعالیٰ
اور
نعتیں

حمد باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِرَبٍّ هُوَ شَافٍ لِّسَقِيْمٍ ۔۔۔ وَالشُّكْرُ لِمَنْ اَرْحَمُ مِنْ كُلِّ رَحِيْمٍ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے جو بیمار کو شفا دینے والا ہے ۔۔۔ اور شکر اس ذات کیلئے جو کہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہے

اَلْعَالِمُ وَالْوَاحِدُ وَالْبَاقِيْ اَبَدًا ۔۔۔ وَالْغَافِرُ لِلذَّنْبِ جَدِيْدٍ وَّقَدِيْمٍ

سب کچھ جاننے والا اور اکیلا اور ہمیشہ باقی رہنے والا ۔۔۔ اور بخشنے والا واسطے گناہ کے نئے اور پرانے

اَلظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَالنَّافِعُ حَقًّا ۔۔۔ اَلرَّازِقُ لِلْعَبْدِ وَاِنْ كَانَ اٰثِيْمٌ

ظاہر اور باطن اور سچا نفع دینے والا ۔۔۔ رزق دینے والا بندے کیلئے اگرچہ بندہ گنہگار

اَلْحَاكِمُ وَالنَّافِذُ لِلْحُكْمِ سَرِيْعًا ۔۔۔ لَا مَانِعَ مَا يُوْصِلُ مِنْ فَضْلٍ كَرِيْمٍ

حکم کرنے والا اور جاری کرنے والا واسطے حکم کے جلدی ۔۔۔ نہیں روکنے والا کوئی اسکو جو پہنچا ہے اسکے فضل و کرم سے

اَلْعَالِمُ وَالنَّاظِرُ فِيْ كُلِّ اَوَانٍ ۔۔۔ وَالْحَافِظُ مِنْ نَّارِ سَعِيْرٍ وَّجَحِيْمٍ

جاننے والا اور دیکھنے والا درمیان ہر وقت کے ۔۔۔ اور بچانے والا آگ جلانے والی دوزخ سے

عربی نعتیں

حضرت خواجہ ابو طالب بن عبد المطلب

وَاللّٰہِ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِھِمْ
حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنًا

ترجمہ:- خدا کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ جبتک مجھے دفن کرکے مٹی میں ٹیک لگا کر لٹا نہ دیا جائے۔

فَاصْدَعْ بِاَمْرِکَ مَا عَلَیْکَ غَضَاضَۃٌ
وَابْشِرْ وَقَرَّ بِذَاکَ عَنْکَ عُیُوْنًا

ترجمہ:- تو اپنا کام کئے جا۔ تجھ پر کسی قسم کی تنگی نہیں ہے۔ اور خوش رہ اور اس کام کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کئے جا۔

وَدَعَوْتَنِیْ وَزَعَمْتَ اَنَّکَ نَاصِحِیْ
وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنًا

ترجمہ:- تونے مجھے دعوت دی اور تیرا خیال ہے کہ تو میرا خیر خواہ ہے۔ تونے سچ کہا اور پھر تو تو ایک امانت دار رہ چکا ہے۔

وَعَرَضْتَ دِیْنًا لَا مَحَالَۃَ اَنَّہٗ
مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا

ترجمہ:- اور تونے وہ دین پیش کیا جو یقیناً دنیا کے ادیان میں بہترین دین ہے۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم

حَمِدْتُ اللّٰہَ حِیْنَ فُؤَادِیْ — اِلَی الْاِسْلَامِ وَالدِّیْنِ الْحَنِیْفِ

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو — اسلام اور بلند ترین دین کی توفیق بخشی

لِدِیْنٍ جَآءَ مِنْ رَّبٍّ عَزِیْزٍ — خَبِیْرٍ بِالْعِبَادِ بِھِمْ لَطِیْفٍ

اس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے — جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے

اِذَا تُلِیَتْ رَسَائِلُہٗ عَلَیْنَا — تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِی اللُّبِّ الْحَصِیْفِ

جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے — تو صاحب عقل اور صاحب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں

رَسَائِلُ جَآءَ اَحْمَدُ مِنْ ھُدَاھَا — بِاٰیَاتٍ مُّبَیَّنَۃِ الْحُرُوْفِ

وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد لے کر آئے — واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

وَاَحْمَدُ مُصْطَفًی فِیْنَا مُطَاعًا — فَلَا تَغْشُوْہُ بِالْقَوْلِ الْعَنِیْفِ

اور احمد ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے — لہٰذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا

فَلَا وَاللّٰہِ نُسْلِمُہٗ لِقَوْمٍ — وَلَمَّا نَقْضِ فِیْھِمْ بِالسُّیُوْفِ

تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے — جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلوار سے فیصلہ نہیں کیا ہے

حضرت عباسؓ بن عبدالمطّلب

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي — مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

آپ اس سے پہلے سایۂ خاص میں بسر کر رہے تھے اور — اُس منزلِ محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَلَا بَشَرٌ — أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ بستی میں اُترے، مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے — نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ — أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ وہ آبِ صافی، جو کشتیوں پر سوار تھا — جب سیلاب کی موجیں چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ — إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

منتقل ہوتا رہا صُلب سے رحم کی طرف — پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبۂ حال کا ظہور ہوا

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا — فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

آپ آتشِ خلیل میں اُترے، چھپے چھپے، — آپ اُن کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے

حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ — خِنْدِفَ، عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحبِ شوکت گھرانہ ہوا جو — خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَ — رْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین — اور روشن ہو گئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے

فَنَحْنُ فِي ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّ

تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور اسی نور میں

ورِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں نکال رہے ہیں

حضرت علی مرتضیٰؓ

أَمِنْ بَعْدِ تَكْفِينِ النَّبِيِّ وَدَفْنِهِ — بِأَثْوَابِهِ آسَى عَلَى هَالِكٍ ثَوَى

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اس مرنے والے — کے غم میں غمگین ہوں جو خاک میں جا بسا

رُزِئْنَا رَسُولُ اللّٰهِ فِينَا فَلَنْ نَرَى — بِذَاكَ عَدِيلًا مَا حَيِينَا مِنَ الرَّوٰى

رسولُ اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب — جب تک ہم خود جی رہے ہیں اُن جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے

وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُونِ أَهْلِهِ — لَهُ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِيزٌ مِنَ الرَّوٰى

رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن — سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وَكُنَّا بِمَرْآهُ نَرَى النُّورَ وَالْهُدَى — صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِينَا أَوِ اغْتَدَى

ہم جب اُن کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے — صبح بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے

لَقَدْ غَشِيَتْنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِ — نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلَى ظُلْمَةِ الدُّجَى

ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں — دن، کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا۔

فَيَا خَيْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَاغ وَالْحَشَا — وَيَا خَيْرَ مَيْتٍ ضَمَّهُ التُّرْبِ وَالثَّرَى

انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے — بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

كَاَنَّ اُمُوْرُ النَّاسِ بَعْدَكَ ضَمِنَتْ سَفِيْنَةٌ مُوْجٍ حِيْنَ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا

گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فَضَاقَ فَضَاءُ الْاَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْبِهٖ لِفَقْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِذْ قِيْلَ قَدْ مَضٰى

زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی رسول اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے

فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ مُصِيْبَةٌ كَصَدْعِ الصَّفَا لَا لِلصَّدْعِ فِي الصَّفَا

مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فَلَنْ يَّسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيْبَةً وَلَنْ يَّجْبُرَ الْعَظْمَ الَّذِيْ مِنْهُمْ وَهٰى

اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے اور وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے

وَفِيْ كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوةِ يُهَيِّجُهٗ

اور ہر نماز کے وقت بلالؓ ایک نیا ہیجان پیدا کرتے ہیں

بِلَالٌؓ وَّ يَدْعُوْا بِاسْمِهٖ كُلَّمَا دَعَا

جب کہ وہ (بلالؓ) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں۔

حضرت فاطمۃُ الزّہراؓ

المتوفی سنہ ١١ھ
٦٣٢ء

مَاذَا عَلٰى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدٍ اَلَّا يَشُمَّ مُدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ سونگھ لی تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو سونگھے

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ عُدْنَ لَيَالِيَا

(حضور کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے

اِغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَآءِ وَكُوِّرَتْ شَمْسُ النَّهَارِ وَاَظْلَمَ الْاَزْمَانُ

آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَئِيْبَةٌ اَسَفًا عَلَيْهِ كَثِيْرَةُ الْاَحْزَانِ

اور زمین نبی کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فَلْيَبْكِهٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا يَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَهُ النَّيِّرَانِ

اب آنسو بہائے شرق بھی اور مغرب بھی انکی جدائی پر فخر تو صرف ان کیلئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ ضِنْوَةً

اے آخری رسولؐ آپ برکت و سعادت کی تجلّئ فیض ہیں

صَلّٰى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ

آپؐ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

المتوفی سنہ ۱۳ھ ۶۳۴ء

یَا عَیْنُ فَابْکِیْ وَلَا تَسْأَمِیْ ... وَحَقَّ الْبُکَاءِ عَلَی السَّیِّدِ

تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں ... قسم ہے سرورِ عالمؐ پر رونے کے حق کی

عَلٰی خَیْرِ خِنْدِفَ عِنْدَ الْبَلَا ... ءِ اَمْسٰی یُغَیَّبُ فِی الْمَلْحَدِ

خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا، جو غم والم کے ہجوم میں سرِشام گوشۂ عافیت میں چھپا دیا گیا

فَصَلَّی الْمَلِیْكُ وَلِیُّ الْعِبَا ... دِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلٰی اَحْمَدِ

مالک الملک بادشاہ عالم، بندوں کا والی ... اور پروردگار، احمد مجتبیٰ پر سلام ورحمت بھیجے

فَکَیْفَ الْحَیَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِیْبِ ... وَزَیْنِ الْمَعَاشِرِ فِی الْمَشْهَدِ

اب کیسی زندگی، جو حبیب ہی بچھڑ گیا ... اور وہ نہ رہا جو زینت دہ یک عالم تھا

فَلَیْتَ الْمَمَاتَ لَنَا کُلِّنَا ... فَکُنَّا جَمِیْعًا مَعَ الْمُهْتَدِیْ

کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی ... آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

المتوفی سنہ ۵۷ھ ۶۷۷ء

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ ... یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقِّدِ

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے ... تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فَمَنْ کَانَ اَوْ مَنْ قَدْ یَکُوْنُ کَاَحْمَدَ ... نِظَامٌ لِحَقٍّ اَوْ نَکَالٌ لِمُلْحِدِ

احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا ... حق کا نظام قائم کرنیوالا اور ملحدوں کو سرا پا عبرت بنا دینے والا

حضرت عمر فاروق رضؓ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ دِیْنَهٗ ... عَلٰی کُلِّ دِیْنٍ قَبْلَ ذٰلِكَ حَائِدِ

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا ... ہر اُس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا

وَاَسْلَبَهٗ مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ بَعْدَ مَا ... تَدَاعَوْا اِلٰی اَمْرٍ مِنَ الْغَیِّ فَاسِدِ

اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضورؐ سے جب ... اُن لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

غَدَاةَ اَجَالَ الْخَیْلُ فِیْ عَرَصَاتِهَا ... مُسَوَّمَةً بَیْنَ الزُّبَیْرِ وَخَالِدِ

اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے ... جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان

فَاَمْسٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ

پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا

وَاَمْسٰی عُدَاهُ مِنْ قَتِیْلٍ وَشَارِدِ

اوران کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے

حضرت عثمان غنی رضؓ

وَحُقَّ الْبُکَاءُ عَلَی السَّیِّدِ

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آ چکا

فَیَا عَیْنِیْ ابْکِیْ وَلَا تَسْأَمِیْ

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

از حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلصُّبحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ ⁂ وَاللَّیلُ دَجٰی مِنْ وَفْرَتِہٖ

صبح ظاہر ہوئی آپ (آنحضور) کی پیشانی سے ⁂ اور رات رُونما ہوئی آپ کی زلفوں سے

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّ عُلًا ⁂ اَھْدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِہٖ

آپ سبقت لے گئے تمام پیغمبروں پر بزرگی اور بلندی میں ⁂ دین کے تمام راستے روشن ہو گئے آپکی رہنمائی سے

کَنْزُ الْکَرَمِ مَوْلَی النِّعَمِ ⁂ ھَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِہٖ

آپ بخشش کے خزانے اور رحمتوں کے مالک ہیں ⁂ تمامی اُمت کو راہ ہدایت دکھانیوالے اپنی شریعت سے

اَزْکَی النَّسَبِ اَعْلَی الْحَسَبِ ⁂ کُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِہٖ

بہت پاکیزہ نسب والے اعلیٰ خاندان والے ⁂ تمام عرب (کل جہان) آپ کی خدمت میں ہیں

سَعَتِ الشَّجَرُ، نَطَقَ الْحَجَرُ ⁂ شُقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

دوڑے آئے درخت کلام کیا پتھروں نے ⁂ دو ٹکڑے ہو گیا چاند آپ کی انگلیوں کے اشارے سے

جِبْرِیْلُ اَتٰی لَیْلَۃَ اَسْرٰی ⁂ وَالرَّبُّ دَعٰی لِحَضْرَتِہٖ

جبریل علیہ السلام آئے معراج کی رات آپکے پاس ⁂ اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپ کو اپنے سامنے

نَالَ الشَّرَفَا وَاللہُ عَفَا ⁂ عَنْ مَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِہٖ

آپ کی بدولت لوگوں کو بزرگیاں حاصل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے معاف فرمائے وہ گناہ جو امت نے کئے تھے

فَمُحَمَّدُنَا ھُوَ سَیِّدُنَا ⁂ وَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِہٖ

پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سردار ہیں ⁂ اور ہمارے لئے عزت ہے آپکے قبول فرمانے میں

حضرت کعب رضؓ بن زُہیر

فَقَدْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ مُعْتَذِرًا ⁂ وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ مَقْبُوْلُ

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہو کر پہنچا ⁂ اور معافی و درگزر تو اللہ کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہے

لَقَدْ اَقُوْمُ مَقَامًا لَوْ یَقُوْمُ بِہٖ ⁂ اَرٰی وَاَسْمَعُ مَا لَوْ یَسْمَعُ الْفِیْلُ

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی ⁂ کھڑا ہوتا اور ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سُن رہا تھا

لَظَلَّ یُرْعَدُ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ ⁂ مِنَ الرَّسُوْلِ بِاِذْنِ اللہِ تَنْوِیْلُ

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے ⁂ رسول اللہ کی طرف سے جود و سخا اور بخشش و عطا نہ ہوتی

حَتّٰی وَضَعْتُ یَمِیْنِیْ لَا اُنَازِعُہٗ ⁂ فِیْ کَفِّ ذِیْ نَقِمَاتٍ قِیْلُہُ الْقِیْلُ

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے ⁂ اس ہاتھ میں دے دیا جو کینے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول قول فیصل تھا

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ

بیشک رسول اللہ وہ سیف ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے

مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللہِ مَسْلُوْلُ

وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں۔

امام زین العابدین رض، علی السجاد بن الحسین رض

اِنْ نِلْتَ یَا رُوْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمِ ۔۔۔ بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

اے بادِصبا اگر تیرا گزر سرزمینِ حرم تک ہو ۔۔۔ تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

مَنْ وَّجْہُہٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّہٗ بَدْرُ الدُّجٰی ۔۔۔ مَنْ ذَاتُہٗ نُوْرُ الْھُدٰی مَنْ کَفُّہٗ بَحْرُ الْھِمَمِ

وہ جن کا چہرۂ انور مہرِ نیم روز ہے اور جن کے رخسار تابان ماہِ کامل ۔۔۔ جن کی ذات نورِ ہدایت ہے، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قُرْاٰنُہٗ بُرْھَانُنَا نَسْخًا لِّاَدْیَانٍ مَّضَتْ ۔۔۔ اِذْ جَآءَنَا اَحْکَامُہٗ کُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

اُن کا لایا ہوا قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے جس نے اگلے تمام دینوں کو منسوخ کر دیا ۔۔۔ جب اُس کے احکام ہمارے پاس آئے تو پچھلے سارے صحیفے معدوم ہو گئے

اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَۃٌ مِّنْ سَیْفِ ھِجْرِ الْمُصْطَفٰی ۔۔۔ طُوْبٰی لِاَھْلِ بَلْدَۃٍ فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفٰی ﷺ کی تلوار سے ۔۔۔ خوش نصیبی اُس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ کَمَنْ یَّتَّبِعْ نَبِیًّا عَالِمًا ۔۔۔ یَوْمًا وَّ لَیْلًا دَائِمًا وَّارْزُقْ کَذَا لِیْ بِالْکَرَمْ

کاش میں اُس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے ۔۔۔ دن اور رات ہمیشہ اے خدا یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ ۔۔۔ اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحَزِیْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّالْکَرَمْ

اے رحمتِ عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں ۔۔۔ ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ

اے رحمتِ عالم زین العابدین کو سنبھالئے

مَحْبُوْسِ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِی الْمَوْکَبِ الْمُزْدَحَمْ

وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

حضرت عبداللہ بن رواحہ رض

الشہید ۸ھ ۶۲۹ء

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُہٗ شَھِدَتْ ۔۔۔ بِاَنَّہٗ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں ۔۔۔ کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں

عَمَّتْ فَضَائِلُہٗ کُلَّ الْعِبَادِ کَمَا ۔۔۔ عَمَّ الْبَرِیَّۃَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اُن کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کیلئے عام ہیں ۔۔۔ جسطرح سورج اور چاند ساری مخلوق کیلئے عام ہے

لَوْ لَمْ یَکُنْ فِیْہِ اٰیَاتٌ مُّبَیِّنَۃٌ ۔۔۔ کَانَتْ بَدِیْھَتُہٗ عَنِ الْخَبَرِ

اگر ان کی صداقت پر مہرِ ثبت کرنیوالی نشانیاں نہ ہوتیں ۔۔۔ تو خود ان کی واضح شخصیت انکی صداقت کافی تھی

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رض

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا ۔۔۔ اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں ۔۔۔ آپ کی خوشنودی کا امیدوار آپ کی پناہ کا طلبگار

وَاللہِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ ۔۔۔ قَلْبًا مَّشُوْقًا لَّا یَرُوْمُ سِوَاکَ

اللہ کی قسم اے بہترین خلائق! میرا دل صرف ۔۔۔ آپ کی محبت سے لبریز ہے، وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ ۔۔۔ کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ

آپ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا ۔۔۔ اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں

أَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ — مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ

آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ نے آپ کا توسل اختیار کیا — اپنی لغزش پر، تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے جدِ بزرگوار ہیں

وَبِكَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ — بَرْدًا وَّقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ

اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی تو — اُن کی آگ سرد ہوگئی، وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی

وَدَعَاكَ اَيُّوْبُ لِضُرٍّ مَّسَّهُ — فَأُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَ

اور حضرت ایوبؑ نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دُعا کی — تو ان کی دعا مقبول ہوئی اور بیماری دور ہو گئی

وَبِكَ الْمَسِيْحُ اَتٰى بَشِيْرًا مُّخْبِرًا — بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِّعُلَاكَ

اور آپ ہی کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیحؑ آئے — انھوں نے آپ کے حُسن و جمال کی مدح و ثنا کی اور آپ کے رتبہ بلند کی خبر دی

وَكَذَاكَ مُوْسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا — بِكَ فِي الْقِيٰمَةِ مُحْتَمِيْ بِحِمَاكَ

اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ بھی آپ کا وسیلہ اختیار کئے رہے — اور قیامت میں بھی آپ ہی کی حمایت کے طالب ہیں گے

وَهُوْدُ وَّيُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا — وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ

اور حضرت ہودؑ اور حضرت یونسؑ نے بھی آپ ہی کے حُسن سے زینت پائی — اور حضرت یوسفؑ کا جمال بھی آپ ہی کے جمال باصفا کا پرتو تھا

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَاءِ — طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرَاكَ

اے طٰہٰ لقب! آپ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی — پاک ہے وہ جس نے ایک رات کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی

وَاللّٰهِ يَا يٰسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ — فِي الْعٰلَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ

خدا کی قسم اے یٰسین لقب! آپ جیسا تو تمام مخلوق میں — نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، قسم ہے اُسی کی جس نے آپ کو سربلند کیا

عَنْ وَّصْفِكَ الشُّعَرَاءُ يَا مُدَّثِّرُ — عَجَزُوْا وَكَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَ

اے کملی والے! آپ کے اوصافِ جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے، آپ کے اوصافِ عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں

بِكَ لِيْ قُلَيْبٌ مُّغْرَمٌ يَا سَيِّدِيْ — وَحُشَاشَةٌ مَّحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَ

میرے سرکار! میرا حقیر دل آپ ہی کا شیدا ہے — اور میرے اندر تو آپ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى — جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ

اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر! اے حاصلِ کائنات! — مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی خوشنودی کی مسرت بخشئے

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ — لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلبگار ہوں، کہ — اس جہان میں ابوحنیفہ کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى

اے ہدایت کے عَلَمِ سربلند! مشتاقانِ زیارت کے شوقِ بے حد

مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰى مَثْوَاكَ

کے مطابق، قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوتا رہے۔

علامہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

فَلَسْتُ اَرٰى اِلَّا الْحَبِيْبَ مُحَمَّدًا

رَسُوْلَ اِلٰهِ الْخَلْقِ جَمَّ الْمَنَاقِبِ

میں بجز محمدؐ کے کسی اور کو محبوب نہیں پاتا۔ وہ خداوند مخلوقات کے رسول ہیں تمام مناقب کے جامع۔

وَمُعْتَصَمُ الْمَکْرُوْبِ فِیْ کُلِّ غَمْرَةٍ
وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ کُلِّ تَائِبِ

ہر مصیبت میں مصیبت زدوں کا سہارا ہیں اور ہر توبہ کرنے والے کی مغفرت چاہنے والے۔

مَلَاذُ عِبَادِ اللّٰہِ مَلْجَاُ خَوْفِهِمْ
اِذَا جَآءَ یَوْمٌ فِیْہِ شَیْبُ الذَّوَائِبِ

خدا کے بندوں کے ماویٰ ہیں اور خوف وہراس میں ان کے ملجا۔ اس دن جب ہر جوانی پر بڑھاپا آجائے گا

علامہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

فَیَا رِیْحَ الصَّبَا عَطْفًا وَّ رِفْقًا
اِلٰی ذَاکَ الْحِمٰی بَلِّغْ سَلَامِیْ

اے صبا! از راہ لطف وکرم میرے اس حامی پشتیباں تک میرا سلام پہنچا دے

وَاِنْ جُزْتُمْ عَلَیَّ فَلِیْ غِیَاثٌ
بِبَابِ الْمُصْطَفٰی خَیْرُ الْاَنَامِ

اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور وستم کیا تو میرا فریاد رس موجود ہے۔ بارگاہ مصطفیٰ کی صورت میں جو ساری دنیا سے اچھے ہیں۔

اِلَیْہِ تَوَجُّھِیْ وَلَہٗ اسْتِنَادِیْ
وَفِیْہِ مَطَامِعِیْ وَبِہٖ اعْتِصَامِیْ

انھیں کی طرف میری توجہ ہے اور انھیں پر میرا اعتماد۔ انھیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے میں نے انھیں کا دامن تھاما ہے۔

اَجِرْنِیْ سَیِّدِیْ مِنْ ضَیْمِ سُقْمٍ
اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ وَّقْعِ الْحُسَامِ

مجھے نجات دلوایئے میرے آقا۔ بیماری کے ظلم سے۔ جو مجھ پر تلوار کی ضرب سے زیادہ شدید ہے۔

سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عشقی

یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ — یَا نَبِیَّ الْھُدٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ
خَاتَمَ الْاَنْبِیَآءِ سَلَامٌ عَلَیْکَ — سَیِّدَ الْاَصْفِیَآءِ سَلَامٌ عَلَیْکَ
اَحْمَدُ لَیْسَ مِثْلَكَ اَحَدٌ — مُجْتَبٰی مُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ

وَاجِبٌ حُبُّكَ عَلَى الْمَخْلُوْقِ　　يَا حَبِيْبَ الْعُلٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

اَعْظَمُ الْخَلْقِ اَشْرَفُ الشُّرَفَا　　اَفْضَلُ الْاَزْكِيَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

كُشِفَتْ مِنْكَ ظُلْمَةُ الظُّلَمَا　　اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

طَلَعَتْ مِنْكَ كَوْكَبُ الْعِرْفَانِ　　اَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

مَهْبِطُ الْوَحْيِ مُنْزِلُ الْقُرْاٰنِ　　اَنْتَ نُوْرُ الْهُدٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

كَيْفَ شَقَّ الْقَمَرَ بِاِشَارَتِهٖ　　مُعْجِزَ الدُّعَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

اِنَّكَ مَقْصَدِيْ وَمَلْجَائِيْ　　اِنَّكَ مُدَّعَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

اِشْفَعِيْ يَا حَبِيْبِيْ يَوْمَ جَزَا　　اَنْتَ شَافِعُنَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبِيْ مَوْلَائِيْ　　لَكَ رُوْحِيْ فِدَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

وَلَيْلَةُ اَسْرٰى بِهٖ قَالَتِ الْاَنْبِيَآءُ　　مَرْحَبَا مَرْحَبَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

لَكَ مَالِيْ فِدَا لَكَ جِسْمِيْ فِدَا　　لَكَ عَيْنِيْ فِدَا لَكَ اَهْلِيْ فِدَا

لَكَ اُمِّيْ فِدَا لَكَ اَبِيْ فِدَا　　كُلُّنَا لَكَ فِدَا سَلَامٌ عَلَيْكَ

هٰذَا قَوْلُ غُلَامِكَ عِشْقِيْ

مِنْهُ يَا مُصْطَفٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ

فارسی

حمد باری تعالیٰ

اور

نعتیں

حمد باری تعالیٰ

ازحضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تا ابد یارب زتو من لطفہا دارم امید

از تو گر امید برم از کجا دارم امید

اے میرے رب کریم میں تجھ سے ہمیشہ لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں۔
اگر تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں۔

ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمارِ ناتواں

یک قدح زاں شربتِ دارالشفا دارم امید

میں فقیر ہوں میں غریب ہوں بیکس اور ناتواں بیمار ہوں میں تیرے
شفا بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں۔

نااُمیدم از خود و از جملہ خلقِ جہاں

از ہمہ نومیدم امّا از تو می دارم امید

میں ناامید ہوں اپنی ذات سے اور جملہ مخلوقات سے اور سب سے ناامید
ہوں لیکن تجھ سے امید رکھتا ہوں۔

منتہائے کارِ تو دانم کہ آمرزیدن است

زانکہ من از رحمتِ بے منتہا دارم امید

اے میرے مولا بالآخر تجھ کو مجھے بخشنا ہے۔ اس وجہ سے کہ میں تیری بے انتہا
رحمت سے امید رکھتا ہوں۔

ہر کسے امید دارد از خدا وجز خدا

لیک عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید

ہر شخص اے میرے مولا تجھ سے تیری اور تیرے علاوہ اور بھی چیزوں
کی امید رکھتا ہے لیکن میں تجھ سے صرف تیری ہی ذات کی امید رکھتا ہوں۔

روشنئ چشمِ من از گریہ کم شد اے حبیب

ایں زماں از خاکِ کویت توتیا دارم امید

اے میرے حبیب رونے کے باعث میری آنکھوں کی روشنی کم ہو گئی۔
ایسی حالت میں اس وقت تیری گلی کی خاک کے سرمے کی امید رکھتا ہوں۔

محی می گوید کہ خونِ من حبیبِ من بریخت

بعد ازیں کشتن ز تو من لطفہا دارم امید

محی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے۔ اس قتل کے بعد بھی
اسی کے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں۔

مقالاتِ حضرت سعدیؒ

بنامِ جہاں دار جاں آفریں

حکیمِ سخن در زباں آفریں

میں شروع کر رہا ہوں ایسے شہنشاہ کے نام سے جو کہ جانوں کو پیدا
کرنے والا ہے اور ایسی عظیم حکمت والا ہے کہ زبان کو گویائی عطا فرمائی ہے۔

خداوندِ بخشندہ و دستگیر

کریمِ خطا بخش و پوزش پذیر

وہ ایسا رحیم و بردبار مالک ہے کہ گناہوں کو معاف فرمانے والا اور سب
کی مدد کرنے والا ہے اور ایسا کریم ہے کہ خطاؤں کو معاف کرنے والا اور عذرِ گناہ
کو قبول کرنے والا ہے۔

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت

بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

وہ ایسا مالک ہے کہ جس کسی شخص نے بھی اس کی بارگاہِ عالیہ سے
منہ پھیرا تو خواہ کہیں بھی گیا اور کسی کی چوکھٹ پر دستک دی اس کو کہیں
عزت نصیب نہ ہوئی۔

سرِ بادشاہانِ گردن فراز

بدرگاہِ او بر زمینِ نیاز

بڑی بڑی اور اونچی اونچی گردنیں رکھنے والے بادشاہوں کے سر

اُس کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور دم مارنے کی مجال نہیں رکھتے۔

دو کونش یکے قطرہ در بحرِ علم

گنہ بیند و پردہ پوشد بحِلم

وہ ایسا زبردست صاحبِ عزت بادشاہ ہے کہ دونوں جہاں اسکے علم کے روبرو ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہیں وہ اپنی کرم نوازی کے باعث بندوں کے گناہوں کو دیکھتا ہے مگر پھر بھی پردہ پوشی فرماتا ہے۔

ادیم زمیں سُفرۂ عامِ اوست

چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست

کُل زمین اس شہنشاہ کی طرف سے اہلِ عالم کے لئے ایک عام دسترخوان کے مانند ہے۔ اِس دسترخوانِ عام پر خواہ اس کے دوست ہوں یا دشمن سب کی ضیافت کا سامان مہیّا ہے۔

چناں پہن خوانِ کرم گسترد

کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

اس شہنشاہ عالی مرتبت نے اس قدر کشادہ اپنے کرم کا دسترخوان بچھایا ہے کہ سیمرغ دور دراز مقام کوہ قاف میں رہتے ہوئے اپنی روزی بآسانی حاصل کرلیتا ہے۔

مراو را سزد کبریا و منی

کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

بزرگی و برتری صرف اُسی ذات پاک کے لائق ہے کیونکہ اس کا ملک

ازلی اور اس کی ذات بہر نوع غنی ہے۔

یکے را بسر بر نہد تاجِ بخت

یکے را بخاک اندر آرد ز تخت

وہ شہنشاہ اعظم ایسا صاحبِ کمال ہے کہ ہر روز کسی کے سر پر تاج رکھتا ہے اور کسی کے سر سے تاج اتار کر اس کو قبر میں لے جاتا ہے۔

گلستاں کند آتشے بر خلیل

گروہے بآتش برد ز آبِ نیل

وہ شہنشاہ اپنی قدرتِ کاملہ سے حضرت خلیلؑ پر آگ کو باغ و بہار بنا دیتا ہے اور ایک باغی گروہ کو دریائے نیل میں غرق کر دیتا ہے۔

پسِ پردہ بیند عملہای بد

ہمو پردہ پوشد بآلائے خود

وہ شہنشاہِ اعظم پسِ پردہ سب کے عملہائے بد کو دیکھتا ہے مگر اپنی ستّاری و غفاری کے سبب پردہ پوشی فرماتا ہے۔

تواں در بلاغت بسحباں رسید

نہ در کنہِ بیچوں سبحاں رسید

فصاحت و بلاغت میں ہم سحبان وائل تک پہنچ سکتے ہیں مگر ہم سبحان (اللہ تعالیٰ) کے رازوں تک نہیں پہنچ سکتے۔

دریں بحر جز مرد داعی نرفت
گم آں شد کہ دنبال راعی نرفت

اللہ تعالیٰ کے بحرِ بے کراں کے اندر مردِ داعی (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں گیا۔ وہ شخص گمراہ ہوگیا جس نے حضورِ والا کا دامن نہیں پکڑا۔

کسانے کہ زیں راہ برگشتہ اند
برفتند بسیار و سرگشتہ اند

جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریق کے سوا دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ اگرچہ بڑے مجاہدے کئے مگر ہدایت یاب نہیں ہوسکے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جس کسی نے راستہ اختیار کیا وہ ہرگز منزل تک نہیں پہنچے گا۔

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز برپئے مصطفٰے

اے سعدی ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متابعت کے بغیر پاکیزگی و نجات کا راستہ تم کو مل سکتا ہے۔

حمد باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ
حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

اے زخیالِ ما بروں در تو خیال کے رسد
طائرِ ما دراں ہوا بے پر و بال کے رسد

اے میرے مولا تیری ذات پاک ہمارے وہم و گمان سے بالاتر ہے تو پھر تجھ تک ہمارا خیال کیونکر پہنچ سکتا ہے۔ اور ہماری عقل و دانش کا پرندہ تیرے میدانِ قدس میں کیونکر پرواز کرسکتا ہے۔

زاں چمنے کہ بلبلش روحِ قدس نمی سزد
گلخنیانِ خاک را بوئے وصال کے رسد

اے مولائے ما تیرا مقام ایسے باغ سے ہے جہاں بلبل رُوح القدس (جبرئیل علیہ السّلام) بھی پر نہیں مار سکتا تو پھر اس زمین کے بھڑ بھونجوں کو تیرا وصال کیونکر نصیب ہوسکتا ہے۔

بر درِ بے نیازیت صد چو حسینِ کربلا
تشنہ بماند در گذر تا بزلال کے رسد

اے مولائے ما تیری بے پرواہ چوکھٹ پر حضرت حسین جیسے ہزاروں حضرات بحالتِ تشنگی دروازے ہی پر جان دے کر روانہ ہوگئے تو پھر اوروں کو تیرے دیدار کا شرف کیونکر حاصل ہوسکتا ہے۔

گر ہمہ مردم و ملک خاک شوند بر درت

دامنِ عزت ترا گردِ زوال کے رسد

اے میرے مولا اگر تمامی انسان اور سارے فرشتے تیری بارگاہِ عالیہ کے رُوبرو اگر ختم ہو جائیں اور کوئی بھی باقی نہ رہے، اس کے باوجود تیرے جلال و جبروت کی عزت کے دامن کو ہرگز کوئی خلل واقع نہیں ہو سکتا۔

حمدِ باریِ تعالیٰ

علّامہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن نور الدین جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ

تعالی اللہ زہے قیّوم دانا

توانائی دہِ ہر ناتوانا

سُبحان اللہ اے بزرگ و برتر۔ ہر کمزور کو طاقت عطا فرمانے والے۔

انیسِ خلوتِ شب زندہ داراں

رفیقِ روز در محنت گذاراں

شب بیدار لوگوں کی تنہائی کے غمخوار۔ دن میں محنت کرنے والوں کے دلی دوست۔

ز ابرِ لطفِ او بادِ بہاری

کند خار و سمن را آبداری

موسم بہار کی ہوائیں اس کے لطف و کرم کے بادلوں سے ہر خس و

خاشاک کو سرسبز و شاداب کرتی ہیں۔

خداوندا ز ہستی سادہ بودیم

ز بیمِ نیستی آزادہ بودیم

اے ربِّ قدیر ہم سب اپنی ہستی کا نام و نشان نہ رکھتے تھے اور نیستی کے خوف سے بے پرواہ تھے۔

نخست از نیست مارا ہست کردی

بہ قیدِ آب و گل پابست کردی

سب سے پہلے تو نے مجھ کو نیست سے ہست فرمایا۔ پھر مٹی اور پانی سے ہماری تخلیق فرمائی۔

ز ضعف و ناتوانائی رہاندی

ز نادانی بدانائی رساندی

ہر ضعف و کمزوری سے نجات بخشی۔ جہالت اور نادانی سے نکالکر عقلمندی عطا فرمائی۔

رہِ فرمودنیہا کم سپردیم

بہ نافرمودنیہا پا فشردیم

با اینہما ہم تیرے احکام پر عمل پیرا نہ ہو سکے بلکہ حکم عدولی میں مبتلا ہوئے۔

تو نگذشتی ز دستورِ عنایت

نہ پوشیدی ز ما نورِ ہدایت

تو نے عنایت و کرم کے دستور کو ہم سے جدا نہ کیا اور ہم کو نورِ ہدایت سے محروم نہ فرمایا۔

ازاں نور ازتو گیرم پوششے نیست

چہ حاصل زانکہ ازما کوششے نیست

اگرچہ اس نور سے میرے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے مگر کیا حاصل جبکہ ہماری طرف سے کوشِش کا فقدان ہے۔

زِ ناکوشیدنِ خود در خروشیم

بدِہ توفیقِ کوشِش تا بکوشیم

اپنی غفلت اور عدم کوشِش پر ہمیں بڑا افسوس ہے۔ ہمیں کوشش کی توفیق عطا فرما تاکہ کوشِش میں لگ جائیں۔

دراں تنگی کہ ما باشیم و آہے

زلطفِ خود بما بکشائی راہے

اس تنگی یعنی قبر کی حالت میں جبکہ ہمارے پاس آہ کے سوا کچھ نہ ہو تجھ سے ملتجی ہوں کہ محض اپنے کرم سے سکون کا راستہ کھول دے۔

ازاں رَہ خواں سوِ درگاہ مارا

بہ ایماں بر بروں ہمراہ مارا

بارِ الٰہا وہاں سے اپنی بارگاہِ عالیہ کی جانب میری رہبری فرما اور نورِ ایمان کے ساتھ مجھ کو اپنی طرف بُلالے۔

حمدِ بارِیٔ تعالیٰ

اَے در ہوائے مہرِ تو ذرّاتِ کائنات

اے در ہوائے مہرِ تو ذرّاتِ کائنات

واقف نہ از کماہی ذاتِ تو ہیچ ذات

اے باری تعالیٰ تیری محبت کی دُھن میں اس جہان کا ایک ایک ذرّہ مستغرق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جیسا چاہئے تیری ذات سے کوئی شخص بھی واقف نہیں ہے۔

شد چشمِ عقل خیرہ چو در مبداِ ازل

حسنت نمود جلوہ در آئینۂ صفات

روزِ اوّل جب تیرے حُسن نے صفات کے آئینے میں جلوہ گری کی تو سب لوگوں کی عقل کی آنکھیں حیران و پریشان ہو کر رہ گئیں۔

ہر خشتے از کُنشت شود کعبۂ دگر

گر پرتوے جمالِ تو اُفتد بسومنات

اے محبوبِ اعظم اگر تیرے حُسن و جمال کا ایک عکس سومنات کے مندر پر پڑ جائے تو اس بتخانے کی ایک ایک اینٹ کعبہ بن جائے۔

ہر جا کہ تافت بر تو انوارِ عزّتت

عُزّٰی ندید عزے و قدرے ندید لات

اے مالک الملک جب تیری ذات کے انوار نے ایک ادنیٰ سا پرتو ڈالا تو

پھر نہ عُزّیٰ بُت کی کوئی عزّت رہی اور نہ لاتؔ بُت کی کوئی قدر باقی رہ گئی۔

در بحرِ کبریائی تو آں کس کہ شد فنا

چوں خضر بردہ راہ سرچشمۂ حیات

اے باری تعالیٰ تیرے یکتائی کے سمندر میں جو شخص فنا ہوگیا۔ اُس نے خضر کی مانند چشمۂ آبِ حیات تک رسائی حاصل کرلی۔

ہر کس بکعبۂ طلبت رو نہد نخست

از کُلِّ کائنات کند قطعِ التفات

اے باری تعالیٰ جو شخص بھی تیری طلب کے کعبہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو پھر سب سے پہلے وہ شخص کل جہان سے بے پرواہ ہوجاتا ہے اور تیرے سوا کسی کی التفات کا منتظر نہیں رہتا۔

جامے بہ بخش جامی لب تشنہ را بلطف

زاں بادہ کز کدورت جہلش دہد نجات

اے باری تعالیٰ اس پیاسے جامی کو اپنے لطف وکرم کا ایسا پیالہ پلا کہ اس شراب کی مستی سے اس کو جہل کی کدورتوں سے نجات حاصل ہو۔

فارسی نعتیں

عرضِ اقبال بحضور رحمۃ للعالمینؐ

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ

اے ظہورِ تو شبابِ زندگی   جلوہ ات تعبیرِ خوابِ زندگی

اے کہ تیرا ظہور زندگی کا شباب ہے اور تیرا جلوہ خوابِ حیات کی تعبیر

اے زمیں از بارگاہت ارجمند   آسماں از بوسۂ بامت بلند

اے کہ زمیں کا پایہ تیری بارگاہ ہونے کی نسبت سے بلند ہے اور آسمان تیرے بام کو بوسہ دینے سے سرفراز ہے۔

شش جہت روشن ز تابِ روئے تو   ترک و تاجیک و عرب ہندوئے تو

تیرے چہرہ کی آب و تاب سے شش جہات روشن ہیں، تُرک تاجیک عرب تیرے غلام ہیں۔

از تو بالا پایۂ ایں کائنات   فقرِ تو سرمایۂ ایں کائنات

تیری بدولت کائنات کا پایہ بلند ہے اور تیرا فقر کائنات کا ساز و سامان (دولت) ہے

تادمِ تو آتشے از گِل کشود   تودہ ہائے خاک را آدم نمود

جب سے تیرے نفس سے مٹی میں آگ شعلہ زن ہوئی تو مٹی کے تودوں کو انسان بنا دیا

در جہاں شمع حیات افروختی   بندگان را خواجگی آموختی

تو نے دنیا میں شمع حیات روشن کر دی اور بندوں کو آقائی کا سبق سکھا دیا

بے تو از نابود مندیہا خجل   پیکران این سرائے آب و گل

تیرے بغیر اس دنیائے آب و گل کے پیکر بے بود ہونے سے شرمندہ ہیں

ذرہ دامنگیر مہر و ماہ شد   یعنی از نیروئے خویش آگاہ شد

معمولی سا ذرہ تیری بدولت سورج اور چاند کا دامن گیر ہوا یعنی اپنی قوت پنہانی سے باخبر ہو گیا۔

تا مرا افتاد بر رویت نظر   از اَبُ وَ اُم گشتۂ محبوب تر

جب سے میری نظر تیرے چہرے پر پڑی مجھے تو ماں باپ سے بھی زیادہ محبوب ہو گیا

عشق در من آتشے افروخت است   فرصتش بادا کہ جانم سوخت است

عشق نے میرے اندر آگ بھڑکا دی۔ زہے یہ عشق جس نے میری جان کو پھونک ڈالا

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات

تو عینِ ذات می نگری در تبسمی

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اللہ کے ایک صفاتی جلوے کو دیکھ کر بیہوش ہو گئے مگر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا یہ مرتبہ ہے کہ عین ذات کو دیکھ رہے ہیں اور تبسم فرما رہے ہیں۔

حضورِ رسالتؐ

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

دل بہ محبوبِ حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یک دگر پیوستہ ایم

ہم نے اپنے دلوں کو محبوبِ حجازی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وابستہ کر لیا ہے۔ اس وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ قریب تر ہو گئے ہیں۔

رشتۂ ما یک تولایش بس است
چشمِ ما را کیفِ صہبایش بس است

ہمارے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا تعلق ہی کافی ہے۔ ہماری آنکھوں کی جلا کے لیے آپ کے حُسن لازوال کا نشہ ہی کافی ہے۔

مستیٔ اُو تا بخونِ ما دوید
کہنہ را آتش زد و نو آفرید

آپ کے حُسنِ بے کراں کی مستی ہماری خون کی رگوں میں سرایت کر گئی ہے آپ کے خداداد کرشمہ نے فرسودہ باتوں کو خاکستر کر کے نئی روح پیدا کر دی ہے۔

عشقِ او سرمایۂ جمعیت است
ہمچو خوں اندر عروقِ ملت است

آپ کا عشق دلوں کے سکون کا بہترین سرمایہ ہے اور آپ کا عشق مانندِ خون تمام ملتِ اسلامیہ کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔

عشق در جان ونسب در پیکر است
رشتۂ عشق از نسب محکم تر است

چونکہ عشق کا تعلق جان سے اور نسب کا تعلق وجود سے ہے۔ بایں سبب عشق کا رشتۂ محبت نسب سے مضبوط تر ہے۔

عشق ورزی از نسب باید گذشت
ہم ز ایران و عرب باید گذشت

لہٰذا عشق سے وابستہ ہو اور نسب کے بندھوں سے گذر جا۔ ایران و عرب کے خیال کو بھی دل سے نکال دے۔

اُمّتِ او مثلِ او نورِ حق است
ہستیٔ ما از وجودش مشتق است

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت بھی آپکی طرح نورِ حق سے مزیّن ہے۔ اور ہمارا وجود بھی آپ ہی سے مشتق ہے۔

نورِ حق را کس نجوید زاد و بود
خلعتِ حق را چہ حاجت تار و پود

نورِ حق کو کوئی شخص کسی خاص مقام سے تخصیص نہیں کرسکتا۔ بعینہٖ حق تعالیٰ کے انعام کے لیے بھی کسی تانے اور بانے کی ضرورت نہیں۔

با خدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار
یارسول اللہ! او پنہان و تو پیدائے من

خدائے تعالیٰ سے پردے کے ساتھ اور آپؐ سے ظاہری طور پر کہتا ہوں۔

کیونکہ یارسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پوشیدہ ہے اور آپ ہمارے روبرو ہیں۔

بچشمش وانمودم زندگی را
کشودم نکتۂ فرداو دی را

آپ کی بدولت صحیح معنوں میں ہم کو زندگی نصیب ہوئی۔ آپکی ہی بدولت ہم گزشتہ اور آئندہ آنے والے حالات سے واقف ہوئے۔

تواں اسرارِ جاں را فاش ترگفت
بہ نطقِ عرب ایں اعجمی را

جان کے اسرار کو فاش تر بیان کرسکتے ہیں۔ اگر آپ اس عجمی کو عرب زبان عطا فرمادیں۔

درونِ ما بجز دودِ نفس نیست
بجز دستِ تو ما را دسترس نیست

ہمارے سینے میں حیرانیوں اور پریشانیوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں آپ کے دستِ کرم کے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔

دگر افسانۂ غم با کہ گویم
کہ اندر سینہ ہا غیر از تو کس نیست

میں اپنے غموں کا قصہ کسے سناؤں۔ کیونکہ میرے خلوت خانۂ دل میں آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

جہاں از عشق و عشق از سینۂ تست
سرورش از مئے دیرینۂ تُست

تمام جہان عشق سے اور عشق آپ کے سینۂ مبارک سے تعلق رکھتا ہے اور اس عشق کا لطف

کرمِ خداوندی ہے جو آپ کے ساتھ مختص ہے

جز این چیزے نمیدانم ز جبریل
کہ او یک جوہر از آئینہ تست!

سوائے اس کے جبریلؑ کے متعلق کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ وہ آپ کے آئینۂ کمالات کے ادنیٰ مظہر ہیں۔

بکوے تو گداز یک نوا بس
مرا ایں ابتدا ایں انتہا بس

آپ کے کوچے میں پہنچ کر ایک گداز میرے لیے زادِ راہ کافی ہے۔ میرے لیے یہی ابتدا اور یہی انتہا کافی ہے۔

خراب جراتِ آں رند پاکم
خدا را گفت ما را مصطفیٰ بس

میں اس بہادر رندِ پاک (مردِ درویش) کا غلام ہوں جس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حصول کے لیے مجھ کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کافی ہیں۔

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم
من و تو کشتۂ شانِ جمالیم

اے میرے دوست آ، ہم دونوں مل کر گریہ وزاری کریں کیونکہ ہم اور تم دونوں اُسی کے شانِ جمال کے شیدائی ہیں۔

دو حرفے بر مرادِ دل بگوئیم
بپائے خواجہ چشماں را بمالیم

اور صرف سلامتیِ ایمان اور محبتِ نبیؐ کی باتیں کریں اور حضور خواجۂ عالم کے قدموں میں آنکھوں کو ملیں۔

نعت

از حضرت حکیم سنائی غزنوی مجد الدین ابوالمجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

زہے پشت و پناہِ ہر دو عالم — سرو سالار فرزندانِ آدم
کیا خوب اے ہر دو جہاں کی مخلوقات کے پشت و پناہ — اور مرحبا اے بنی نوع انسان کے سردار اور سپہ سالار

شبستانِ مقامت قابَ قوسین — درِ درگاہِ تو بطحا و زمزم
آپ کے اعلیٰ مقام کی آرام گاہ مقامِ قاب قوسین ہے — اور آپ کی زیستی بارگاہ عالیہ مقامِ بطحا و زمزم ہے

کُلاہ و تختِ کِسریٰ از تو تا بود — سپاہ و ملکِ قیصر از تو درہم
کسریٰ کا تخت اور تاج آپکے دبدبے کے روبرو ختم ہو گیا — قیصر کا ملک اور اسکی فوج آپکے سبب درہم برہم ہو گئی

مرا یادِ تو باید بر زباں بس — سنائی گردد از یادِ تو خرم
مجھ کو آپ کی یاد ہر دم زبان پر کافی ہے — اور خدا کرے سنائی کو آپکی یاد سے خوشی و خرمی حاصل ہو

درسِ عبرت

از حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

ماہہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گِل
حُلّہ گردد شاہدے را یا شہیدے را کفن

مہینوں کا وقت درکار ہوتا ہے کہ ایک بنولہ کا دانہ مٹی اور پانی سے اُگ کر کپڑا بن کر کسی معشوق کے لئے حلّہ بن سکے یا کسی شہید کے لئے کفن میں کام آسکے۔

سالہا باید کہ تا یک سنگِ خارا ز آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

سالہا سال چاہئیں تا کہ ایک سخت پتھر آفتاب کی حرارت سے متاثر ہو کر بدخشاں میں لعل بن سکے یا ملکِ یمن میں عقیق و یاقوت بن سکے۔

قرنہا باید کہ تا یک مردِ صاحبدل شود
بایزیدے در خراساں یا اویس اندر قرن

قرنوں (اسّی سال) زمانہ گذرنے کے بعد مردِ صاحبدل پیدا ہوتے ہیں جس طرح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ملکِ خراسان میں یا حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ملکِ یمن میں ظہور پذیر ہوئے۔

یا برو ہمچوں زناں رنگے و بوئے پیشہ گیر
یا چو مرداں اندر آ و گوئے در میداں فگن

یا جا اور عورتوں کی مانند اپنے بناؤ سنگار میں مصروف ہو جا یا اگر تو مرد ہے تو مردوں کی جماعت میں داخل ہو کر گیند میدان میں ڈال دے اور مصروفِ ریاضت ہو جا۔

نعت

از حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ

چراغ افروزِ چشمِ اہلِ بینش
طرازِ کارگاہِ آفرینش

آپ اہلِ دل حضرات کی باطنی آنکھوں کی روشنی ہیں، اور اس کارخانۂ عالم کے باعثِ ایجاد ہیں۔

سر و سرہنگ میدانِ وفا را
سپہ سالارِ خیلِ انبیا را

آپ اہلِ وفا حضرات کے سیّد و سردار ہیں۔ آپ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی جماعت کے پیشوا ہیں۔

یتیماں را نوازش در نسیمش
ازیں جا نام شد دُرِّ یتیمش

آپ کے ظلِّ عاطفت میں یتیموں کو راحت نصیب ہوئی اس وجہ سے آپ کا نام مبارک دُرِّ یتیم (یگانہ موتی) مشہور ہو گیا۔

سریرِ عرش را نعلینِ او تاج
امینِ وحی و صاحب سرِّ معراج

آپ کے نعلین مبارک کی بدولت عرشِ اعظم کو شرف حاصل ہوا آپ وحی الٰہی کے امین اور شبِ معراج کے اسرار کے رازدار ہیں۔

بصر در خواب و دل در استقامت
زبانش اُمّتی گو۔ تا قیامت

آپ کی ذاتِ مبارکہ ایسی عظیم الشان ہے، باوجودیکہ آپکی آنکھیں محوِ خواب ہیں مگر آپ کا دل بیدار اور حاضر ہے۔ اور آپ از راہ رحم و کرم تا قیامت یادِ اُمّتی فرمانے والے ہیں۔

حضرت نظامی گنجوی۔نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

خطت کلامُ و کلیم و رُخت کلامُ اللہ
چہ خط چہ رُخ چہ جبیں لآ اِلٰہ اِلّا اللہ

آپ کا خط (چہرہ مبارک) مجسّم کلامِ ربانی اور کلیم صفت ہے۔ آپ کا رُخِ مبارک بصورتِ کلام اللہ ہے۔ الغرض کیا چہرہ مبارک کیا جبینِ مبارک لآ اِلٰہ اِلّا اللہ کی تفسیر ہے۔

فروتنی اور عاجزی کامیابی کے حصول کیلئے مؤثر ذریعہ ہے

قطعہ

ازحضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ

دوش رفتم بخرابات و مرا راہ نہ بود
می زدم نالہ و فریاد کس از من نشنود

کل رات میں میخانے (خانقاہِ عارفاں) میں گیا، مگر اندر داخل ہونے کے لئے مجھ کو راستہ نہ ملا۔ باہر سے میں نے روتے گڑگڑاتے بڑی آوازیں دیں لیکن میری فریاد کسی نے نہ سنی۔

یا نہ بُد ہیچکس از بادہ فروشاں بیدار
یا کہ من ہیچ کسم ہیچ کسم در نکشود

یا تو بادہ فروشوں کی شرابِ معرفت پی کر وہاں کوئی ہوش میں نہ تھا یا میں ایک ناچیز آدمی ہوں، اِس سبب کسی نے میرے لئے دروازہ نہ کھولا

پاسے از شب بگذشت بیش ترک یا کمتر
رندے از غرفہ بروں آمدہ و رُخ بنمود

ایک پہر رات گذر گئی تھی یا اس سے کچھ کم و بیش، میں نے دیکھا کہ ایک بادہ خوار (سالک) کھڑکی سے جھانک کر میری طرف متوجہ ہوا۔

گفت خیر است دریں وقت گرامی خواہی
بے محل آمدنت بر درِ ما بہر چہ بود

اُس نے کہا خیر تو ہے؟ اِس وقت تم کس کو ڈھونڈھ رہے ہو۔ بے موقع ہمارے دروازے پر تمہارا آنا کس لئے تھا۔

ایں خراباتِ مغان است و درو رندانند
مومن و ارمنی و گبر و نصاریٰ و یہود

یہ پیرِ مغاں (پیرِ طریقت) کا میخانہ ہے اور اس میں سب آزاد لوگ رہتے ہیں۔ اس میخانہ میں مومن بھی ہیں، رمنی بھی ہیں، آتش پرست بھی ہیں، نصاریٰ اور یہود بھی ہیں۔

ہر چہ در جملہ آفاق دریں جا حاضر
شاہد و شمع و شراب و شکر و نائے و سرود

جو کچھ تمام دنیا میں پایا جاتا ہے، وہ سب یہاں موجود ہے۔ یہاں معشوق بھی ہے، شمع بھی ہے، شراب بھی ہے، شکر بھی ہے اور گانے بجانے کا سب سامان بھی موجود ہے

گر تو خواہی کہ دم از صحبتِ ایناں بزنی

خاک پائے ہمہ شو تا کہ بیابی مقصود

اے مخاطب اگر تو چاہتا ہے کہ ان حضرات کی صحبت ہمیں نصیب ہو تو تمہیں چاہیئے کہ سب کے پیروں کی خاک بن جا۔ تاکہ تو اپنا مقصود حاصل کر سکے یعنی تجھ کو چاہیئے کہ فروتنی اور عاجزی اختیار کرے تاکہ تجھ کو یہ اعلیٰ مقام نصیب ہو سکے۔

تو ہی فریاد کرنے والے کی فریاد کو سنتا ہے

از حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ

توئی یارے دہِ فریاد ہر کس

بفریادِ منِ فریاد خواں رس

اے مولائے ما تو ہی تو فریاد خواں کی فریاد رسی فرماتا ہے۔ پس میں بھی فریاد کر رہا ہوں، میری مدد فرما۔

بآبِ دیدۂ طفلانِ معصوم

بسوزِ سینۂ پیرانِ مظلوم

اے مولائے ما تجھے معصوم بچوں کے روتے ہوئے آنسوؤں کی قسم، تجھے مظلوم و کمزور بوڑھے لوگوں کے سینۂ پُرسوز کی قسم۔

بدُور افتادگاں از خانما ہا

بواپس ماندگاں از کاروانہا

اے مولائے ما تجھے ان لوگوں کی قسم کہ جو اپنے گھروں سے باہر پڑے ہوئے ہیں اور ان کے دل اپنوں کی جدائی کے باعث جل رہے ہیں اور اُن حسرت زدہ لوگوں کی قسم کہ جو قافلہ روانہ ہو جانے کے باعث قافلے میں شریک نہ ہو سکے۔

بنوری کز خلائق در حجاب است

بانعامی کہ بیروں از حساب است

اے مولائے ما تجھ کو اس نور کی قسم کہ جو تیرے اور تمام مخلوقات کے درمیان باعثِ حجاب ہے اور تیرے اُس انعام کی قسم جو بے حساب تمام مخلوقات کو پہنچ رہا ہے۔

کہ رحمے بر دلِ پُر خونم آور

وزیں غرقابِ غم بیرونم آور

کہ اے مولائے ما میرے اِس خون میں نہائے ہوئے دل پر رحم فرما اور مجھ مسکین کو اس غم کے طوفان سے نجات عطا فرما۔

بانعامِ خودم دل خوش کن اے یار

کہ انعامِ تو بر من ہست بسیار

اے مولائے ما اپنے کرم و انعام سے میرے دل کو خوش فرما۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے حال پر تیرا بہت بڑا انعام ہے۔

نعت

از حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

درجاں چو کرد منزل جانانِ ما محمدؐ

صد در کشاد در دل از جانِ ما محمدؐ

جب سے محبوبوں کی جان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جان میں منزل فرمائی ہے، آپ کے باعث ہمارے دل میں سینکڑوں دروازے کھل گئے ہیں۔

ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمدؐ

ما لؤلؤیم و مرجاں عمّانِ ما محمدؐ

ہم سب اگرچہ خوش الحان بلبلیں ہیں مگر ہمارے چہچہانے کا مقام گلستانِ احمدی ہے اور ہم سب قیمتی موتی اور مرجان ہیں مگر ہمارے پیدا ہونے کی جگہ درحقیقت بحرِ بےپایانِ محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم

مستغرقِ گناہیم ہر چند عذر خواہیم

پژمردہ چوں گیاہیم بارانِ ما محمدؐ

ہم سب گنہگار ہیں اور بدرگاہِ رب العزت میں عذر خواہ ہیں۔ ہم سب بےجان گھاس کی مانند ہیں مگر ہم سب پر رحمت کی بارش برسانے والے حضرت محمد ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

ما طالبِ خدائیم بر دینِ مصطفےٰ ایم

بر درگہش گدائیم سلطانِ ما محمدؐ

ہم سب حق تعالیٰ کے طالب ہیں اور دینِ متینِ مصطفےٰ پر قائم ہیں ہم سب آپ کی بارگاہ کے گدا ہیں اور ہم سب کے بادشاہ حضرت محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

در باغ و بوستانم دیگر مخواں معینے

باغم بس است قرآں بستانِ ما محمدؐ

اے معین ہمارے دین وایمان کے باغ و بوستان میں کسی اور چیز کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے لئے صرف آپ کا لایا ہوا قرآن اور گلستانِ محمدی کافی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

نعت خواجہ قطب الدین بختیار کعکی رحمۃ اللہ علیہ

اے از شعاعِ روئے تو خورشیدِ تاباں راضیا

آنی کہ ہستی را شرف بالاتر از عرشِ علا

آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ آپ کے چہرۂ انور کی چمک سے آفتاب کو روشنی ملی ہے اور آپ کی وہ عالی مرتبت شان ہے کہ آپ کے باعث ہستیٔ عالم کو عرشِ اعظم سے بڑھ کر مرتبہ حاصل ہوا ہے۔

گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں

امّا بمعنیٰ بودہ سرخیل جملہ انبیاء

اگرچہ آپ بظاہر تمام نبیوں کے بعد تشریف لائے لیکن حقیقت میں آپ ہی تمامی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی جماعت کے سردار ہیں۔

ہرگز نخواندی یک ورق خلقے گرفت از تو سبق

انگشت مہ را کرد شق اے خواجۂ معجز نما

آپ کی وہ شانِ عظیم ہے کہ بظاہر آپ نے کسی سے ایک ورق بھی نہیں پڑھا مگر ساری دنیا کو آپ نے پڑھا دیا اور اے خواجۂ عالم آپ ہی کی انگشت مبارک نے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے۔

یارانِ تو چار آمدند پاکیزہ کردار آمدند

گلہائے بے خار آمدند۔ از خویش فانی باخدا

آپ ہی کے چار عظیم الشان دوست تھے جو پاکباز تھے اور وہ حضرات ایسے گلاب تھے جن میں کانٹے نہ تھے اور وہ سب فنا فی اللہ اور بقا باللہ تھے۔

مقالات حضرت خواجہ فریدالدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ

نعت شریف

آفتابِ شرع، دریائے یقیں

نورِ عالم، رحمۃٌ للعالمیں

آپ شرع شریف کے آفتاب اور یقین کے سمندر ہیں، آپ عالم

کو منوّر کرنے والے اور دونوں جہان کے لئے رحمت ہیں۔

خواجۂ کونین و سلطانِ ہمہ

آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ

آپ دونوں جہان کے سردار اور سب کے بادشاہ ہیں۔ آپ جان کیلئے مانند آفتاب اور سب کے ایمان ہیں۔

نورِ او مقصودِ مخلوقات بود

اصلِ معدومات و موجودات بود

آپ کا نور ہی تمامی مخلوقات کے وجود کا سبب بنا۔ اور وہی تمامی نابود اور بود اشیاء کی اصل حقیقت تھا۔

بعثتِ او شد، سرنگوئی بتاں

اُمّتِ او بہترینِ اُمّتاں

آپ کی بعثت (ظہورِ نبوّت) سے بتوں کا سر جھک گیا اور آپ کی اُمّت سب امتوں سے بالاتر ہے۔

چوں زبانِ حق، زبانِ اوست بس

بہتریں عہدے، زمانِ اوست بس

آپ کی زبان مبارک اللہ تعالیٰ کی زبان ہے۔ بہترین زمانہ آپ کا زمانہ ہے اور بس۔

نعت

از حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

اے طائرانِ قدس را عشقت فزودہ بالہا

در حلقۂ سودائے تو روحانیاں را حالہا

اے وہ مقدس ذات کہ جس کے عشق نے حق تعالیٰ کی طرف پرواز کرنے والوں کے بازوؤں میں طاقت پیدا کر دی اور آپ کے زیرِ اثر حضرات کمالاتِ روحانی سے سرشار و شاداب ہو گئے۔

اے سروراں را تو سند بشمار مارا زاں عدد

دانی سراں را ہم بود اندر تبع دُنبالہا

حق تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے والوں کے درحقیقت آپ ہی سردار ہیں۔ للّٰہ اپنے خادموں میں مجھ کو بھی شمار کر لیجئے۔ اور آپ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ سرداروں کے لئے خِدم و حشم ضروری ہوتے ہیں لہٰذا مجھ کو خادم بنا لیجئے۔

از رحمۃٌ للعالمیں اقبال درویشاں ببیں

چوں مہ منور خرقہا چوں گُل معطر شالہا

حضرت رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اللہ والوں کے مقدرات کو دیکھو کہ اُن کی گُدڑیاں ماہتاب کے مانند چمک اٹھیں، اور اُن کے شال گلاب کی طرح مہکنے لگے۔

مقالات از حضرت مولانائے رُومی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد و سرور محمدؐ نورِ جاں

بہتر و مہتر شفیعِ مذنباں

حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہاں کے سردار اور ہم سب کی جانوں کے نور ہیں۔ آپ سب سے بہتر اور سب سے برگزیدہ ہیں اور ہم سب گناہگاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں۔

با محمدؐ نورِ عشقِ پاک جفت

بہرِ عشق او را خدا لولاک گفت

حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نورِ عشق نے قرار پکڑا۔ اِس امر کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ فرمایا۔ یعنی اے پیارے اگر میں تم کو پیدا نہ کرتا تو سارے جہان کو پیدا نہ کرتا۔

گر نہ بودے بہرِ عشقِ پاک را

کے وجودے دادمے افلاک را

اگر میرے اظہارِ عشق کے روبرو تیری مقدس ذات نہ ہوتی تو اے پیارے میں ان افلاک کو کیونکر وجود بخشتا۔

منتہی در عشقِ او چوں بود فرد

پس مرا و راز انبیاء تخصیص کرد

عشقِ خداوندی کی تکمیل کے لیۓ چونکہ آپ کی ذاتِ گرامی بدرجۂ اتم کامل
اور مکمل تھی اس وجہ سے حق تعالیٰ نے جماعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام سے
آپ کو برگزیدہ فرمایا۔

مکّسل از پیغمبرِ ایامِ خویش
تکیہ کم کن بر فن و بر کامِ خویش

پس تم سب کے لئے میری نصیحت یہ ہے کہ اپنے وقت کے پیغمبر یعنی
حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رشتۂ عقیدت و ارادت
کو ہرگز نہ توڑنا۔ اور آپ کی وساطت کے بغیر اپنے کسی کمال اور کام پر بھروسہ نہ کرنا۔

اے خدائے قادرِ بیچون و چند
از تو پیدا شد چنیں قصرِ بلند

اے خدائے بیمثل و بے مانند، تیری ہی قدرتِ کاملہ سے جہاں کا عظیم الشان
محل تیار ہو گیا۔

واقفی بر حالِ بیرون و درون
بے کم و بے بیش بے چندی و چون

اے مولائے کریم تو ہمارے ظاہری اور باطنی حالات سے واقف ہے
اور ایک ایک ذرّے سے باخبر ہے۔

جُرمہا بینی و خشمے نادری
اے بعتربانت چہ نیکو داوری

اے رحیم و کریم تو ہمارے جرموں کو دیکھتا ہے اور غصّہ نہیں کرتا میں تجھ پر

قربان جاؤں تو کتنا اچھا مالک ہے۔

ما نبودیم و تقاضائے ما نبود
لُطفِ تو ناگفتۂ ما می شنود

اے میرے مولا نہ ہمارا کوئی وجود تھا اور نہ تقاضائے پیدائش تھا
مگر تیرا کرم ہماری تمام نہ کہی ہوئی باتوں کو سُن رہا تھا۔

جرم بخش و عیب پوش اے بے نیاز
عاصیاں را گاہ و بیگہ چارہ ساز

اے بے نیاز تو ہماری عیب پوشی فرما۔ ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔
ہم گناہگاروں کی مدد فرما۔

عرفانِ حق تعالیٰ عزّ اسمہٗ

باد و خاک و آب و آتش بندہ اند
پیشِ تو مُردہ و از حق زندہ اند

اے مخاطب یہ آگ، پانی، مٹی اور ہوا سب اُس کے بندے ہیں، بظاہر
تیرے سامنے یہ سب مُردہ نظر آتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے رُوبرو سب حکم بردار ہیں۔

باد و آتش می شوند از امرِ حق
ہر دو سرمست آمدند از خمرِ حق

آب و آتش حق تعالیٰ کے حکم سے سرگرمِ عمل ہیں اور ان دونوں نے
اللہ تعالیٰ کی حکم برداری کی شراب پی ہوئی ہے۔

گرنبودے واقف از حق جانِ باد

فرق چوں کردے میانِ قومِ عاد

اگر ہوا اللہ تعالیٰ سے واقف نہ ہوتی تو ہرگز حضرت ہُود علیہ السّلام پر ایمان لانے والوں اور قومِ عاد میں فرق پیدا نہ کرتی بلکہ سب کو ہلاک کرڈالتی مگر ایسا نہ ہوا۔ ایمان والے سلامت رہے اور قومِ عاد تباہ و برباد ہوگئی۔

آتشِ ابراہیم را دنداں نہ زد

چوں گزیدۂ حق بود چونش گزد

آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا، جبکہ وہ برگزیدۂ حق تھے اُن کو آگ کیونکر نقصان پہنچا سکتی ہے۔

موجِ دریا چوں بامرِ حق بتافت

اہلِ موسیٰ را ز قبطی واشناخت

جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریائے نیل کے پانی نے یلغار کی تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لانے والوں اور فرعونی قوم کو صاف پہچان لیا۔ ایمان لانے والوں کا بال بیکا نہ ہوا اور قومِ فرعون کو غرق کردیا۔

خاکِ قاروں را چو فرماں در رسید

باز رُو تختش بقعرِ خود کشید

جب اللہ تعالیٰ کا حکم قارون کی ہلاکت کے لئے آگیا تو اس زمین نے قارون کو اپنی گہرائیوں کے اندر کھینچ لیا اور وہ زمین میں دھنس گیا۔

دست را اندر احَد و احمد بزن

اے برادر وارہ از بُوجہل تن

اے بھائی اِن تمامی واقعات کو معلوم کرنے کے بعد اب تمہیں خدا اور رسول کی اطاعت اختیار کرنی چاہیئے اور شیخی مارنے والے اس جسم کی جہالت اور گمراہی سے نجات حاصل کرنی چاہیئے۔

دیدۂ ما چوں بسے علّت درو است

رَو فنا کن دیدِ خود در دیدِ دوست

چونکہ ہماری آنکھوں میں بہت سی بیماریاں چھپی ہوئی ہیں لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی کی بجائے خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ان آنکھوں سے دیکھیں۔

گریہ وزاری بحضورِ ربُّ العالمین و پناہ خواستن از نفسِ بے یقیں

باز خر ما را ازیں نفسِ پلید

کاردش تا اُستخوانِ ما رسید

اے مولائے کریم تو مجھ کو اپنے فضل وکرم سے اس بدذات اور سرکش نفس کی سرکشی سے نجات عطا فرما۔ اِس نفس کی چھری تو میری ہڈیوں تک پہنچ گئی۔

از چو ما بے چارگاں ایں بندِ سخت
کہ کشاید جز تو اے سلطان بخت

اے مولائے کریم اس زبردست بندش اور مخالفت کے شکنجے کو تیرے سوا اور کون کھول سکتا ہے۔

ایں چنیں قفلِ گراں را اے ودود
کہ تواند جُز کہ فضلِ تو کشود

اے مہربانی فرمانے والے ربّ کریم اس عظیم اور بھاری قفل کو تیرے کرم و فضل کے سوا کون کھول سکتا ہے۔

ما ز خود سوئے تو گردانیم سر
چوں توئی از ما بما نزدیک تر

اے میرے مولیٰ اس ظالم کی سرکشی سے عاجز و مجبور ہو کر تیری طرف سر جھکائے ہوئے تیرے کرم کے طلبگار ہیں کیونکہ تیری ذات ہم سے نزدیک تر ہے۔ اور تو خوب ہمارے حالات سے واقف ہے۔

با چنیں نزدیکئے دوریم دُور
در چنیں تاریکئے بفرست نور

اے مولائے کریم تو ہم سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے مگر افسوس کہ ہم تجھ سے دور ہی دور ہیں۔ اس گھٹا ٹوپ تاریکی کے دور کرنے کے لئے اپنے نور کی روشنی عطا فرما۔

ایں دعا ہم بخششِ و تعلیمِ تست
ورنہ در گلخن گلستان از چہ رُست

اے مولائے کریم تیرے حضور میری اس قسم کی دُعا محض تیری کرم نوازی اور تعلیم کا نتیجہ ہے ورنہ تجھ کو معلوم ہے کہ گلخن (بھاڑ) میں باغ کہاں پیدا ہوتا ہے۔

تمامیِ اَعمال کا انجام نیّتوں پر موقوف ہے

سیّد الاعمال بالنیّات گفت
نیّتِ خیرت بسے گلہا شگفت

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تمامی اعمال کا سردار نیّت ہے اور تمہاری نیک نیتوں کے سبب بہت بہتر ثمرات پیدا ہوتے ہیں۔

نیّتِ مؤمن بود بہ از عمل
ایں چنیں فرمود سلطانِ دُوَل

مردِ مؤمن کی نیّت عمل سے بہتر ہے۔ سلطانِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

گفت شیخ آں مُریدِ خویش را
امتحاں کرد آں نکو اندیش را

ایک بزرگ نے اپنے ایک نئے مُرید سے فرمایا اور اسکا امتحان لیا۔

روزن از بہر چہ کردی اے رفیق
گفت تا نور آید در طریق

اے رفیق تونے اپنے اس نئے گھر کے اندر روشندان کیوں بنائے ہیں؟ اس نے جواب دیا حضور میں نے روشندان اس لئے بنایا ہے تاکہ گھر میں سورج کی روشنی آئے۔

گفت آں فرع است ایں باید نیاز
تا ازیں رہ بشنوی بانگِ نماز

شیخ نے فرمایا اس روشندان کے متعلق اس طرح نیّت کر کہ میں نے اس لئے بنایا ہے تاکہ مجھ کو اس روشندان کے ذریعہ اذان کی آواز سنائی دے روشنی تو خود ضمناً حاصِل ہو جائے گی مگر نیّت کا ثواب بھی تجھ کو حاصل ہو جائیگا۔

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب
تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب

تمہیں چاہئے کہ نیک لوگوں کی مجالست اختیار کرو اُن کے سائے (صحبت) کی بدولت آفتاب سے بہتر بن جاؤ گے۔

رُو بجُنب اندر پناہِ مُقبلے
بو کہ آزادت کند صاحبدلے

جا کسی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کی پناہ حاصل کر تاکہ وہ دونوں جہان کی فکروں سے تجھ کو نجات دلا دے۔

گر سفر داری بدیں نیّت برو
ور حضر باشد ازیں غافل مشو

اگر تو سفر کرنے کی نیّت رکھتا ہے تو اس نیّت کے ساتھ سفر اختیار کر اور اگر تو اپنے ہی مقام میں ہے تو بھی تلاشِ مرشد سے غافل نہ ہو۔

در بدر می گرد و می رَو کو بکو
جستجو کن جستجو کن جستجو

در بدر کوچہ بکوچہ شہر بشہر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند پھرتا رہ، مرشد کی تلاش کر، مرشد کی تلاش کر، مرشد کی تلاش کر۔

اُستنِ حنّانہ کی آہ و بُکا ہجرِ رسولؐ میں

اُستنِ حنّانہ در ہجرِ رسول
نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول

اُستنِ حنّانہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی میں اس طرح گریہ وزاری میں مشغول دیکھا گیا جس طرح عقل و سمجھ رکھنے والے یعنی انسان گریہ و زاری کرتے ہیں۔

درمیانِ مجلسِ وعظ آں چناں

کز وے آگہ گشت ہر پیر و جواں

مجلسِ وعظ کے درمیان یہ واقعۂ حیرت افروز اس طرح واضح طور پر ظہور پذیر ہوا کہ اس گریہ وزاری کی آواز کو ہر بوڑھے اور جوان نے سن لیا۔

در تحیر ماندہ اصحابِ رسول

کز چہ می نالد ستون با عرض وطول

اِس حیرت انگیز واقعے کو دیکھ کر اصحابِ کرام حیران رہ گئے اور انہیں یہ فکر دامنگیر ہوگئی کہ ایسی کونسی وجہ ہے کہ جس کے باعث یہ ستون پورے جسم سے گریہ وزاری میں مصروف ہے۔

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں

گفت جانم از فراقت گشت خوں

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت اس کو اپنے حضور منگوا کر بغل گیر فرمایا اور اس سے آہ وبکا کی وجہ دریافت فرمائی۔ ستون نے آپ سے جدائی کا غم بیان کرتے ہوئے اپنے ناقابلِ برداشت دل کی کیفیت کا اظہار فرمایا۔

از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں

چوں ننالم بے توائے جانِ جہاں

ستون نے عرض کیا کہ آپ کی محبت اور جدائی کے غم نے میری جان کو جلاڈالا تو پھر اے جانوں کی جان میں آپ کے ہجر میں گریہ وزاری کیوں نہ کروں۔

مسندت من بودم از من تاختی

بر سرِ منبر تو مسند ساختی

میں آپ کی جائے نشست تھی۔ مجھ سے آپ نے جدائی اختیار کرلی ہے اور آپ نے منبر کو نشست گاہ بنالیا ہے۔

پس رسولش گفت اے نیکو درخت

ای شدہ باسرِّ تو ہمراز بخت

پھر یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ اے مبارک ستون تیرا نصیبہ بیدار ہوگیا۔

گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند

شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

اے ستون اب اگر تو کہے تو تجھ کو ایسا عظیم درخت بنادیں کہ تیرے پھل سے تمام اہلِ عالم مستفید ہوں۔

یا دراں عالم حقت سروے کند

تا تر و تازہ بمانی تا ابد

یا اگر تو کہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو عالمِ عقبیٰ میں ایک عظیم الشان سرو بنادے اور تو ابدالآباد ترو تازہ رہے اور تجھے حیاتِ ابدی حاصل ہوجائے۔

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش

بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

اُس ستون نے عرض کیا حضور والا میں تو دائمی بقا کا طلبگار ہوں تاکہ

وہاں مجھ کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہو سکے۔ اِس واقعے کے بیان کا
ماحصل یہ ہے کہ اے غافل انسان ذرا غور کر ایک لکڑی حضورؐ کو اللہ تعالیٰ کا
رسول جانتی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی بقاءِ دائمی سے واقف ہے۔ افسوس
وصد افسوس کہ تو اس سے غافل ہے۔ کوشش کر اور اپنی غفلت کو دور کر تاکہ
اس لکڑی سے پیچھے نہ رہ جائے۔

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں
تا چو مردم حشر گردد یوم دیں

الغرض نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ستون کو زمین میں دفن
کرنے کا حکم فرمایا تاکہ کل قیامت کے دن اس ستون کا حشر انسانوں جیسا ہو۔

عاشقوں کا حقیقی مُدرِّس حسنِ دوست ہے

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما
اے طبیبِ جملہ علّتہائے ما

اے میرے بہترین رہنما عشق خوش وخرم رہ اور اے میری تمام بیماریوں
کے معالج زندہ باد۔

اے تو افلاطون وجالینوسِ ما
اے دوائے نخوت وناموسِ ما

اے عشق تو میرے لئے بہترین طبیب افلاطون وجالینوس کے مانند ہے
اور تو ہی میرے لئے ننگ وناموس کی اصلی دوا ہے۔

عاشقاں را شد مُدرِّس حسنِ دوست
صد کتاب وصد ورق خود روئے اوست

عاشقوں کا حقیقی مدرس دوست کا حُسن ہے اور دوست کا چہرہ انور
ہی اُن کے لئے بمنزلہ صد کتب (سینکڑوں کتابیں) واوراق ہیں۔

ملّتِ عشق از ہمہ دینہا جدا است
عاشقاں را مذہب وملّت خدا است

عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے الگ تھلگ ہے۔ عاشقوں کا دین و
مذہب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

صد کتاب وصد ورق در نار کن
دیدہ و دل جانبِ دلدار کن

تو بمصداق اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ (علم اس راستے میں
بڑا حجاب ہے) سینکڑوں کتابوں اور اوراق کو آگ کی نذر کر دے اور اپنے
دیدہ و دل کو دوست حقیقی کی جانب متوجہ کر دے۔

اسم چوں خواندی مُسمّٰی را بجو
بے مسمّٰی اسم کے باشد نکو

اے مخاطب جب تم نے مطلوبِ حقیقی اللہ تعالیٰ کا نام مبارک پڑھ
لیا تو تم پر واجب ہو گیا ہے کہ مسمّٰی یعنی وہ ذاتِ مقدس جس کا یہ نام ہے
اس کو تلاش کرے کیونکہ بے مسمّٰی صرف اسم اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

بیانِ محبّت

از محبت تلخہا شیریں شود

از محبت مسّہا زریں شود

محبت کے سبب کڑوی چیزیں بھی میٹھی معلوم ہوتی ہیں اور محبت ہی کے باعث مس (خام تانبہ) سونا بن جاتا ہے۔

از محبتِ سجن گلشن می شود

بے محبت روضہ گلخن می شود

محبت کی وجہ سے قید خانہ باغ بن جاتا ہے اور محبت نہ ہوتے ہوئے باغ بھی گلخن (بھاڑ) اور جائے تکلیف معلوم ہوتا ہے۔

از محبت نارِ نوری می شود

واز محبت دیو حوری می شود

محبت کے باعث آگ نورانی ہو جاتی ہے اور محبت کی وجہ سے دیو بھی پری چہرہ نظر آنے لگتا ہے۔

از محبت سُقمِ صحت می شود

واز محبت قہر رحمت می شود

محبت کے سبب بیماری بھی تندرستی کا مزہ دینے لگتی ہے اور محبت کے باعث سختی رحمت بن جاتی ہے۔

از محبت مردہ زندہ می شود

واز محبت شاہ بندہ می شود

محبت کی وجہ سے مردہ زندگی پا جاتا ہے اور محبت ہی کے باعث بادشاہ غلام بن جاتا ہے۔

در صفتِ مُرشدِ کامل

من نہ جویم بعد ازیں راہِ اثیر

پیر جویم پیر جویم پیر پیر

میں اب اس سے بڑھ کر اثر پیدا کرنے والا اور کوئی راستہ تلاش نہیں کروں گا۔ اب صرف پیر تلاش کروں گا پیر تلاش کروں گا پیر تلاش کروں گا۔

پیر آں باشد کہ بنماید رہے

راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

پیر وہ ہے جو کہ راستہ دکھلا دے۔ ایسا راستہ کہ جس پر چلیں تو بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے دروازے تک پہنچ جائیں۔

شاہ آں باشد کہ از خود شہ شود

نہ بلشکر گہہ و مخزن گہ شود

وہ ایسا بادشاہ ہے جو کہ کن فیکون کا مالک بن کر خود بخود بادشاہ بن گیا ہے۔ نہ ایسا بادشاہ جو کہ اپنے لشکروں اور خزانوں کے بل بوتے پر بادشاہ بنجاتا ہے۔

اے مرا تو مصطفیٰ من چوں عمر
از برائے خدمتت بندم کمر

اے میرے مرشد آپ میرے لئے مانند مصطفیٰ ہیں اور میں مانندِ عمر ہوں میں آپ کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوں۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

آپ کی زیارت ہمارے ہر سوال کا جواب ہے۔ اور بے شک وشبہ آپ کی وساطت سے ہماری ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ہیں مپر الّا کہ باپرہائے شیخ
تا بہ بینی عونِ لشکرہائے شیخ

قربِ خداوندی کی منزلوں میں خبردار آگے قدم نہ رکھنا مگر مرشد کامل کی وساطت کے ساتھ تاکہ تمہیں مرشد کے لشکروں کی تائید نظر آنے لگے اور تم آگے پرواز کرسکو۔

چوں تو خواہی ہمنشینی باخدا
رو نشیں تو در حضورِ اولیاء

اگر تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہے تو جا۔ اور اولیائے کرام کی صحبت اختیار کر۔

چوں شدی دور از حضورِ اولیاء
درحقیقت گشتۂ دور از خدا

اگر تو عارفانِ حق کی صحبت سے دور ہوگیا، تو اچھی طرح سمجھ لے، درحقیقت تو اللہ تعالیٰ سے دور ہوگیا۔

چوں تو پیوندی بداں شہ شہ شوی
ذرّہ باشی ولیکن مہ شوی

جب تو اس بادشاہ یعنی مرشد کامل سے جا ملا تو سمجھ لے اب تو بھی بادشاہ بن جائے گا۔ اگرچہ ذرے کے مانند حقیر ہے لیکن ان کی برکتِ صحبت سے چمکتا ہوا چاند بن جائے گا۔

ہیں بشو تو خاکپائے اولیاء
تا بہ بینی ز ابتدا تا انتہا

میری بات سُن۔ جا اور اولیاء کرام کے پیروں کی دھول بن جا۔ تاکہ تجھ کو ابتدا اور انتہا سب نظر آنے لگے۔

نیم جاں بستاند وصد جاں دہد
آنچہ در وہمت نیاید آں دہد

شیخ کامل کی مقدس ذات وہ سنگِ پارس ہے کہ تیری مُردہ جان تجھ سے لیکر تجھ کو سو جان عطا فرمائے گا اور جو کچھ تیرے ذہن میں بھی نہیں آسکتا وہ تجھ کو عنایت فرمائے گا۔

از مقالات حضرت علامہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

نعت شریف

من گدائے تو یا رسول اللہ

جاں فدائے تو یا رسول اللہ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کی درگاہ عالیہ کا ایک کمینہ فقیر ہوں۔ اور میری یہ جانِ حقیر آپ پر قربان ہے۔

گر بیابم بہ دیدہ سرمہ کشم

خاکپائے تو یا رسول اللہ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے دل میں یہ حسرت موجزن ہے کہ اگر مجھ کو حضور والا کے قدم ناز کی خاک میسر آجائے تو میں اس کو اپنی آنکھوں میں سرمہ بنا کر لگاؤں۔

کاش ہر موئے من زباں بودے

در ثنائے تو یا رسول اللہ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا اچھا ہوتا کہ میرے ہر رونگٹے آپ کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے لئے زبان بن جاتے۔

ارحم الرحمین نہ ہم بخشد

بے رضائے تو یا رسول اللہ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا اس بات پر ایمان ہے کہ جس

شخص سے آپ راضی نہیں ہوں گے اس کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہ فرمائے گا۔

سر نہاد است بر درت سعدی

در ہوائے تو یا رسول اللہ

سعدی نے نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنا سر آپکی چوکھٹ پر رکھ دیا ہے۔ اس امید پر کہ اس ناچیز سے راضی ہو جائیں۔

نعت

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

امام رسل پیشوائے سبیل

امین خدا مہبط جبرئیل

آپ تمام رسولوں کے پیشوا۔ صراط مستقیم کے ہادی اللہ تعالیٰ کے احکام کے امین جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے کی جلوہ گاہ ہیں۔

شفیع الوریٰ خواجۂ بعث و نشر

امامُ الہدیٰ صدرِ دیوانِ حشر

آپ دونوں جہان کے شفیع۔ میدان حشر کے سردار ہدایت کرنے والوں کے امام میدانِ قیامت کے صدر نشین ہیں۔

کلیمے کہ چرخِ فلک طور اوست

ہمہ نورہا پرتوِ نورِ اوست

آپ ایسے کلیم ہیں کہ آسمانِ ہفتمین آپ کا کوہِ طور ہے اور تمامی انوار

آپ کے پرتو سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست

کتب خانۂ چند ملّت بشست

آپ ایسے یتیم ہیں کہ آپ نے قرآن شریف کے لئے کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب تہہ نہیں کیا مگر تمام مذہبوں کی کتابوں کو منسوخ وغیر مفید قرار دے دیا۔

چناں گرم در تیہِ قربت براند

کہ در سدرہ جبرئیل ازو باز ماند

آپ نے میدان قرب میں گرمجوشی کے ساتھ ایسا سفر فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام بھی مقامِ سدرہ میں پہنچکر آپ سے پیچھے رہ گئے۔

بدو گفت سالار بیت الحرام

کہ اے حاملِ وحی برتر خرام

آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لانے والے اے مقرب فرشتے۔ ہمارے ساتھ آگے بڑھیے۔

بگفتا فراتر مجالم نماند

بماندم کہ نیروے بالم نماند

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خدمت اقدس میں عرض کیا۔ حضورِ عالی آگے جانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ میں اپنے مقام سدرہ سے آگے نہیں جاسکتا۔

اگر یک سر موئے برتر پرم

فروغِ تجلّی بسوزد پرم

اگر میں اپنے مقام سدرۃ المنتہیٰ سے ایک بال کے برابر بھی اوپر پرواز کروں تو تجلیاتِ الٰہیہ کی طپش سے میرے سارے پَر جل جائیں گے۔

نماند بعصیاں کسے در گرو

کہ دارد چنیں سیّدے پیشرو

کوئی شخص بھی گناہوں کے سبب مبتلائے مصیبت نہ رہ جائے گا جو کہ ایسا سردار اپنا پیشوا رکھتا ہے۔

چہ کم گرددے صدر فرخندہ پی

ز قدر رفیعت بدرگاہِ حی

اے اوّلین و آخرین لوگوں کے ذی حشم سردار حی وقیوم باری تعالیٰ کے دربار عالیہ میں آپ کی قدر و منزلت میں کونسی کمی آجائے گی۔

کہ باشند مشتے گدایانِ خیل

بمہمانِ دار السلامت طفیل

کہ ہم جیسے مٹھی بھر فقیروں اور بے سہاروں کی جماعت آپ کے طفیل سلامتی کے گھر یعنی دارِ جنت کی مہمان ہوجائے۔

چہ وصفت کند سعدی ناتمام

علیک الصّلوٰۃ اے نبی والسّلام

سعدی ناچیز آپ کی تعریف کیا بیان کرسکتا ہے۔ اے پیارے نبی آپ پر ہم

سب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر دم اور ہر آن ہزارہا درود وسلام ہوں۔

تیرا دیدار تمامی مشکلات کا علاج ہے

دیدارِ تو حلِّ مشکلات است

صبر از تو خلافِ ممکنات است

اے دوست تیرا دیدار ہماری تمامی پریشانیوں کا علاج ہے اور ہمارے لئے تیرے بغیر چین نصیب ہونا ناممکن ہے۔

دیباچۂ صورتِ بدیعت

عنوانِ کمالِ حُسنِ ذات است

تیری انوکھی اور بے مثل صورت اللہ تعالیٰ کے بے پایاں حسن کا نشان ہے

لبہائے تو خضر اگر بدیدے

گفتے لب چشمۂ حیات است

آپ کے لبہائے مبارکہ کو اگر خضر علیہ السلام دیکھتے تو بیساختہ پکار اُٹھتے یقیناً یہ لبہائے مبارک تو چشمۂ آبحیات سے ماخوذ ہیں۔

زہر از قبلِ تو نوشدارو ست

فحش از دہنِ تو طیبات است

آپ کی طرف سے اگر زہر بھی آتا ہے تو شہد کا مزہ دیتا ہے۔ آپ کے مُنہ سے نکلی ہوئی بدمزہ بات بھی ہمارے لئے حلاوت بخش ہے۔

آخر بنگہے بسوئے ما کن

کایں دولتِ حسن را زکوٰۃ است

ہم غریبوں کی جانب بھی نگاہِ کرم فرمایئے۔ کیونکہ یہی آپکی نگاہِ لطف وکرم آپ کے حُسنِ انمول کی زکوٰۃ ہے۔

چوں تشنہ بمُرد در بیاباں

چہ فائدہ گر جہاں فرات است

جب ایک پیاسا شخص ایک گھونٹ پانی نہ ملنے پر سنسان میدان میں جان بحق ہوگیا۔ تو اگرچہ سارا جہاں دجلہ وفرات ہوجائے اس کے لئے کیا فائدہ۔

سعدی غم نیستی ندارد

جاں دادنِ عاشقاں نجات است

سعدی کو اپنے مرنے کا کوئی غم نہیں ہے کیونکہ عاشقوں کے لئے جان کا نذرانہ دے دینا ہی باعثِ نجات ہے۔

کہ ہم خطا کے لئے ہیں تُو ہے عطا کے لئے

بسیار سالہا بسرِ خاکِ ما رود

کایں آبِ چشمہ آید و بادِ صبا رود

ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری قبر کے اُوپر سے اس دنیا کے بہت سے سال گذریں گے۔ اس دریا کا پانی یوں ہی جاری رہے گا اور ہوائیں ایسی ہی چلتی رہیں گی۔

این پنجروز مہلتِ ایّام آدمی
برخاکِ دیگراں بتکبّر چرا رود

جب ہمارا یہ حال ہے تو پھر آدمی کے لئے ہرگز یہ مناسب نہیں ہے کہ مہلتِ زندگی کے یہ پانچ دن (ہفتے کے سات دنوں میں ایک آنے کا ایک جانے کا ہے) دوسروں کی خاک پر تکبّر کے ساتھ گذریں۔

اے دوست برجنازہ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ برتو ہمیں ماجرا رود

اے دوست جب تو دشمن کے جنازے کی طرف سے گذرے تو ہرگز خوش نہ ہو کیونکہ ایک دن تیرے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آئے گا۔

دنیا حریف سفلہ و معشوق بیوفاست
چوں میرود ہر آئینہ بگذار تا رود

اے دوست یہ دنیا بیوقوف ساتھی اور وفا نہ کرنے والی معشوقہ کی طرح ہے جس ڈھنگ سے بھی یہ چل رہی ہے۔ اس کے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ قصہ پاک ہوجائے۔

برسائبان حسنِ عمل اعتماد نیست
سعدؔی مگر بسایۂ لطف خدا رود

اپنے اچھے اعمال کی چھت اس قابل نہیں ہے کہ اس پر بھروسہ کیا جائے پس اے سعدؔی دعا کر کہ اے باری تعالیٰ ہم پر ہمیشہ تیرے لطف و کرم کا سایہ رہے۔

یارب مگیر بندۂ مسکین و دستگیر
کز تو کرم فزاید و از ما خطا رود

اے مولائے کریم مجھ بندۂ مسکین کی گرفت نہ فرما بلکہ میری مدد فرما کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ ہم خطا کے لئے ہیں تو ہے عطا کے لئے۔

جبتک رنج برداشت نہ کروگے گنج تک نہ پہنچوگے

آں بار کہ گردوں نکشد یارِ سبکروح
گر بردلِ عاشق بنہد بار نباشد

دوست کا وہ بوجھ کہ جس کو آسمان نہ اٹھا سکا جب یارِ غمگسار اپنے عاشق کے دل پر رکھتا ہے تو وہ ہرگز بوجھ محسوس نہیں کرتا۔

تا رنج تحمّل نکنی گنج نہ بینی
تا شب نرود صبح پدیدار نباشد

جبتک رنج برداشت نہ کروگے ہرگز خزانہ حاصل نہ کرسکوگے۔ دیکھو جبتک تکلیف دہ رات کی تاریکی نہیں گذرجاتی صبح کی روشنی نمودار نہیں ہوتی۔

آہنگ درازِ شب و رنجوریٔ مشتاق
با آں نتواں گفت کہ بیدار نباشد

مردِ عاشق کے دل کی پریشانیوں اور درازیٔ شب کی مصیبتوں کا حال ہرگز وہ شخص نہیں سمجھ سکتا جو کہ شب بیدار نہ ہو یعنی راتوں کو جاگنے والا نہ ہو۔

گر دست بشمشیر بری عشق ہماں است
کانجا کہ ارادت بود انکار نباشد

ترجمہ:- اگر دوست قتل کرنے کے ارادے سے تلوار کھینچ لے اور عاشق گردن پیش کر دے تو سمجھ لے عشق اسی کا نام ہے کیونکہ جہاں ارادت (دلی لگاؤ) ہوتی ہے تو وہاں انکار نہیں ہوتا۔

دل آئینہ صورتِ چین است ولیکن
شرط است کہ بر آئینہ زنگار نباشد

ترجمہ:- یقیناً دل چینی آئینے کی صورت ہے جو کہ بالکل صاف وشفاف ہوتا ہے اور سامنے والے نقش کو من وعن ظاہر کر دیتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ کدورتوں کے باعث زنگ آلود نہ ہو۔

سعدی حیواں را کہ سر از خواب گراں شد
در بند نسیمِ خوشِ اشجار نباشد

ترجمہ:- اے سعدی وہ حیوان جو صبح کے وقت گہری نیند کا متوالا ہے وہ علی الصبح درختوں پر چلنے والی نسیم سحری کے لطف کو کیا جانے۔

آں را کہ بصارت نبود یوسف صدیق
جائے بفروشد کہ خریدار نباشد

ترجمہ:- جس شخص کی آنکھیں روشنی سے محروم ہیں اور وہ خوبصورت اور بدصورت کی پہچان سے قاصر ہے۔ وہ یوسف صدیق کو کیا پہچانے گا بلکہ وہ شخص ان کو ایسی جگہ فروخت کرتا ہے جہاں کوئی خریدار نہ ہو۔

تو جمال میں آفتاب کے مانند ہے

اگرم حیات بخشی وگرم ممات خواہی
سر بندگی بحکمت بنہم کہ بادشاہی

اے محبوبِ من خواہ آپ مجھے زندہ رکھیں یا میرے قتل کا حکم فرمائیں بہرحال میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ اس وجہ سے کہ آپ میرے دلنشین بادشاہ ہیں۔

من اگر ہزار خدمت بکنم گناہگارم
تو اگر ہزار چوں من بکشی کہ بے گناہی

میں اگرچہ ہزار ہا بندگی بجالاؤں پھر بھی گناہگار ہوں۔ اور آپ اگر میری طرح ہزاروں کو قتل کر دیں تو بھی کوئی بات نہیں۔ اس وجہ سے کہ آپ بے گناہ ہیں۔ اور ہم سب آپ کی مِلک ہیں۔

تو بآفتاب مانی بکمالِ حسن وطلعت
کہ نظر نمی تواند کہ بہ بیندت کماہی

اے میرے محبوب آپ باعتبار حسن وجمال مانند آفتاب ہیں کیونکہ آپکے بے پناہ حسن کو کماحقہٗ دیکھنے سے میری آنکھ قاصر ہے۔

بخدا اگر بدردم بکشی کہ بر نگردم
کسے از تو چوں گریزد کہ تواش گریزگاہی

اے محبوبِ من اگر تو مجھ کو نہایت بیدردی سے قتل کرے تو بھی پیچھے

نہ ہٹوں گا کیونکہ میری بازگشت اور جائے پناہ تیرے سوا اور کوئی دوسری نہیں ہے

وگر ایں شب درازم بکشد در آرزویت
نہ عجب کہ زندم گر دمِ بہ نسیمِ صبحگاہی

تیری طلب و آرزو میں میرے ہجر کی شبِ دراز اگر مجھ کو قتل بھی کر دے اس کے باوجود تیری جانب سے آنے والی نسیمِ سحری سے میں زندہ ہو جاؤں گا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی۔

خضرے چو کلک سعدی ہمہ روز در سیاحت
نہ عجب کہ آبِ حیواں بدر آید از سیاہی

جس طرح حضرت خضر علیہ السلام روز و شب سیاحت میں رہیں سعدی کا قلم بھی کہیں نہیں ٹھہرتا۔ اس سیاحت کی بدولت حضرت خضر نے سیاہی کے اندر سے چشمۂ آبِ حیات پالیا۔ تو جائے تعجب نہیں کہ سعدی کے لئے بھی قلم کی سیاہی کے پردے سے آبِ حیواں میسر آجائے۔

جہاں تک ہو سکے اپنی عمر کے اوقات کو ضائع مت کرو

اگر لذتے ترکِ لذت بدانی
دگر شہوتِ نفس لذت نخوانی

اے مخاطب اگر تجھ کو ترکِ لذات کا مزہ حاصل ہو جائے تو کبھی بھول کر بھی نفسانی خواہشات کی لذت کا نام نہ لے گا۔

سفر ہائے علوی کند مرغِ جانت
گر از چُنبر پادشش او را رہانی

اے برادر تیری جان کا سیمرغ عالمِ علوی کا بہت سا سفر طے کرلے اگر تو اُس کو اپنی خودی کے پنجرے سے آزاد کر دے۔

ولیکن ترا صبر عنقا نباشد
کہ در دامِ شہوت بگنجشک مانی

ولیکن افسوس کہ تجھ کو ہُما جیسا صبر حاصل نہیں بلکہ تُو گنجشک (گوریا) کے مانند شہوت کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔

تو ایں صورتِ خود چناں می پرستی
کہ تا زندہ رہ بمعنیٰ نداری

تو اس ظاہر پرستی میں اس قدر مستغرق ہے کہ میں سمجھتا ہوں مرتے دم تک بھی حقیقت کا راستہ نہ پا سکے گا۔

گر از باغِ اُنست گیاہے بروید
گیاہت نماید گلِ بوستانی

اے مخاطب اگر تیرے اُنس و محبت کے باغ میں ایک چھوٹا سا بھی پودا اُگ جائے یعنی تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت پیدا ہو جائے تو تیری نگاہوں میں ایک چھوٹا سا پودا بھی باغ میں کھلے ہوئے گلاب کی مانند نظر آئیگا۔

بملکے دنی ایں نشاید خریدن
اگر قدرِ نقدے کہ داری بدانی

اے مخاطب جو نقد تو رکھتا ہے اگر اسکی حقیقت تیری سمجھ میں آجائے تو جان لے گا کہ اِس سے کوئی چیز تو ملکِ آخرت میں نہیں خرید سکتا۔

وصیت ہمیں است جانِ برادر
کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

اے برادر میری طرف سے تیرے لئے یہی وصیت کافی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی عمر کے اوقات کو ضائع مت کر۔

دوست کی جفا پر صبر کرنا چاہئے

دردیست دردِ عشق کہ ہیچش طبیب نیست
گر دردمندِ عشق بنالد غریب نیست

دردِ عشق ایسا درد ہے کہ جس کا کوئی طبیب نہیں ہے۔ پھر اگر کوئی عشق رکھنے والا شخص آہ و بکا کرتا ہے تو جائے تعجب نہیں۔

دانند عاقلاں کہ مجانینِ عشق را
پروائے پندِ ناصح و قولِ ادیب نیست

تمام عقلمند اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ عشق کے دیوانوں کو نصیحت کرنے والوں کی نصیحت اور ادب سکھانے والوں کی باتوں کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔

ہر کو شرابِ شوق نخوردہ است و دردِ او
آنست کز حیاتِ جہانش نصیب نیست

جس شخص نے دوست کے ملاقات کی شراب کو نہیں چکھا اور دوست کی لِقا کا درد اُس کے دل میں پیدا نہیں ہوا۔ یوں سمجھو گویا اس کو حیاتِ دنیا سے کوئی حصہ نہیں ملا۔

در مشک و عود و عنبر و امثالِ طیّبات
خوشتر ز بوئے دوست دگر ہیچ طیب نیست

دوست کے دیوانوں کے نزدیک مشک و عود و عنبر اور جس قدر بھی خوشبودار اشیاء ہیں، دوست کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی بھی عطر خوشبودار نہیں ہے۔

گر دوست واقف است کہ بر ما چہ می رود
باک از جفائے دشمن و جورِ رقیب نیست

جو کچھ ہم پر گذر رہا ہے۔ اگر دوست اُن باتوں سے واقف ہے تو پھر دشمن کی دشمنی اور مدعی کا کوئی خوف نہیں۔

سعدؔی ز دستِ دوست شکایت کجا بری
ہم صبر از حبیب چو صبر از حبیب نیست

اے سعدؔی دوست کی طرف سے آئی ہوئی تکالیف کی شکایت لے کر کہاں جا رہے ہو۔ دوست کی تکالیف پر صبر ہی بہتر ہے کیونکہ دوست کے بغیر بھی تو چارہ نہیں ہے۔

اے دوست مجھ مسکین پر رحم فرما

زحد گذشت جدائی میانِ ما اے دوست
بیا بیا کہ غلامِ توام بیا اے دوست

اے دوست ہمارے اور تمہارے درمیان جدائی حد سے زیادہ گذر گئی۔ آپ کا میں غلام ہوں۔ آپ کرم فرمائیے اور تشریف لائیے۔

ہزار سال پس از مرگ من چو باز آئی
زخاک نعرہ برآید کہ مرحبا اے دوست

اے دوست میرے مرنے کے ہزار سال بعد بھی اگر تو میرے پاس آئے گا تو یقیناً میری قبر کی خاک سے یہی نعرہ بلند ہوگا۔ مرحبا اے دوست خوش آمدید۔

اگر بخوردنِ خوں آمدی ہلا برخیز
وگر بہ بردنِ دل آمدی بیا اے دوست

اے دوست اگر میرے قتل کے ارادے سے آیا ہے تو جلدی اُٹھ یہ میرا سر حاضر ہے۔ اور اگر دل لینے کا قصد ہے تو بسم اللہ آئیے یہ آپ کے سامنے موجود ہے۔

بساز بامنِ رنجور ناتواں اے یار
بہ بخش برمنِ مسکیں بے نوا اے دوست

اے دوست مجھ کمزور بیمار کے ساتھ ایک لمحہ موافقت کر۔ اور اس مسکین و بے نوا پر رحم فرما۔

حدیثِ سعدی اگر نشنوی چہ چارہ کند
بدشمناں نتواں گفت ماجرا اے دوست

اے دوست سعدی کی باتیں اگر تو نہیں سنتا تو پھر کیا کرے اور اسکے بس میں کیا ہے مگر اس کے باوجود سعدی دشمنوں اور غیروں کے سامنے اس

ماجرے کو ہرگز بیان نہیں کرسکتا۔

محبت کے جنگل کا کانٹا بھی گلاب و ریحان ہے

ہزار سختی اگر برمن آید آسان است
کہ دوستی و ارادت ہزار چنداں است

اے دوست اگر تیری جانب سے ہزار سختیاں مجھ پر آئیں پھر بھی آسان ہیں کیونکہ تیرے ساتھ میری دوستی اور ارادتمندی ہزار ہا درجہ آگے ہے۔

سفر دراز نباشد بپائے طالبِ دوست
کہ خار دشتِ محبت گلست و ریحان است

دوست کے طلبگار کے نزدیک اگرچہ سفر کتنا ہی دراز ہو، درازیٔ سفر کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ عشق و محبت کے جنگل کے کانٹے بھی گلاب و ریحان (خوشبودار گھاس) معلوم ہوتے ہیں۔

اگر تو جور کنی جور نیست ترتیب است
وگر تو داغ نہی داغ نیست درمان است

اے دوست اگر تو ظلم کرتا ہے ظلم نہیں ہے بلکہ ایک احسان ہے۔ اگر تو نشتر لگائے نشتر نہیں بلکہ مرہم و دوا ہے۔

من از کنارِ تو دُور اوفتادہ ام چہ عجب
گرم قرار نباشد کہ داغ ہجر انست

اے دوست تجھ سے میں دُور پڑا ہوں۔ ایسی حالت میں اگر مجھ کو قرار

نہ آئے تو جائے تعجب نہیں کیونکہ اِس حالت کا وُرود بسبب داغِ ہجر ہے۔

اگر نگار مرا خونِ دل بخواہد ریخت
مخالفت نکنم آں کنم کہ فرمان است

اگر دوست میرے دل کا خون کرنا چاہتا ہے تو ہرگز اس کی مخالفت نہ کروں گا بلکہ وہ کروں گا جو فرمانِ دوست ہے یعنی جو کچھ دوست کا حکم ہے۔

جماعتے کہ ندانند حظِّ روحانی
تفاوتے کہ میانِ دواب و انسان است

جو جماعت حظِّ روحانی و لطافتِ قلبی سے ناآشنا ہے۔ اُس جماعت اور حظِّ روحانی سے واقف کار جماعت میں اتنا فرق ہے جس قدر جانور اور اِنسان میں ہے۔

مانا کہ ہم گُنہگار ہیں لیکن تُو دریائے رحمت ہے

اے یار ناگزیر کہ دل در ہوائے تُست
جان نیز ار قبول کنی ہم فدائے تُست

اے دوست تو یارِ ناگزیر ہے یعنی میرے دل کو تیرے بغیر چارہ نہیں ہے اور تیری تمنّا رکھتا ہے۔ اگر تو میری جان کو قبول فرمائے تو یہ بھی تجھ پر قربان ہے۔

غوغائے عارفاں و تمنّائے عاشقاں
حرصِ بہشت نیست کہ شوقِ لقائے تست

تمامی عارفوں کے مجاہدات اور مقالات کے زور و شور اور عاشقوں کی تمنّاؤں

کا ماحصل بہشت کے حصول کا لالچ نہیں ہے بلکہ تیرے دیدار کے شوق کے باعث ہے۔

گر تاج می نہی غرضِ ما قبولِ تست
ور تیغ می زنی طلبِ ما رضائے تست

اے دوست اگر تو ہمارے سر پر تاج رکھتا ہے تو ہماری خوشی اس لئے ہوتی ہے کہ تو نے مجھ کو قبول فرما لیا ہے اور اگر ہماری گردن پر تلوار چلاتا ہے تو بھی ہمیں خوشی حاصل ہوتی ہے کیونکہ ہماری مراد تو صرف تیری رضا ہے۔

گر بندہ می نوازی و گر بند میکنی
شادی بروزگارِ کسے کاشنائی تست

اے دوست اگر تو نوازش فرمائے یا قید حقیقی خوشی اس شخص کے لئے ہے جو تیرا دوست ہو گیا ہے۔

قومے ہوائے نعمتِ دنیا ہمی کنند
قومے ہوائے عقبیٰ و ما را ہوائے تست

اے دوست کچھ لوگ ہیں جو دنیا کے طلبگار ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو جنت کے خریدار ہیں مگر میرے دل میں تو صرف اور صرف تیری طلب موجزن ہے۔

قُوتِ روانِ شیفتگان التفاتِ تو
آرام جان زندہ دلاں مرحبائے تست

اے دوست جو تیرے دلدادہ ہیں اُن کے دلوں کی غذا صرف تیری نظرِ کرم ہے اور اہلِ دل حضرات کے دلوں کا آرام صرف اس امر میں ہے کہ تیری لقا نصیب ہو۔

گر ما مقصّریم تو دریائے رحمتی
جُرمے کہ می رود بامید عطائے تست

اے دوست اگرچہ ہم قصوروار گناہگار ہیں لیکن تو رحمت وکرم کا دریائے بیکنار ہے۔ ہم سے کچھ بھی جرم سرزد ہوتا ہے مگر وہ تیرے جود وعطا کی امید سے خالی نہیں ہوتا۔

شاید کہ در حساب نیاید گناہِ ما
آنجا کہ فضل و رحمتِ بے منتہائے تست

ہمیں بہت امید ہے کہ ہمارا گناہ کسی حساب میں شمار نہ ہو سکے گا۔ اس مقام پر جہاں تیرے فضل و رحمت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

کس را بقائے دائم و عہدِ مقیم نیست
جاوید پادشاہی و دائم بقائے تُست

کسی کو بقائے دائمی اور دوامِ زندگی کا شرف حاصل نہیں۔ مگر اے دوست ہمیشگی کی بادشاہی اور بقائے دائمی صرف تیرے لئے ہے۔

ہر جا کہ پادشاہی وصدری و سروری است
موقوف آستانِ درِ کبریائے تُست

جس مقام کو دائمی بادشاہی، دائمی صدری اور دوامی سرداری حاصل ہے وہ صرف تیرے بے نیاز اور بارگاہِ عالیہ پر موقوف ہے۔

سعدی ثنائِ تو نتواند بشرح گفت
خاموشی از ثنائِ تو حدِ ثنائِ تُست

سعدی تیری ثنا و صفت بیان کرنے سے جیسی کہ تیرے سزاوار ہے عاجز و قاصر ہے۔ پس اس صورت میں تیری حمد و ثنا بیان کرنے سے خاموش ہو جانا ہی تیری حمد و ثنا ہے۔

مَردِ خُدا مشرق ہو کہ مغرب کہیں بھی اجنبی نہیں ہے

آں را کہ جائے نیست ہمہ شہر جائے اوست
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

جس شخص کا کوئی جائے قیام نہیں ہے۔ کُل شہر اس کا جائے قیام ہے۔ کیونکہ مردِ درویش کے لئے جہاں رات آگئی وہی اس کی سرا (مکان) ہے۔

بے خانماں کہ ہیچ ندارد بجُز خدا
او را گدا مگو کہ سلطاں گدائے اوست

جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کے سوا اپنے ساتھ کوئی ساز و سامان نہیں رکھتا اس کو محتاج مت کہو کیونکہ سُلطانِ وقت خود اس کا محتاج ہے۔

مردِ خدا بمشرق و مغرب غریب نیست
ہر جا کہ می رود ہمہ ملکِ خدائے اوست

اللہ تعالیٰ کا مردِ عارف خواہ مشرق ہو خواہ مغرب یعنی دنیا کے کسی گوشے میں رہو اجنبی نہیں ہے کیونکہ وہ جہاں کہیں بھی جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی ہر چیز اسکی ہے۔

آں کز تونگری و بزرگی و خواجگی
بیگانہ شد بہر کہ رسد آشنائے اوست

جو شخص دولتمندی، بزرگی اور سرداری سے کنارہ کش ہوگیا۔ اب وہ شخص جس کے پاس بھی پہنچے گا وہی اس کا دوست بن جائے گا۔

عاشق چو بر مشاہدۂ دوست دست یافت
بر ہر کہ بعد ازاں نگرد اژدہائے اوست

عاشق خدا جب مشاہدۂ دوست تک رسائی حاصل کرلیتا ہے تو ہر کسی سے دُور بھاگتا ہے اور اپنے سامنے والے کو اژدہا سمجھتا ہے کیونکہ وہ شخص اس کے مشاہدے میں خلل انداز نظر آتا ہے۔

بگذار ہر چہ داری و بگذر کہ ہیچ نیست
ایں پنج روز عمر کہ مرگ از قفائے اوست

ای مخاطب جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے سب کو خیرباد کہہ دے اور آگے بڑھ جا کیونکہ یہ سب کچھ ہیچ و بیکار ہیں۔ تیری اِس انمول پنج روزہ زندگی کے لئے جس کے گھات میں موت لگی ہوتی ہے۔

ہر آدمی کہ کشتۂ شمشیرِ عشق گشت
گو غم مخور کہ ملکِ ابد خونبہائے اوست

ہر وہ شخص کہ عشق کی تلوار سے قتل ہوگیا۔ اُس سے کہہ دو کہ غم مت کر۔ اب اس قتل کے بدلے میں تجھ کو ہمیشہ قائم رہنے والا ملک دیا جائے گا۔

از دستِ دوست ہر چہ ستانی شکر بود
سعدی رضائے خود مطلب تا رضائے اوست

دوست کے ہاتھوں تجھ کو جو کچھ بھی ملے گا نہایت مزیدار ہوگا۔ اے سعدی

رضائے دوست میں اپنی رضا کو گم کردو اور کوئی شے ایسی طلب کرو جس میں اسکی رضا نہ ہو۔

طالبانِ عقبیٰ کا شیوۂ زندگی کرم، لطف اور احسان ہے

چو کسے در آید از پائے و تو دستگاہ داری
گرت آدمیتے ہست بدلش نگاہ داری

اگر کوئی شخص آفاتِ ارضی و سماوی کے باعث مجبور ہوگیا ہے اور تو اسکی مدد کرسکتا ہے، اگر تجھ میں کچھ انسانیت ہے تو ضرور اس کی دلجوئی میں کوشش کر۔

برہ بہشت فردا نتواں شدن بحشر
مگر از دیارِ دنیا کہ بہ بُرد راہ داری

کل فردائے قیامت کوئی بھی شخص میدانِ محشر سے بہشت میں نہ جا سکے گا مگر ہاں وہ شخص کہ جو اس دنیا سے اپنے ساتھ زادِ راہ لے کر گیا ہے۔

ہمہ عیبِ خلق گفتن نہ مروّت است و مردی
نگہے بہ خویشتن کن کہ ہمہ گناہ داری

تمام مخلوقِ خدا کی عیب گیری کرنا نہ تو جوانمردی ہے اور نہ انسانیت۔ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ تو خود کس قدر گناہگار ہے۔

رہِ طالبانِ عقبیٰ کرم است لطف و احساں
تو چہ از نشانِ مرداں بجز ایں کلاہ داری

آخرت کے طلبگار مردوں کا طریقہ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ کرم نوازی بندہ پروری اور احسانمندی رہا ہے۔ تو اپنی اس اونچی ٹوپی کے سوا جوانمردوں کا کونسا نشان رکھتا ہے۔

بکدام روسپیدی طمعِ بہشت داری
توکہ در خریطہ چندیں ورقِ سیاہ داری

تو اپنے کونسے نیک عمل کے بَل بُوتے پر جنت میں جانے کی آس لگائے ہوئے ہے جبکہ تیرا یہ حال ہے کہ تیری جھولی میں نامۂ سیاہ کے چند اوراق کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

بدرِ خدائی قربے طلب اے ضعیف ہمّت
کہ نماند ایں تقرب کہ بہ پادشاہ داری

اے مردِ کم ہمّت اللہ تعالیٰ کے دربارِ عالیہ میں نزدیکی حاصل کرنے کی کوشش کر کیونکہ آج کا دنیوی تقرب شاہی کل تیرے کچھ کام نہ آئے گا۔

توحسابِ خویشتن کن بحسابِ خلق سعدی
کہ بضاعتِ قیامت عملِ تباہ داری

اے سعدی اہلِ دنیا کے ساتھ جیسا معاملہ تو نے کیا ہے اس کے مطابق اپنے اعمال کا حساب کر، کیونکہ قیامت میں کام آنے والے سرمائے کی بہ نسبت تیرے اعمال بالکل تباہ و برباد ہیں۔

تو مسافری و دنیا سرِ آب کاروانے
نہ متوّلست کشتی کہ بایں پناہ داری

اے مخاطب تو مانند مسافر ہے اور دنیا ایک قافلہ لئے ہوئے دریا کے کنارے کھڑی ہے۔ ایسی صورت میں دنیا کے قافلے سے نکل کر دریا پار کرنے کے لئے تیری کشتی بالکل کمزور اور بے بنیاد ہے۔

اِس نعمت کا شُکر ہم کِس طرح ادا کر سکتے ہیں

خداوندے چنیں بخشندہ داریم
کہ با چندیں گنہ اُمّید واریم

بیحد و بے حساب بخشش کرنے والے خداوند تعالیٰ کے ہم سب بندے ہیں اور باوجود ہزارہا معصیت و گناہ کے اُس کے لطف و کرم کی اُمید رکھتے ہیں۔

کہ بکشاید درے کایزد بہ بندد
بیا ماھم دریں درگہ بزاریم

جس دروازے کو اللہ تعالیٰ بند کردے اس کو کون کھول سکتا ہے۔ پس ہم سب کو چاہئے کہ اپنی مشکلات سے نجات حاصل کرنے کے لئے اس کے دربار میں گریہ و زاری کریں۔

خدایا گر بخوانی ور برانی
جز انعامت درے دیگر نداریم

اے میرے مولا چاہے تو اپنے لطف و کرم سے نوازے، چاہے اپنے در سے بھگا کر ہمیں محروم کردے مگر تیری نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے تیرے در کے سوا ہمارے لئے کوئی اور دروازہ نہیں ہے۔

سرافرازیم اگر بر بندہ بخشی
وگرنہ از گنہ سر بر نداریم

اگر مجھ مسکین بندے پر بخشش فرمائے تو بیشک ہم کامیاب اور عزت
والے ہیں ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں کے باعث تیرے رُوبرُو
سر بھی اونچا نہیں کر سکتے۔

زمشتِ خاک مارا آفریدی
چگونہ شکر ایں نعمت گذاریم

اے مولائے ما تو نے ازراہِ کرم ایک مُشت (ایک مٹھی) خاک سے مجھ کو
پیدا فرمایا۔ ہم اس کا شکریہ کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔

توبخشیدی روان وعقل و امکاں
وگرنہ ما ہماں مُشتے غباریم

اے مولائے ما تو نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ عظیمہ سے مجھ کو جان،
عقل اور قوت عطا فرمائی ورنہ ہم تو وہی ایک مشتِ غبار ہیں۔

تو باما روز و شب درخلوت وما
شب و روزے بغفلت می گذاریم

اے میرے مولا تو ہمارے ساتھ رات اور دن خلوت اور جلوت میں
موجود ہے مگر ہائے افسوس کہ ہم رات اور دن تجھ سے غفلت کی حالت میں
گذار رہے ہیں۔

نگویم خدمت آوردیم وطاعت
کہ از تقصیر خدمت شرمساریم

اے میرے مولا میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے تیری کوئی خدمت کی ہے، یا

تیری عبادت کی ہے بلکہ میں تو صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدایا میں
تیرے حضور اپنی غلطیوں کے باعث شرمندہ ہوں۔ تو ہم پر رحم فرما۔

زدرویشانِ کوئے انگار ما را
گر از خاصانِ حضرت برکناریم

اے مولائے ما تو مجھ کو اپنے در کے فقیروں میں شمار کر لے میں تو اپنی
کوتاہیوں اور گناہوں کے باعث تیرے بندگانِ خاص کی جماعت سے
کوسوں دُور ہوں۔

ندانم دیدنش را خود صفت چیست
بجز آں کز سماعش بے قراریم

میں اُس کے دیکھنے کی حقیقت اور ادراک کی صفت سے بے بہرہ ہوں۔
صرف اس بات کو سن کر کہ اس کا دیدار کل مؤمنوں کو نصیب ہوگا بے چین و
بے قرار ہوں۔

شرابے در ازل در داد ما را
ہنوز از تاب آں مے در خماریم

اے مولائے ما اپنے لطف و کرم سے تو نے جو شراب روزِ اول پلائی ہے
آج تک اس کی مستی کے باعث ہم حالتِ خمار میں ہیں۔

چو عقل اندر نمی گنجید سعدی
بیا تا سر بہ شیدائے برآریم

اے سعدی عشق و محبت کا فسانہ عقل و فہم سے باہر ہے۔ لہٰذا اے دوستو

آؤ اس ترانے کو باآوازِ شیدائی (عاشقانہ) شروع کریں۔

اے ساقی شرابِ معرفت پلا

ساقیا مے دہ کہ مادُردی کشِ میخانہ ایم
باخرابات آشنا و از خرد بیگانہ ایم

اے مرشدِ ما شرابِ معرفت عنایت فرمائیے کہ ہم اس میخانہ کی تلچھٹ کے طلبگار ہیں۔ ہم اس میخانہ کے چاہنے والوں میں سے ہیں اور عقل کی دُور اندیشیوں سے بیزار ہیں۔

خویشتن سوزیم و جاں بر سر نہادہ شمع وار
ہر کجا در مجلسی شمعی ست ما پروانہ ایم

ہم راہِ عشق میں شمع کے مانند اپنے کو جلانے والے اور جان کی بازی لگانے والے ہیں یا جہاں شمع روشن ہے وہاں پروانہ وار جان نثار کرنے والے ہیں۔

اہلِ دانش را دریں گفتار با ما کار نیست
عاقلاں را کے زیاں دارد کہ ما دیوانہ ایم

اِن باتوں میں مجھ کو اہلِ عقل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور میری اِن باتوں سے اربابِ عقل کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے کیونکہ ہم دیوانے ہیں اور دیوانگی کی باتیں کر رہے ہیں۔

خلق می گویند جاہ و فضل در فرزانگی است
گو مباش اینہا کہ ما رندانِ نا فرزانہ ایم

دنیا والے کہتے ہیں کہ جاہ و مرتبہ کا حصُول عقلمندی میں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ سب کچھ نہیں چاہئے۔ کیونکہ ہم تو طالبانِ دوست ہیں اور یہاں دانشمندی عذاب ہے۔

سعدیا گر بادۂ صافیت باید باز گو
ساقیا مے دہ کہ مادردی کشِ میخانہ ایم

اے سعدی اگر تجھے عرفانِ حق کی مستی کی شراب درکار ہے تو پھر آواز لگا۔ اے ساقی تو مجھے شرابِ معرفت عطا فرمائیں تو تیرے اس شراب خانے کی تلچھٹ کا پینے والا ہوں۔

اِظہارِ حسرتِ دیدار

امروز دیگرم بفراقِ تو شام شد
در آرزوئے وصلِ تو عمرم تمام شد

اے محبوب تیری دُوری اور جدائی میں میرا آج کا دن بھی گذر گیا اور شام ہوگئی، اگرچہ میری تمام عمر یونہی تیرے آرزوئے وصل میں ختم ہوگئی۔

بستم بسے خیال کہ بینم جمالِ دوست
لیکن نشد میسر و سودائے خام شد

اے مخاطب اگرچہ میں نے بڑے بندھن باندھے اور بڑے منصوبے بنائے کہ دوست کا جمالِ جہاں آرا دیکھ سکوں لیکن میسّر نہ ہو سکا اور محض ایک خیالِ خام ہو کر رہ گیا۔

آمد نمازِ شام و نیامد نگارِ من

اے دیدہ پاس دار کہ خوابت حرام شد

عشاء کا وقت آگیا اور میرا محبوب نہ آیا۔ اے میری آنکھو۔ ذرا کچھ تو مجھ پر ترس کھاؤ کہ اب تم پر نیند حرام ہو چکی۔ جب یار نہیں تو نیند کیسی۔

تاثیرِ صُحبت

گلِے خوشبوئے در حمّام روزے

رسید از دستِ محبوبے بدستم

ایک روز جب میں حمّام میں گیا تو ایک خوشبودار مٹی ایک دوست کے ہاتھوں مجھ کو موصول ہوئی۔

بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری

کہ از بوئے دل آویز تو مستم

میں نے متعجب ہو کر اس مٹی سے کہا کہ کیا تو مُشک ہے یا عبیر ہے کہ تیری بے پناہ خوشبو سے میں مست ہو گیا۔

بگفتا من گلِ ناچیز بودم

ولیکن مُدّتے با گل نشستم

اُس مٹی نے زبانِ حال سے جواب دیا کہ نہ تو میں مُشک ہوں نہ عبیر ہوں میں تو ایک بے قیمت مٹی ہوں لیکن حُسنِ اتفاق سے مجھ کو گلاب کے پھول کے ساتھ مجالست نصیب ہو گئی۔

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد

وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اس دوست کے حُسن نے میرے اندر ایسا اثر پیدا کر دیا ہے۔ ورنہ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں۔

موعظت و نصیحت

جز یادِ دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است

جز سرِ عشق ہرچہ بخوانی بطالت است

اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ بھی کرے گا درحقیقت اپنی عمر کو ضائع و برباد کرنا ہو گا۔ اور اسرارِ حق کے سوا جو کچھ بھی پڑھے گا عمر گنوانے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

سعدیؔ بشوئے لوحِ دل از نقشِ غیرِ حق

علمے کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

اے سعدیؔ اپنے دل کی تختی کو اللہ تعالیٰ کے سوا جس قدر بھی نقوش ہیں انکو دھونے کی کوشش کر۔ اور اللہ تعالیٰ کی پہچان کا علم سیکھ۔ کیونکہ وہ علم جو اللہ تعالیٰ کا راستہ نہ دکھلائے وہ علم ضلالت اور گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

پندِ دلبند

مرا پیرِ دانائے مرشد شہاب

دو اندرز فرمود بر روئے آب

مجھ کو میرے مشفق پیر حضرت شہاب الدین سہروردیؒ نے دو نصیحتیں ایک دریا کے کنارے فرمائیں:۔

یکے آں کہ بر خویش خود بیں مباش

دوم آں کہ بر غیر بد بیں مباش

ایک یہ کہ ہرگز تیری نظر اپنی نیکیوں پر نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کو ہرگز بُری نگاہوں سے مت دیکھ۔

مُناجات دِلگیر بدرگاہِ ربّ قدیر عزّ اسمہٗ

تنم می بلرزد چو یاد آورم

مناجات شوریدۂ درحرم

جب میں یاد کرتا ہوں میرا بدن کانپنے لگتا ہے ایک دل جلے شخص کی دعا سے جبکہ وہ کعبہ شریف میں مناجات کر رہا تھا۔

کہ می گفت با حق بزاری بسے

میفگن کہ دستم نگیرد کسے

وہ شخص اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت گریہ وزاری کے ساتھ کہہ رہا تھا کہ اے مولائے من تو مجھ کو ایسی نازک صورتِ حال سے محفوظ رکھ جبکہ میرا کوئی پُرسانِ حال نہ ہو۔

بلطفم بخواں یا مراں از درم

ندارد بجز آستانت سرم

اے مولائے ما خواہ تو مجھ پر کرم فرمائے یا اپنی درگاہ سے نکال باہر کرے مگر میرا سر تیری چوکھٹ سے نہیں ہٹ سکتا کیونکہ دونوں جہان میں تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔

نمی تازد ایں نفس سرکش چناں

کہ عقلش تواند گرفتن عناں

اے میرے مالک تو خوب جانتا ہے کہ میرے نفسِ امارہ کی ایسی تیز وچست رفتار ہے کہ عقل اس کو ہرگز روک نہیں سکتی۔ یعنی نفس کے آگے عقل عاجز و بیکار ہے۔

کہ بانفس و شیطاں بر آید بزور

نبردِ پلنگاں نیاید زمور

اے میرے مولا نفس اور شیطان کا مقابلہ اپنی طاقت سے کون کر سکتا ہے۔ جس طرح کہ چیونٹی کا مقابلہ چیتے سے نہیں ہو سکتا۔ گویا ہماری مثال چیونٹی جیسی اور نفس و شیطان کی مثال چیتے کی طرح ہے۔

بمردانِ راہت کہ راہے بدہ

وزیں دشمنانم پناہے بدہ

اے میرے مولا اپنے نیک بندوں کے صدقے تو مجھ کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور ان دونوں دشمنوں کے شر سے نجات عطا فرما۔

چہ عذر آرد از ننگ تر دامنی

مگر عجز پیش آورم کاے غنی

اپنی گناہگاری کے متعلق میرا کوئی عذر درست نہیں ہے میں تیرے
حضور صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تیری ذات پاک غنی ہے اور میں
ہمہ تن عاجز و لاچار ہوں۔

فقیرم بجرم گناہم مگیر
غنی را ترحّم بود بر فقیر

اے میرے مولا میں تیری بارگاہِ عالیہ کا سائل ہوں، میرے گناہوں
کے سبب میری گرفت نہ فرما کیونکہ غنی ہمیشہ فقیروں پر رحم و کرم ہی فرماتے ہیں۔

ز مسکینیم روئے در خاک رفت
غبارِ گناہم بر افلاک رفت

اے میرے مولا مسکینی کے باعث میرا چہرہ خاک آلود ہو رہا ہے اور
میرے گناہوں کا غبار آسمان تک پہنچ چکا ہے۔

تو یک نوبت اے ابرِ رحمت ببار
کہ در پیشِ باراں نپاید غبار

اے میرے مولا تو مجھ پر رحم فرما کر اپنی رحمتوں کی بارش فرما۔ کیونکہ بارش
ہی کے سبب غبار مٹ جاتے ہیں۔ میرے لئے تیری رحمتوں کی بارش کے سوا کوئی
چارۂ کار نہیں ہے۔

زجرمم دریں مملکت جاہ نیست
ولیکن بملکے دگر راہ نیست

اے میرے مالک گناہوں کے سبب اس جہان میں میری کوئی قدر و منزلت

نہیں ہے مگر تو خوب جانتا ہے کہ تیرے ملک کے سوا میرے لئے اور کوئی جائے پناہ
نہیں ہے۔

تو دانی ضمیرِ زباں بستگاں
تو مرہم نہی بر دلِ خستگاں

اے میرے مولا ایسے لوگ جو بات نہیں کر سکتے تو ان کے دلوں کی
باتیں جانتا ہے اور زخمی دلوں پر مرہم رکھنا بھی تیرا ہی کام ہے لہٰذا میری
باتوں کو پورا فرما اور میرے دکھی دل کا علاج فرما۔

خدایا مقصّر بکار آمدیم
گنہگار و اُمیدوار آمدیم

اے میرے مولا یقیناً میں نے بہت کوتاہیاں کی ہیں اور مجھ سے
بہت سے گناہ سرزد ہوئے ہیں مگر پھر بھی میں تیرے حضور مغفرت و
بخشش کی امید لے کر حاضر ہوا ہوں۔

خداوندگارا نظر کن بجود
کہ جُرم آمد از بندگاں در وجود

اے میرے مولا تو اپنے جود و کرم کی جانب نظر فرما۔ تیرے غلاموں
نے یقیناً جرم کا ارتکاب کیا ہے، اب صرف تیرے رحم و کرم کا سہارا ہے۔

کریما بہ رزقِ تو پروردہ ایم
بانعام و لطفِ تو خو کردہ ایم

اے کریم کارساز تو نے ہی اپنے رزق سے ہم کو پالا ہے۔ اور ہمیشہ تیرا

لطف وکرم ہمارے شاملِ حال رہا ہے۔

عزیزی وخواری تو بخشی وبس
عزیزِ تو خواری نہ بیند زِکس

اے میرے مولا ہم سب کی عزت وذلت تیرے ہاتھ میں ہے اور تو جس کو عزت بخشے اس کو کوئی بھی ذلیل نہیں کرسکتا۔ پس ہم سب پر رحم فرما۔ ہم تیرے لطف وکرم کے امیدوار ہیں۔

نعت بحضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

از حضرت بُوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

اے ثنایت رحمۃ للعالمین
یک گدائے فیض تو رُوح الامین

اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی ثناء وتعریف کے لئے لقب رحمۃ للعالمین بس ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آپ کے درِ اقدس سے فیض پانے والوں میں ایک گدا کے مانند ہیں۔

اے کہ نامت را خدائے ذوالجلال
زد رقم برجبہِ عرشِ بریں

آپ کی وہ شان عظیم ہے کہ عزت وجلال والے رب نے عرش اعظم کی پیشانی پر آپ کا نام مبارک رقم فرمایا ہے۔

آستانِ عالیٔ تو بے مثل
آسمانے ہست بالائے زمیں

آپ کا آستانِ عالی مرتبت بیحد رونق افروز محسوس ہوتا ہے، جس طرح زمین کے اوپر آسمان رونق بخش ہے۔

آفریں بر عالمِ حُسنِ تو باد
مبتلائے تُست عالم آفریں

آپ کے حُسنِ جہاں تاب پر آفریں صد آفریں۔ آپ کے حسن کی تعریف بیان کرنا ممکن نہیں۔ دریں صورت کہ عالم کا پیدا کرنے والا خود آپؐ کے جمالِ باکمال پر شیدا ہے۔

یک کفِ خاک از درِ پُر نورِ او
ہست ما را بہتر از تاج ونگیں

آپ کے روضۂ پرنور کی ایک مٹھی خاک ہمارے لئے تاجِ شہی اور قیمتی نگینوں سے بہتر ہے۔

خرمنِ فیضِ تُرا اے ابرِ فیض
ہم زمین وہم زماں شد خوشہ چیں

اے جُود وکرم کی بارش کرنے والے بادل، آپ ہی کے فیض کے کھلیان سے کیا زمین کیا زمین میں بسنے والے سبھی فیضیاب ہوتے ہیں۔

از جمالِ تو ہمی بینم مسار
جلوۂ در آئینۂ عین الیقیں

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جمال باکمال کے پرتو سے ہم صبح وشام عین الیقین کے آئینہ میں پرتو جلوۂ ذات دیکھ رہے ہیں۔

خلق را آغاز و انجام از تو ہست
اے امامِ اولین و آخرین

آپ کائنات میں آنے والے کیا اولین کیا آخرین کے امام ہیں۔ آپ کے تشریف لانے کے باعث اس جہان کی پیدائش کا آغاز ہوا اور آپ ہی کے تشریف لے جانے کے بعد اس جہان کا خاتمہ بھی ہوگا۔

غیر صلوٰۃ وسلام ونعتِ تو
بوعلی را نیست ذکرِ دلنشیں

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر صلواۃ وسلام پڑھنے اور آپ کی نعت شریف لکھنے پڑھنے کے سوا اور کوئی ذکر ہمارے دِل کو خوش کرنے والا نہیں ہے۔

از حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہندی

ہردم خدا را یاد کن دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکرِ ھُو

اے مخاطب ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد کر اور اس کی یاد سے اپنے دل کو خوش کر۔ بلبل کے مانند اس کی یاد میں فریاد کر اور ہمہ وقت اس کی یاد میں لگ جا۔

در روز باشی صائما در لیل باشی قائما
در ذکر باشی دائما مشغول شو در ذکرِ ھُو

دن میں روزہ رکھ، بوقتِ شب اس کی یاد میں کھڑا رہ۔ ہمہ وقت زبان اس کی یاد سے تر رکھ اور اس کی یاد میں لگ جا۔

از مقالاتِ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

نعت شریف

حُسنِ یوسف دمِ عیسٰی یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حُسنِ یوسف، دمِ عیسٰی اور یدِ بیضا سے ممتاز ہیں۔ الغرض دیگر حضرات کو جو کمالات تنہا تنہا حاصل تھے آپؐ کی ذاتِ مقدسہ کو منجملہ وہ کمالات حاصل ہیں۔

شیوۂ شکل و شمائل حرکات و سکنات
خطِ سبز و لعل و رُخِ زیبا داری

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک محبوب میں جو خوبیاں بدرجۂ اتم ہوسکتی ہیں بطور شکل وصورت بروئے حسن اخلاق وعادات بقدرِ حرکات و سکنات

وہ سب آپ کے اندر موجود ہیں۔ آپ خط سبز (نوجوانی) ولبِ لعل (حسنِ گفتار)
اور چہرۂ زیبا سے بھی ممتاز ہیں۔

سنبل ویاسمین ولسترن وسروِ سہی
ازسرِزلف وعذار وقدِ بالاداری

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دماغ کو معطر کر دینے والے گلہائے سنبل و یاسمین اور سروِ سہی کے مانند ہیں اور آپ زلف دراز، چہرۂ خوب اور قدِ دلجو رکھتے ہیں۔

تا تبسّم نہ کنی عقل نگوید ہرگز
کاندریں آبِ خضر لولوئے لالہ داری

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جب تک تبسّم نہیں فرماتے عقل تسلیم نہیں کرتی مگر تبسّم فرماتے ہی عقل بخوبی سمجھ لیتی ہے کہ آپ کا تبسم مانندِ آبِ خضر اور دندانہائے مبارک گہر آبدار صفت ہیں۔

دل و دیں بردے و ہوش و خرد و صبر و قرار
دگر از خسروِ بے دل چہ تمنّا داری

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے دیدار نے خسرو کے دل، دین، ہوش وعقل اور صبر وقرار سب کو چھین لیا۔ اب اِس مسکین کے پاس اور کیا ہے جو آپ پر نثار کر سکے۔

نعت

کردہ سنبل را پریشاں روئے تو
سحر دارد نرگسِ جادوئے تو

اے محبوبِ من آپ کے چہرے کے حسن نے سنبل و ریحان کے حسن کو بیکار ومات کر دیا ہے اور آپ کی جادو بھری نرگسی آنکھوں میں سحر کا کمال پایا جاتا ہے۔

تُرک من ایں مہ غلام روئے تو
حُسن تُرکانِ جہاں ہندوئے تو

اے ترک محبوبِ من آپ کے حسن کے روبرو یہ چاند باعتبار حسن و خوبی بیکار ہے اور تمام جہان کے ترکوں کا حسن وجمال آپ کا ادنیٰ غلام ہے۔

در فراقِ تو نہادم جان و دل
ہر دو بر طاقِ خمِ ابروئے تو

اے محبوبِ من آپ کے دونوں جمیل ابروؤں کے فراق میں ہم نے اپنی جان و دل کو کھو دیا ہے۔ لِلّٰہ ہم پر رحم فرمائیے۔

خونِ من گر ریخت در کویت چہ باک
خونبہائے ماست اندر کوئے تو

اے محبوب اگر تیری گلی میں مجھ کو قتل کیا گیا تو مجھ کو کوئی خوف وڈر نہیں ہے کیونکہ تیری گلی ہم سب کی جائے خونبہا ہے۔

چند می پرسی کہ خسرو را کہ کشت
غمزۂ تو چشمِ تو ابروئے تو

اے محبوب آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں کہ خسرو کو کس نے قتل کیا ہے ۔ میں خود بتا رہا ہوں کہ آپ کے ناز و ادا نے ۔ آپ کی جادو بھری آنکھوں نے ۔ آپ کے سحر آفریں خمِ ابرو نے ۔

نعت

نمی دانم چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم
بہر سُو رقصِ بسمل بود شب جائیکہ من بودم

مجھے یقینی طور پر معلوم نہیں کہ وہ کونسا مقام تھا جہاں رات کے وقت میں گیا تھا ۔ ہاں اتنا معلوم ہے کہ وہاں ہر طرف جاں نثار عاشقوں کا رقص ہو رہا تھا ۔ رات جہاں میں گیا تھا ۔

پری پیکر نگارے سرو قدّے لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بود شب جائیکہ من بودم

ایک نہایت حسین و جمیل محبوب ۔ دل آویز قد ۔ نُور برستا ہوا چہرہ دلکش مکھڑے والا وہاں تھا جہاں رات کے وقت میں گیا تھا ۔

رقیباں گوش بر آواز او در ناز و من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم

دشمن اس محفل مبارکہ کی روئیداد معلوم کرنے کی گھات میں لگے ہوئے تھے ،

یعنی شیطان اِس حقیقت کے معلوم کرنے کے درپے تھا تاکہ راز فاش کردے ۔ دریں صورت حال وہاں کچھ کہنا اور بولنا کس قدر مشکل تھا جہاں رات کے وقت میں گیا تھا ۔

خدا خود میرِ محفل بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمعِ محفل بود شب جائیکہ من بودم

اے خسرو اس واقعہ کا ماحصل سُن ۔ وہ مقام لامکان تھا یعنی اللہ تعالےٰ کے رہنے کی جگہ ۔ اس وقت خود رب تبارک و تعالیٰ اُس محفل کا صدر نشین تھا اور اس محفل کو منور کرنے والے شمع صفت حضرت جناب روحی فداہ مُحمّدؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جہاں رات کے وقت میں گیا ۔

از مقالات حضرت عراقی رحمۃ اللہ علیہ

یارِ حقیقی کی یاد کے سوا جملہ خیالات کو خیرباد کہہ دے

مبند اے دل بجز در یادِ خود دل
امید از ہر چہ جز یار است بگسل

اے مخاطب تجھ پر واجب ہے کہ اپنے دل کی نگہداشت کے سوا کسی اور طرف اپنے دل کو نہ لگائے اور یارِ حقیقی کی یاد کے سوا ہر قسم کی امیدوں کو دل سے نکال کر پھینک دے ۔

ز منزل گاہِ دوناں رخت بربند
ورائے ہر دو عالم جوئے منزل

اے مخاطب طلبگارِ دنیا کی صحبت سے کنارہ کش ہو جا، اور ان دونوں جہانوں سے ہٹ کر اپنی منزل تلاش کر۔ یعنی منزل گاہِ حق (لامکان) تک پہنچنے کی کوشش کر۔

برون کن از درون سودائے گیتی
کزیں سودا بجز سودا چہ حاصل

اے مخاطب اپنے دل سے دنیا کے لگاؤ کا جنون نکال دے۔ کیونکہ اس دردسری سے کچھ حاصل حصول ممکن نہیں ہے۔

قدم بر فرقِ عالم نہ عراقی
نمانے تا دریں جا پائے در گل

اے عراقی اس دنیا کے سر پر قدم رکھ دے یعنی سب کو نیست سمجھ لے تاکہ تو اس کیچڑ میں پھنس نہ جائے۔

اے دوست آجا کہ ہماری جان تجھ پر نثار ہے

اے دوست بیا کہ ما فدا ایم
بیگانہ مشو کہ آشنا ایم

اے دوست آجا کہ ہماری جان تجھ پر نثار ہے۔ بیگانگی اختیار نہ کر ہم تیرے طلبگاروں میں سے ہیں۔

رُخِ باز نمائی تا بہ بینیم
در باز کشائی تا در آئیم

اے محبوبِ من ذرا اپنا چہرۂ زیبا ظاہر فرما تاکہ ہم تیرا دیدار حاصل کر سکیں اور اے محبوب دروازہ کھول دے تاکہ ہم اندر آسکیں۔

ہر چند نہ ایم در خورِ تو
لیکن چہ کنیم مبتلا ایم

اے محبوب اگرچہ ہم تیرے دیدار کے لائق نہیں ہیں لیکن کیا کریں ہم تیرے عشق میں مبتلا ہیں۔

آں کس کہ نہ دید روئے خوبت
وز حسرتِ او بمُرد ما ایم

اے دوست وہ شخص کہ جو تیرے چہرۂ زیبا کو نہ دیکھ سکا یا تیرے حسرتِ دیدار میں مرگیا وہ صرف میں ہوں۔

مائیم کنوں و نیم جانے
بپذیر زما کہ بے نوا ایم

اے دوست اب ہم ہیں اور ہماری اُدھ مری جان ہے یعنی ہمارے پاس کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ مجھ مشتاق کو قبول فرمالے کیونکہ ہم بالکل غریب و محتاج ہیں۔

بس لائق و در خوری تو ما را
ہر چند کہ ما ترا نشائیم

اے دوست تو میرے لئے بیحد پسندیدہ و محبوب ہے۔ اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ میں تیرے لئے ہرگز مناسب و سزاوار نہیں ہوں۔

آنچہ از تو سزد جانِ ما کن

نہ آنچہ کہ ما ور اسزا ایم

اے دوست. جو کچھ تیری شان کے لائق ہے وہ ہماری جان کے ساتھ کر، خدارا وہ نہ کر کہ ہم جس کے لائق ہیں۔

از عشقِ رُخِ تو چوں عراقی

ہر دم غزلے دگر سرائیم

اے دوست تیرے حسین و جمیل چہرے کے عشق میں ہم مانند عراقی نئی نئی غزلوں کے ساتھ نغمہ سرا ہیں۔

یادِ حق کرتا کہ زندۂ جاوید ہو جائے

بگذر اے غافل زیادِ این و آں

یادِ حق کن تا بمانی جاوداں

اے مردِ غفلت شعار غیرِ حق کی یاد کو دل سے نکال دے، اور یادِ حق میں تن من دھن سے لگ جا تاکہ تجھ کو ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو جائے۔

تا فراموشت نگردد غیرِ حق

در حقیقت نیستی ذاکر بداں

جب تک تیری یہ حالت نہ ہو جائے کہ غیرِ حق مطلق فراموش ہو جائے۔ اچھی طرح سمجھ لے ابھی تک تو صحیح معنوں میں ذاکر نہیں بن سکا۔

چوں فراموشت شد آنچہ دُونِ اوست

ذاکری گرچہ نجنبانی زباں

اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے۔ جب تو سب کو بھول گیا۔ اچھی طرح جان لے اب تو ذکر کرنے والا ہے اگرچہ زبان نہ ہلائے۔

خود نیابی چاشنیٔ ذکرِ دوست

تا کُنی یادِ خود و سُود و زیاں

اے مخاطب یہاں پر ایک نکتہ ہے اسکو اچھی طرح سمجھ لے جبتک اپنے بناؤ سنگھار کا خیال باقی ہے یا نفع و نقصان کی فکر میں مبتلا ہے دوست کے ذکر کی چاشنی ہرگز نہ پاسکے گا۔

چوں ز خود و ز غیرِ خود فارغ شدی

شاہد مذکور گردی بے گماں

جب تو اپنی یاد اور اپنے غیر کی یاد سے نجات پا گیا۔ یقیناً مذکور کا مظہر بن جائے گا کیونکہ اِس راستے میں ذکر، ذاکر اور مذکور تینوں ایک ہی ہیں۔ جب ذکر سے گذر گیا مذکور تک پہنچ گیا۔

والہ و مدہوش گردی از نفس

در جمالِ لایزالِ بے نشاں

اُس وقت اے سالک تو حقیقی معنوں میں اپنے سے گذر کر اللہ تعالیٰ کے حُسنِ لایزال میں وارفتہ و مدہوش ہو جائے گا۔

ہر چہ خواہی آں زماں یابی ازو
خود کسے خود را نخواہد آں زماں

اے مخاطب تو جو کچھ بھی طلب کرے گا اُس سے پائے گا مگر یاد رکھ اس حالت کے حصول کے بعد کوئی شخص اپنی خودی کو دیکھنا اور قائم رکھنا پسند نہیں کرتا بلکہ سراپا استغراق چاہتا ہے۔ اور وہ اُس کو میسّر ہوتا ہے۔

ایں چنیں دولت نیابی تو مگر
بر کنی دل را زیادِ ایں و آں

اے مخاطب ایسی لازوال دولت تجھ کو ہرگز نہیں مل سکتی جبتک تو اپنے دل کو اِس کی اور اُس کی یاد سے خالی نہ کردے۔

اے عراقی یاد غیرے او مکن
تا مگر یادت کند با دیگراں

اے عراقی اسکے سوا دوسرے کی یاد نہ کر ممکن ہے وہ اپنے اور دوستوں کے ساتھ تجھکو بھی یاد کرے۔

کیا اچّھا ہو کہ تُو میرا دوست بن جائے

چہ خوش باشد کہ دلدارم تو باشی
ندیم و مونس و یارم تو باشی

کیا ہی اچھا ہو کہ اے اللہ تعالیٰ تو میرا دوست بن جائے۔ تو ہی میرا ساتھی ہو، تو ہی میرا غمخوار ہو اور تو ہی میرا ہمدم ہو۔

دلِ پُر درد را درماں تو باشی
شِفائے جانِ بیمارم تو باشی

اے دوست تو ہی میرے بے چین دل کی دوا ہو۔ اور تو ہی میری بیمار جان کی شفا ہو۔

زشادی در ہمہ عالم نگنجم
اگر یک لحظہ غمخوارم تو باشی

اے دوست پھر تو میرا حال یہ ہوگا کہ خوشی و شادی کے باعث عالم میں سما نہ سکوں گا۔ اے کاش اگر تو ایک لمحہ کے لئے میرا ہمنشین و غمخوار ہو جائے۔

اگر جملہ جہانم خصم گردند
نترسم چوں نگہدارم تو باشی

اے دوست اگر سارا جہاں میرا دشمن ہو جائے۔ مجھ کو کوئی خوف و خطر نہ ہوگا۔ دراں حالت کہ تو میرا نگہبان ہو جائے۔

اگرچہ سخت دشوار است کارم
شود آساں چو در کارم تو باشی

اے دوست اگرچہ میرا کام جس میں میں الجھا ہوا ہوں نہایت ہی مشکل ہے مگر مجھ کو یقین کامل ہے کہ میرا کام بالکل آسان ہو جائے گا بشرطیکہ تیری مدد مجھ کو حاصل ہو جائے۔

اگر نامِ تو گویم ور نہ گویم
مراد از جملہ گفتارم تو باشی

اے دوست اگر میں اپنی زبان پر تیرا نام لاؤں یا نہ لاؤں مگر میری تمام گفتگو کا لب لباب اور مقصد تیری ذات ہوتی ہے۔

ازاں دل در تو بندم چوں عراقی
کہ می خواہم کہ دلدارم تو باشی

اے دوست میں نے مانند عراقی اپنے دل کو تیری طرف اس لئے لگا رکھا ہے کہ کاش تو میرا محبوب اور دوست بن جائے۔

کِس قدر خوش نصیب وُہ آنکھ ہے جو تجھ کو دیکھ لے

خوشا دردے کہ درمانش تو باشی
خوشا راہیکہ پایانش تو باشی

اے دوست وہ درد کِس قدر اچھا ہے کہ جس کی دوا تو ہو۔ وہ راستہ کِس قدر اچھا کہ جس کی انتہا تو ہو۔

خوشا چشمے کہ رخسارِ تو بیند
خوشا جانے کہ جانانش تو باشی

کس قدر خوش نصیب ہے وہ آنکھ کہ جو تیرے چہرے کو دیکھ لے۔ اور کِس قدر خوش قسمت وہ جان ہے کہ جس کا محبوب تو ہو۔

خوشی و خرمی و کامرانی
کسے یابد کہ خواہانش تو باشی

حقیقی خوشی وخرمی بمقصدیابی وکامیابی اُس خوش نصیب انسان کو نصیب ہوتی ہے کہ جس کا چاہنے والا اور دوست تُو ہوتا ہے۔

ہمہ شادی وراحت باشد اے دوست
دراں خانہ کہ مہمانش تو باشی

اے دوست اُس گھر میں خوشی ہی خوشی راحت ہی راحت ہوتی ہے کہ جس گھر کا مہمان تو ہو۔

گل وگلزار خوش ناید کسے را
کہ گلزار وگلستانش تو باشی

اے دوست اُس شخص کو گل وگلزار سے کیا خوشی ہوسکتی ہے کہ جس شخص کا دل گل وگلزار تُو بن گیا ہو۔

مپرس از کفر وایمانِ کسے را
کہ ہم کفر وہم ایمانش تو باشی

اے محبوب اُس شخص کے کفر اور ایمان کے متعلق کیا پوچھتے ہو کہ جس کا کفر اور ایمان خود تُو ہے۔

عراقی طالب درد است دائم
بہ بُوئے آں کہ درمانش تو باشی

اے دوست ہمہ وقت اور ہمہ آن عراقی تیرے درد وغم کا طلبگار ہے۔ اس اُمید پر کہ ممکن ہے تو اس کے درد کی دوا بن جائے یعنی تو اس کو مل جائے۔

جب میں کعبہ شریف گیا تو مجھ کو حرم کے اندر جانیکی اجازت نہ ملی

صنمارہِ قلندر سزدار بہ من نمائی

کہ دراز و دور باشد رہ و رسم پارسائی

اے میرے صنم (میرے مرشد) کیا ہی اچھا ہو کہ آپ مجھ کو عشق و محبت کے راستے کی تلقین فرمائیں کیونکہ میں نے دیکھ لیا دوست تک پہنچنے کے لئے زہد و پارسائی دور و دراز کا راستہ ہے اور اس پر چل کر میں اپنے دوست تک نہیں پہنچ سکتا۔

چو بسوئے کعبہ رفتم بحرم رہم نہ دادند

کہ برونِ در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

کعبہ شریف پہنچکر جب میں نے حرم شریف کے اندر داخل ہونا چاہا تو مجھ کو اندر جانے کی اجازت نہ ملی بلکہ آوازیں آنے لگیں کہ تم نے باہر ہی کونسا اچھا کام کیا ہے کہ اندر آنا چاہتے ہو۔

بہ زمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد

کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدۂ ریائی

جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین نے پکار کر کہا کہ اے شخص تو نے اپنے ریائی سجدوں سے مجھ کو خراب کر دیا۔ الغرض مجھ کو کہیں سکون نہ ملا اور مجھکو کسی نے قبول نہ کیا۔

درِ دَیر چوں زدم من ز درون ندا برآمد

تو بیا بیا عراقی کہ ز خاصگان مائی

جب میں نے بتکدے (عارفانِ حق) کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آوازیں آنے لگیں۔ اے عراقی بے تکلف آجا تو ہمارے خواص میں سے ہے۔

تشریح جائے قیام عارفانِ حق کو علماءِ ظاہر بتکدہ کہتے ہیں کیونکہ یہ حضراتِ اہلُ اللہ تصوّر و رابطۂ شیخ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں جو کہ اقرب طُرقِ الی اللہ ہے مگر اہلِ ظاہر اس سے ناآشنا ہوتے ہیں جب میں نے اِن حضرات کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ان کے حضور پہنچا تو ان حضرات نے مجھکو سینے سے لگا لیا اور ایسی کرم نوازی فرمائی کہ حد و بس اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان کی شان یہ ہے۔

چوں تو پیوندی بداں شہ شہ شوی

ذرہ باشی ولیکن مہ شوی

جب تو اہلُ اللہ حضرات سے ملے گا تو یہ ایسے شہنشاہ ہوتے ہیں کہ تجھکو بھی بادشاہ بنا دیں گے اگرچہ تو مانند ذرہ ہوگا تو بھی تجھ کو چاند صفت بنا دینگے۔

مقالاتِ قُدوۃُ العاشقین حضرت شمس الدین محمد ملقب بہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

اے ساقی شرابِ محبّت پلا

الا یا ایُّھا السّاقی اَدِرْ کأساً وناوِلْھا

کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

اے ساقی (مرشد کامل) شرابِ محبّت کا دَور فرما اور اس بیکس کو ایک جام عطا فرما۔ کیونکہ ابتدائے راہِ عشق میں چلنا بہت آسان معلوم ہوا مگر اب سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

شبِ تاریک و بیمِ موج و گردابے چنیں ہائل

کجا دانند حالِ ما سُبکسارانِ ساحلہا

رات اندھیری ہے۔ لہراتی موجوں کا مقابلہ درپیش ہے۔ طغیانی کے باعث پے درپے بھنور کی لپیٹ میں ہُوں۔ میرے اِن خطرناک حالات کا اندازہ دریا سے دُور رہتے ہوئے دریا کے کنارے بسنے والوں کو کیونکر ہو سکتا ہے۔

بمے سجّادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسمِ منزلہا

اگر تجھ کو پیرِ مغاں (مرشد کامل) حکم دے کہ اپنی جائے نماز کو شراب میں ترکر دے تو بِلا خوف اس کے حکم کی تعمیل کر کیونکہ مرشد کامل راستے کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔

یہاں پر حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید کا واقعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ قبلہ حضرت مرزا صاحب نے ایک روز اپنے مرید سے جو عالم بھی تھے، فرمایا یہ سَو روپے لو اور آج طوائفوں کے محلّے میں چلے جاؤ۔ اور جا کر یہ کہنا مجھ کو ایسی چاہیئے جس کے پاس کوئی نہ گیا ہو۔ الغرض وہاں پہنچ کر ایسا موقع بن گیا جب مولانا نے ہاتھ بڑھانا چاہا تو مسمّاۃ نے بہ الحاح و زاری کہا میں فلاں مولانا کی بیوی ہوں میں میکے سے رخصت ہو کر سُسرال جا رہی تھی مجھ کو ڈاکوؤں نے یہاں پہنچا دیا۔ مولانا نے نشانی طلب کی انہوں نے اپنی انگوٹھی پیش کر دی۔ مولانا کو یقین ہو گیا کہ حقیقتاً یہ میری بیوی ہے۔ وہاں سے اُن کو لے کر گھر آ گئے اور پیر مرشد کی قدم بوسی فرما کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ ہے بمے سجادہ رنگیں کن۔

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

میرا تمام کام اپنی خود رائی و خود غرضی کے سبب حدِ بدنامی تک پہنچ گیا اور میں اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ اب اگر میں اِس بدنامی کو چھپانا بھی چاہوں تو کیونکر چھپ سکتا ہے جبکہ یہ واقعہ طشت از بام ہو گیا۔

حضوری گر ہمی خواہی ازو غافل مشو حافظ

متیٰ ما تلق من تہویٰ دعِ الدنیا واہملہا

اے حافظ اگر تم چاہتے ہو کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل ہو جائے تو پھر تمہیں چاہیئے کہ ایک آن بھی اس کی یاد سے غافل مت ہو۔ اور اگر تم واقعی

دوست کے وصل کے طلبگار ہو تو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کو خیرباد کہہ دے۔

اے انسان یہ جہانِ ناپائیدار تیری عیش گاہ نہیں ہے

بیا کہ قصرِ امل سخت سست بنیاد است

بیار بادہ کہ بنیادِ عمر بر باد است

اے مخاطب ذرا دھیان کر امیدوں کا محل بے بنیاد ہوتا ہے اس پر بھروسہ نہ کر۔ خدا و رسول کے محبت کی شراب سے اپنے دل و جان کو آشنا کر کیونکہ عمر کی بنیاد ہوا پر ہے۔ اور وہ کبھی ٹھہرتی نہیں۔

غلامِ ہمتِ آں زندِ عافیت سوزم

کہ ہر چہ رنگِ تعلق پذیرد آزاد است

میں اس مرد دانا کا غلام ہوں جو کہ آرام و آسائش کے ساز و سامان سے دستکش ہو گیا ہے اور ہر اس چیز سے کہ غلا و ملا پیدا ہو آزاد ہے۔

چہ گویمت کہ بمیخانہ دوش مست و خراب

سروشِ عالمِ غیبم چہ مژدہا داد است

میں تجھ کو کیا بتاؤں کہ کل رات جبکہ میں مستی کی حالت میں میخانے (حلقۂ درویشاں) میں تھا مجھ کو عالمِ غیب کے فرشتے نے کس قدر عمدہ خوشخبری سنائی۔

کہ اے بلند نظر شاہبازِ سدرہ نشیں

نشیمنِ تو نہ ایں کنجِ محنت آباد است

کہ اے دُور بیں شہباز تجھ کو اپنی قدر معلوم نہیں ہے تو تو سدرہ نشین ہے

یہ محنت سرائے دنیا تیرے رہنے کی جگہ نہیں ہے تو اس سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر۔

تُرا ز کنگرۂ عرش می زنند صفیر

ندانمت کہ دریں دامگہ چہ افتاد است

تجھ کو تیرے ساتھی پرندے عرش کے کنگروں سے مسلسل آوازیں دے رہے ہیں۔ نہ جانے اس دنیا کے جال میں تجھ کو کیا نظر آ رہا ہے کہ تو ادھر منہمک ہے اور اپنے ساتھیوں کی آواز کو نہیں سنتا۔

مجو درستیٔ عہد از جہانِ سست نہاد

کہ ایں عجوز عروسِ ہزار داماد است

اس بے بنیاد دنیا کے وعدوں پر دھوکہ نہ کھا کیونکہ یہ بڑھیا عورت تجھ جیسے ہزاروں دامادوں کی دلہن بن چکی ہے اور سب کو دھوکہ دے چکی ہے۔

فریبِ عشوۂ حسن از جہانِ پیر مخور

کہ ہر کہ کرد بوے اختلاط ناشاد است

اِس بوڑھی عورت دنیا کے حُسن و جمال سے دھوکہ نہ کھا کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ جس کسی نے اس سے دوستی کی پریشان ہی رہا۔

رضا بدادہ بدِہ وَ از جبیں گرہ بکشائی

کہ بر من و تو درِ اختیار نکشاد است

جو کچھ خدا کی طرف سے آئے اُس پر راضی ہو جا اور پیشانی پر بل تک نہ آنے دے کیونکہ ہم پر اور تم پر اختیار کا دروازہ بند ہے۔ یعنی ہم تم بااختیار نہیں ہیں کہ

جو چاہیں کریں اور جو چاہیں نہ کریں۔

دلا منال زبے داد و جورِ یار کہ یار
ترا نصیب ہمیں کردہ است ایں داد است

اے مخاطب دوست کے ظلم و زیادتی پر شور و غوغا نہ کر بلکہ یہ خیال کر کہ اس نے تیرے نصیب میں یہی لکھا ہے اور تجھ کو یہی دیا ہے۔

حسد چہ می بری اے سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطفِ سخن خدا داد است

اے بدمزہ نظم لکھنے والے شخص حافظ کے ساتھ تو حسد کیوں کرتا ہے۔ ارے بھائی اشعار کے اندر لطف پیدا کرنا اور دلوں میں جاذبیت پیدا کرنا یہ خداداد بات ہے۔ ہمارے اور تمہارے کسی کے بس کی بات نہیں۔

یہ وہ بارگاہِ عالی ہے کہ یہاں حاجت بیان کرنیکی ضرورت نہیں

خلوت گزیدہ را بتماشہ چہ حاجت است
چوں کوئے دوست ہست بصحرا چہ حاجت است

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے سب کو چھوڑ کر تنہائی اختیار کر رکھی ہے، اسکو اب کسی تماشہ گاہ میں جانیکی ضرورت نہیں کیونکہ اب اس کو دولتِ قرب کے عجائبات سے ہی فرصت نہ ملے گی اور جسے دوست کے کوچہ تک رسائی حاصل ہوگئی اس کو جنگلوں میں اِدھر اُدھر پھرنے کی حاجت نہیں۔

جاناں بحاجتے کہ ترا ہست باخدا
آخر دمے بپرس گدارا چہ حاجت است

اے دوست دریں صورت کہ تجھ کو دربارِ خداوندی میں شرف و بزرگی حاصل ہے۔ لِللہ اپنے اس چاہنے والے گدا سے بھی پوچھ کہ سوالی تجھے کیا چاہئے۔

اربابِ حاجتم و زبانِ سوال نیست
درحضرتِ کریم تقاضہ چہ حاجت است

میں ایک ضرورت مند شخص ہوں مگر سوال کرنے کی زبان نہیں رکھتا اور اپنا حالِ دل کسی پر آشکارا کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اے دوست تو کریم ہے اور کریم کے دربار میں حاجت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی پس کرم فرما۔

جامِ جہاں نما است ضمیرِ منیرِ دوست
اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت است

اے دوست آپ کا دل جام جہاں نما ر دنیا کی ہر چیز کو بتا دینے والا آئینہ ہے، پس یہاں احتیاج کے اظہار کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

اے پادشاہِ حسن خدارا بسوختیم
آخر سوال کن کہ گدارا چہ حاجت است

اے مملکتِ حسن کے شہنشاہ تجھے معلوم ہے کہ میں تباہ ہو چکا ہوں خدارا نظرِ کرم فرما کر پوچھئے کہ اے منگتا کیا چاہتا ہے۔

اے مدعی برو کہ مرا با تو کار نیست
احباب حاضر اند باعدا چہ حاجت است

اے دشمن تو ہمارے پاس سے چلا جا مجھ کو تجھ سے کوئی سروکار نہیں۔ جب ہمارے دوست حاضر ہیں تو تجھ دشمن سے میرا کیا کام۔

حافظ تو ختم کن کہ ہنر خود عیاں شود

با مدعی نزاع و محاکا چہ حاجت است

اے حافظ بات ختم کر۔ تمہارا ہنر و کمال خود ظاہر ہو جائے گا۔ دشمن سے نزاع و جھگڑنے کی حاجت نہیں۔

عزّت و احترام کا حصول عارفانِ حق کی خدمت پر موقوف ہے،

روضۂ خلدِ بریں ہمتِ درویشان است

مایۂ محتشمی خدمتِ درویشان است

عارفانِ حق کی توجہ اور ہمت کا ماحصل اور لُبِّ لُباب حصولِ استغنا ہے جو کہ خلد بریں کا لطف پیدا کرتا ہے۔ عزت و احترام کا حصول اِن درویشوں کی خدمت پر موقوف ہے۔

کنجِ عزلت کہ طلسماتِ عجائب دارد

فتحِ آں در نظرِ رحمتِ درویشان است

اللہ تعالیٰ کی ہمنشینی کے لئے گوشۂ تنہائی جو کہ طلسمات (جادو) کے مانند عجائبات کا مخزن ہے اسکا حصول عارفانِ باللہ کی نظرِ رحمت سے تعلق رکھتا ہے۔

قصرِ فردوس کہ رضوانش بدربانی رفت

منظرے از چمنِ نزہتِ درویشان است

جنت الفردوس کہ جس کی دربانی پر فرشتہ رضوان مامور ہے۔ درحقیقت وہ جنت درویشوں کے چمن کی بہاروں کا ایک معمولی سا منظر ہے۔

اے دل آنجا بادب باش کہ سلطانی مُلک

ہمہ از بندگی خدمتِ درویشان است

اے مخاطب عارفانِ باللہ کے حضور نہایت ہی ادب کا لحاظ رکھ۔ کیونکہ ملکوں کی بادشاہت اِن حضرات کی خدمت اور بندگی سے حاصل ہوتی ہے۔

آنچہ زر می شود از پرتوِ آں قلبِ منیر

کیمیائے است کہ در صحبتِ درویشان است

اے مخاطب وہ کیمیا جو کہ ان روشن دل حضرات کے عکس اور پرتَو سے سونا بنا دیتا ہے۔ وہ دراصل اِن حضرات کی ہمنشینی سے حاصل ہوتا ہے۔

حافظ از آبِ حیاتِ ابدی می طلبی

منبعش آں زخاک درِ درویشان است

اے حافظ اگر تم کو ہمیشگی کی زندگی کے لئے آبِ حیات کی تلاش ہے تو ذرا کان کھول کر سُن لو وہ آبحیات تم کو عارفانِ حق کے دروازے کی خاک سے نصیب ہوگا۔

کیا ہی اچھا ہو کہ مَیں خواب میں دوست کے جمال کا منظر دیکھ لوں

صبا اگر گذرے افتدت بہ کشورِ دوست

بیار نفحۂ از گیسوئے معنبر دوست

اے صبا اگر تیرا گذر دوست کے شہر کی جانب ہو تو دوست کی عنبر بیز زلفوں سے ایک پھایہ میری جان اور میرے دل کی تازگی کیلئے لے آ۔

بجانِ او کہ بشکرانہ جاں برافشانم

اگر بسوئے من آری پیامے از برِ دوست

مجھے اپنے دوست کی جان کی قسم، اے صبا اگر تو میرے دوست کے پاس سے کوئی پیغام میرے لئے لے آئے تو یقین کر اس کے شکرئے میں اپنی جان تجھ پر نثار کردوں گا۔

وگرچناں کہ دراں حضرتش نباشد بار

برائے دیدہ بیاور غبارے از درِ دوست

لو فرضنا اے صبا اگر تجھ کو دوست کے حضور تک پہنچنے کی اجازت نہ مل سکے اور دوست کی زلفوں سے معطر پھایہ لانے سے قاصر رہے تو پھر میری آنکھوں کے لئے تھوڑا سا غبار ہی درِ دوست سے لے آنا۔

منِ گدا و تمنائے وصلِ او ہیہات

مگر بخواب بہ بینم جمالِ منظرِ دوست

میں ایک کمتر گدا اور بیچون و بے چگون (بے مثل و بے مانند) دوست کے وصل کی تمنّا۔ کیا اچھا ہو کہ میں خواب ہی میں اپنے دوست کے جمال کا منظر دیکھ لوں۔

چہ باشد ار شود از بندِ غم دلش آزاد

چو ہست حافظِ کمتر غلام چاکرِ دوست

کیا اچھا ہو کہ حافظ کا دل غموں کی قیود سے آزاد ہو جائے کیونکہ وہ دوست کے غلاموں کا غلام ہے۔

بادشاہ لوگ فقیروں کی جانب بہت کم التفات فرماتے ہیں

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

وہ مخیّر و باکمال حضرات جو کہ ایک ادنیٰ توجہ سے مٹی کو کیمیا بنادیتے ہیں کیا ایسا ممکن ہے کہ اپنی کنکھیوں ہی سے سہی ایک نظر مجھ غریب کی طرف بھی دیکھ لیں۔

دردم نہفتہ بہ ز طبیبانِ مدّعی

باشد کہ از خزانۂ غیبش دوا کنند

جھوٹے طبیبوں سے درد کو چھپا کر رکھنا ہی بہتر ہے۔ اور اپنے درد کو کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے بہت زیادہ امید باقی رہتی ہے کہ اپنے خزانۂ غیب سے دوا عنایت فرمادیں۔

چوں حسنِ عاقبت نہ بہ رندی و زاہدی است

آں بہ کہ کارِ خود بعنایت رہا کنند

جب یہ معلوم ہے کہ حُسنِ خاتمہ کے لئے گمراہی اور پارسائی کی قید نہیں ہے یعنی بہت سے لوگ بظاہر گمراہ ہوں گے مگر جنت میں جائیں گے اور بہت سے لوگ بظاہر پارسا ہوں گے مگر دوزخ میں جائینگے۔ لہٰذا اپنے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کی عنایت کے سپرد کردینا ہی بہتر ہے۔

بے معرفت مباش کہ اندر مزید عشق

اہلِ نظر معاملہ با آشنا کنند

اے مخاطب اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان حاصل کرنے میں سستی نہ کر کیونکہ راہِ عشق میں ہمیشہ اہلِ نظر حضرات دوستوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرتے ہیں۔

حافظ مدام وصل میسّر نمی شود

شاہاں کم التفات بحالِ گدا کنند

اے حافظ ایّامِ وصال کو دوام حاصل نہیں ہے۔ اس کا خیال نہ کر۔ کیونکہ بادشاہ لوگ فقیروں کی طرف کم توجہ فرماتے ہیں۔

تیرے بادۂ لعل کے دیوانے ہی حقیقتاً عقلمند ہیں

غلامِ نرگسِ مست تو تاجدار انند

خراب بادۂ لعلِ تو ہوشیار انند

اے محبوب جو لوگ تیرے نرگسِ مست (آنکھوں) کے غلام و دیوانے ہیں دراصل وہی بادشاہ ہیں اور جو لوگ تیرے بادۂ لعل (ہونٹھوں کی سُرخی) کے شیدائی ہیں وہی عقلمند اور سمجھدار ہیں۔

نصیبِ ماست بہشت اے خدا شناس برو

کہ مستحقِ کرامت گناہگار انند

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم و فضل سے بہشت ہماری قسمت میں لکھدی ہے

اے واعظ ہمارے پاس سے چلا جا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مستحق سب سے زیادہ گنہگار ہی لوگ ہیں۔

بیا بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

اے مخاطب اللہ والوں کے میکدے (مجلسِ توجہ) میں آ اور اپنے چہرہ کو ارغوانی (سُرخ) بنالے۔ ظاہر پرستوں سے پرہیز کرو کیونکہ وہ سب گناہگار اور مکّار لوگ ہیں۔

تو دستگیر شو اے خضرِ پے خجستہ کہ من

پیادہ می روم و ہمرہان سوار انند

ای مرشدِ مبارک قدم، خضر صفت آپ لِلّٰہ میری مدد فرمائیے کیونکہ میں ایک غریب اور پا پیادہ سُست رفتار انسان ہوں اور میرے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہیں اور اڑے چلے جا رہے ہیں۔

رقیب درگذر و بیش ازیں مکن نخوت

کہ ساکنانِ درِ دوست خاکسار انند

اے مدعی شیطان اپنی بزرگی کی بڑ بتی میرے روبرو بیان نہ کر بلکہ سامنے سے چلا جا۔ کیونکہ دوست کے دروازے پر رہنے والوں کے لئے عاجزی و خاکساری ہی بہتر ہے۔

خلاص حافظ ازاں زلفِ تابدار مباد

کہ بستگانِ کمندِ تو رستگار انند

اے حافظ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زلفِ تابدار کی غلامی سے وابستگی کبھی بھی دور نہ ہو کیونکہ جو لوگ آپ کی زلفوں (غلامی) کے اسیر ہیں در اصل وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اے صبا نہایت ادب کے ساتھ میرا حال میرے محبوب تک پہنچا دے

صبا بلطف بگو آں غزالِ رعنا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادہ ما را

اے بادِ صبا اگر تیرا گذر میرے نوجوان ہرن صفت محبوب (پیارے مرشد) کی جانب ہو تو نہایت ادب واحترام سے کہنا کہ تیرا دیوانہ تیرے عشق و محبت میں جنگلوں میں مارا مارا پھر رہا ہے۔

غرورِ حسن اجازت مگر نہ داد اے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیبِ شیدا را

اے خوش رنگ گلاب صفت محبوب نہایت ہی تعجب ہے کہ تیرے حسن کے غرور نے اتنی بھی اجازت نہ دی کہ ایک بار ہی سہی اپنے عاشق بلبلِ شیدا کا حالِ زار معلوم کرتا۔

بشکر آں کہ توئی پادشاہِ کشورِ حسن
بیادِ آر غریبان دشت و صحرا را

اے محبوب حسن وجمال کے ملک کا تو ہی بادشاہ ہے اسکے شکرئے میں ہم جیسے غریبوں، جنگلوں، بیابانوں میں مارے مارے پھرنے والوں کی خبر لے۔

تو اپنا کام اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دے اور بے فکر ہو جا

دِلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند
دُعائے نیم شبی دفعِ صد بلا بکند

اے دل اپنے اندر حصولِ مقصود کے لئے تڑپ پیدا کر۔ یہ تیری تڑپ تیرے کاموں کو بآسانی بنا دے گی۔ اور آدھی رات کے بعد اٹھ کر دعا میں مشغول ہو یہ تیری دعا، تیری صدہا بلاؤں کو دُور کر دے گی۔

عتابِ یار پری چہرہ عاشقانہ بکش
کہ یک کرشمہ تلافیٔ صد جفا بکند

اے مخاطب اپنے حسین دوست (مرشد) کی سختیوں کو برداشت کر کہ اس کا ایک کرشمہ (فیضِ روحانی) تیری سینکڑوں سختیوں اور تمناؤں کے لئے تلافی کا سبب بن جائے گا۔

طبیب عشق مسیحا دم است و مشفق ولیک
چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند

اے مخاطب یقیناً عشق کا طبیب (مرشد) مسیحا صفت ہے اور نہایت مہربان لیکن جب تک تیرے اندر درد پیدا نہ ہو وہ بیچارہ کس چیز کا علاج کرے۔

زملک تا ملکوتش حجاب بردارند

ہر آں کہ خدمتِ جامِ جہاں نما بکند

ہر اس شخص کے جسم سے لے کر عالمِ ملکوت (عالم فرشتگان) تک جس قدر حجابات ہیں سب کو اٹھا دیں گے۔ جو کہ جام جہاں بیں (اہلِ دل) حضرات کی خدمت کرے گا۔

تو با خدائے خود انداز کار و دل خوش باش

کہ رحم اگر نکند مدّعی خدا بکند

اے مخاطب تو اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور دل خوش رکھ اگر تیرا دشمن (نفس) تجھ پر رحم نہیں کھاتا نہ کھائے۔ پرواہ نہ کر۔ یقیناً تجھ پر اللہ تعالیٰ رحم کھائے گا اور تیری تمام مشکلات آسان فرما دے گا۔

دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند

دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند

گلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

کل رات میں نے دیکھا کہ ملائکہ نے میخانہ کا دروازہ کھولا اور حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش کے لئے مٹی اور پانی کو گوندھ کر حضرت آدم علیہ السّلام کے پتلے کو تیار کیا گیا۔ یعنی روزِ اوّل بحکمِ خداوندی عشق و محبت کے بازار کو فروغ دینے کے لئے حضرت آدم علیہ السّلام کو عرصۂ وجود میں لایا گیا۔

ساکنانِ حرم سترِ عفافِ ملکوت

بامنِ راہ نشیں بادۂ مستانہ زدند

عالمِ ملکوت کے رہنے والے پاک اور طاہر فرشتوں نے مجھ دیوانے کے ساتھ بادہ نوشی کی اور ہمارے ساتھ دوستی و محبت کا اظہار کیا۔

شکرِ ایزد کہ میانِ من و او صلح فتاد

حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صلح واقع ہو گئی یعنی اس نے ہمارے سامنے اپنی امانت پیش کی ہم نے اس کے اٹھانے کا اقرار کیا۔ اس بات پر دنیا اور آخرت کے کاروبار کا راستہ کھل گیا اس خوشی میں حورانِ جنت نے رقص کیا اور شکرانے کی محفلیں سجائیں۔

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

اللہ تعالیٰ کی اس امانت (اوامر و نواہی کی تعمیل) کا بوجھ کہ جس کو آسمان، زمین اور پہاڑ نہ اٹھا سکے اور انکار کر دیا۔ اس فال کی قرعہ اندازی میں مجھ دیوانے کا نام نکل آیا۔ اور مجھ کو اس بوجھ کے اٹھانے کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔

جنگِ ہفتاد و دو ملّت ہمہ را عذر بنہ

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

بہتّر فرقوں کی جنگ کو معاف کر دو اور اس طرف زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ راہِ حقیقت سے وہ لوگ آشنا نہیں ہو سکے اور افسانے کے طریق پر گامزن ہیں۔

مابصد خرمنِ پندار زرہ چوں نرویم

چوں رہِ آدم بیدار بیک دانہ زدند

ہم غرور اور تکبر کے سینکڑوں خرمن (کھلیان) رکھتے ہوئے اگر راستے سے بہک جائیں تو جائے تعجب نہیں۔ جبکہ حضرت آدم دانا سے ایک دانے کے باعثِ لغزش واقع ہوگئی۔

کیمیائیست عجب بندگیٔ پیرِ مغاں

خاک اوگشتم وچندیں درجاتم دادند

پیرِ مغاں (مرشد) کی خدمت عجیب وغریب کیمیا ہے۔ میں بسلسلۂ خدمت اُن کے پیروں کی خاک بن گیا۔ انہوں نے مجھ کو صدہا مراتب عطا فرمادئے۔

علی الصبح بادِ صبا سے اپنی دِلی پریشانیوں کو بیان کر رہا تھا

سحر با باد می گفتم حدیثِ آرزومندی

خطاب آمد کہ واثق شو بالطافِ خداوندی

اے مخاطب بوقتِ صبح میں اپنی آرزوؤں کے متعلق حضورِ الٰہی میں عرض پرداز تھا بارالٰہا مجھ کو یہ چاہیئے مجھ کو وہ چاہیئے۔ حضورِ خداوندی سے حکم آیا اے فلاں ذرا سوچ۔ جو کچھ ہم نے تجھ پر لطف ومہربانی کر رکھی ہے ابھی اس کا بھی شکر تجھ سے ادا نہیں ہوسکا۔ لہٰذا الطافِ خداوندی پر راضی ہوجا۔

دعائے صبح و آہِ شب کلیدِ گنجِ مقصود است

بایں راہ وروش می رو کہ با دلدار پیوندی

اے مخاطب علی الصبح کی دعا اور نصف رات کے وقت کی گریۂ وزاری اپنے مقصود کے خزانے تک پہنچنے کی چابی ہے۔ تو اس طور وطریقے پر چلتا رہ تاکہ اپنے دلدار (مقصود) کو پالے۔

دل اندر زلفِ لیلیٰ بند وکارِ عشق مجنوں کن

کہ عاشق را زیاں دارد مقالاتِ خردمندی

اے مخاطب اپنے دل کو لیلیٰ (مرشد) کی زلفوں میں باندھ لے اور مجنوں جیسا کام کر یعنی اپنے مقصود کے حصول کے لئے یکسو ہو کر کام کر کیونکہ طالب کیلئے عقلمندی کی باتیں نقصان دہ ہیں۔

جہانِ پیر رعنا را مروّت در جبلّت نیست

زمہرِ او چہ می خواہی در و ہمت چہ می بندی

اس جہانِ پیر (دنیا) کی سرشت وعادت میں وفاداری اور مروّت نہیں ہے۔ تو اس کی محبت سے کیا چاہتا ہے۔ اور اس کی جانب تو ہمہ تن کیوں متوجہ ہے۔

مَیں تجھ سے بہت دُور ہوں اور خدا کرے کوئی تجھ سے دُور نہ ہو

ہر چند دورم از تو کہ دور از تو کس مباد

لیکن ہنوز وصل توام عنقریب ہست

اے مولائے من اگرچہ میں تجھ سے دُور ہوں اور خدا کرے کوئی بھی تجھ سے دُور نہ ہو۔ مگر چونکہ تیری طرف سے یہ مژدہ حاصل ہے کہ اے بندے میں تیرے قریب ہوں۔

لہٰذا عنقریب ہی میں تیرے وصل کا اُمیدوار ہوں۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

یہ امرِ حق ہے کہ عاشق کون ہوا کہ اس کے یار نے اس پر نظرِ کرم نہیں فرمائی
اِس حقیقت سے یہ بات روشن ہوجاتی ہے کہ درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب
ضرور ہے۔ بقولِ اقبالؒ ؎

میں تو مائل بہ کرم ہوں کوئی سائل ہی نہیں ٭ راہ دکھلاؤں کسے رہروِ منزل ہی نہیں

در عشق خانقاہ وخرابات فرق نیست
ہر جا کہ ہست پرتو روئے حبیب ہست

جو شخص درحقیقت اللہ تعالیٰ کے عشق کا دیوانہ ہے اس کے لئے خانقاہ
اور بتخانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی دوربین نگاہوں میں جو کچھ بھی
ہے دوست کے چہرے کے پرتو سے خالی نہیں ہے ؎

بہر سو جلوۂ دلدار دیدم ۔ ترجمہ میں نے ہر طرف دوست کا جلوہ دیکھا
بہر چیزے جمالِ یار دیدم ۔ ترجمہ میں نے ہر چیز میں دوست کا جمال دیکھا

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصۂ عجیب وحدیثے غریب ہست

حافظ کی پکار محض بیکار وبیہودہ نہیں ہے بلکہ حقیقت رکھتی ہے۔ تم ادھر غور کرو یا نہ
کرو۔ سُن لو جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں نہایت ہی عجیب معاملہ اور سوچنے کا قصہ ہے۔

جب تک جان نہ دوگے دوست تک نہ پہنچوگے

تا صد ہزار خار نمی روید از زمیں
از گلبنے گُلے بہ گلستاں نمی رسد

جب تک اِس زمین کے کسی خطّے سے لاکھوں کانٹے نہیں اُگتے کسی گلاب
کے پودے سے ہنستا ہوا گلاب کا پھول نہیں کھلتا۔ یعنی ہزاروں کوششوں کے
بعد کامیابی وکامرانی کا دن دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔

حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی
ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمی رسد

اے حافظ صبر سے کام لے۔ کیونکہ راہِ عشق میں کوئی بھی اپنے معشوق کو حاصل
نہیں کرسکا جب تک اس نے اپنی جان کی بازی نہ لگادی ہو۔

جب تک خود بینی میں گرفتار رہوگے معرفت حاصل نہ ہوگی

تا فضل وعلم بینی بے معرفت نشینی
یک نکتہ ات بگویم خود را مبیں کہ رستی

جب تک تو اپنے فضل اور علم کے نشے میں رہیگا معرفتِ خداوندی سے بے بہرہ
رہیگا۔ میں تجھ کو ایک نکتہ بتلاتا ہوں اپنی خودی کے لبادے کو اتار کر پھینک دے،

تاکہ

تجھ کو معرفت کی محرومی سے نجات مل جائے۔

باضعف و ناتوانی ہمچوں نسیم خوش باش
بیماری اندریں رہ خوشتر ز تندرستی

اے مخاطب اگر تو کمزور اور بے طاقت ہے۔ فکر نہ کر بلکہ نسیم سحری کے مانند خوش وخرم رہ۔ کیونکہ راہِ درویشی میں بیماری تندرستی سے بہتر ہے۔

حصولِ کمال بہ مشکل نصیب ہوتا ہے

بنال بلبل اگر با منت سر یاری است
کہ ما دو عاشق زاریم و کار ما زاری است

اے مخاطب اگر تو میرے ساتھ دوستی کا خیال رکھتا ہے تو تجھ کو چاہئے کہ نالہ وزاری میں لگ جا۔ کیونکہ ہم اور تم دونوں دوست کے طلبگار ہیں پس ہم دونوں کا کام آہ وزاری کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دراں چمن کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست
چہ جائے دم زدنِ نافہ ہائے تاتاری است

اے مخاطب جس چمن میں دوست کی زلفوں سے معطر ہو کر ہوائیں چل رہی ہیں تو پھر اس باغ میں مشکِ تاتار کی کیا وقعت ہو سکتی ہے یعنی جس صاحبدل کو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہے اس کے نزدیک کسی ایسی ویسی چیز کی کیا قدر وقیمت۔

بیار بادہ کہ رنگیں کنیم جامۂ زرق
کہ مست جامِ غروریم و نام ہشیاری است

اے ساقی (مرشد کامل) مجھ کو شرابِ محبت عنایت فرما تاکہ میں اس مکاری والے

لباس کو لباسِ حقیقت سے بدل دوں۔ ورنہ میرا حال تو یہ ہے کہ سراپا مغرور ہوں اور کہتا یہ ہوں کہ بڑا پارسا ہوں۔

بر آستانِ تو مشکل تواں رسید آری
عروج بر فلکِ سروری بدشواری است

اے دوست تیری بارگاہِ عالی تک رسائی حاصل کرنا بہت مشکل کام ہے۔ ہاں بیشک کامیابی کے آسمان تک پہنچنا بہت دشوار امر ہے۔

اے محبوبوں کے بادشاہ غمِ تنہائی سے فریاد ہے

اے پادشہِ خوباں داد از غمِ تنہائی
دل بے تو بجاں آمد وقت است کہ باز آئی

اے محبوبوں کے محبوب (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کے بغیر غمِ تنہائی سے میری فریاد ہے۔ دل کی حالت قریب المرگ ہے۔ کیا اچھا ہو کہ آپ تشریف لائیں۔

اے دردِ تو اَم درماں در بسترِ ناکامی
وے یادِ تو اَم مونس در گوشۂ تنہائی

اے میرے محبوب آپ سے دوری کی حالت میں آپ کی تڑپ میرے دل کی دوا ہے اور آپ کی یاد میری اس تنہائی میں میری غمخوار ہے۔

حافظ شبِ ہجراں شد بوئے خوشِ صبح آمد
شادیت مبارکباد اے عاشقِ شیدائی

اے حافظ ہجر کی کالی رات ختم ہوئی، کامیابی کی صبح کی مبارک خوشبو آنے لگی عاشقِ شیدا تجھ کو یہ خوشی مبارک ہو۔

از مقالاتِ حضرت میر محمد افضل خدانما رحمۃ اللہ علیہ

زندگی نام ہے محبوب کی بندگی کا

زندگی چیست بگو بندۂ جاناں بودن
دل بدست دگرے دادن وحیراں بودن

اپنے محبوب کا مکمل طور پر غلام بن جانا ہی زندگی ہے۔ اپنے دل کو محبوب کے سپرد کر دینا اور اس کے حضور بے اختیار ہو جانا حاصلِ زندگی ہے۔

عاشق آنست کہ چوں یوسف کنعاں در عشق
غرق درچاہ شدن قیدیٔ زنداں بودن

عاشق اسے کہتے ہیں کہ جو مثلِ یوسف علیہ السّلام راہِ عشق میں کنوئیں میں غرق ہونے اور قید زنداں سے دریغ نہ کرے۔

عاشق آنست کہ در عشق مثالِ منصور
بر سرِ دار شدن بسمل وقرباں بودن

مردِ عاشق کی یہ شان ہے کہ حضرت منصور کے مانند بر سرِ دار ہونے اور جان دینے کی پرواہ نہ کرے۔

عشق آنست کہ در عشق بکوئے جاناں
خاک درخاک شدن بے سر و ساماں بودن

عشق اسے کہتے ہیں کہ بحالتِ عشق محبوب کے کوچے میں خاک درخاک ہو جائے اور بے سر و سامان ہو جائے۔

ہست افضل بہ چنیں رسم بعشقِ جاناں
خویش راکشتن وجاں دادن و بے جاں بودن

اے افضل عشقِ محبوب میں یہی رسم چلی آرہی ہے کہ اپنے کو ہلاک کر دے۔ جان دے دے اور بے جان ہو جائے۔

نغمۂ بلبلِ شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر ؛ اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مقالات

علّامہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن نورالدین جامی رحمۃ اللہ علیہ

نعت شریف

تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یارسول اللہ
دلم پُردرد آوارہ زِعصیاں یارسول اللہ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے غمِ ہجر میں میرا تن ناکارہ اور میری جان پارہ پارہ ہوگئی۔ میرا دل گناہوں کے سبب غم واندوہ میں مبتلا ہو کر بالکل بیکار ہو گیا۔

چو سوئے من گذر آری منِ مسکیں زِ ناداری

فدائے نقشِ نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر میرا نصیبہ بیدار ہو جائے اور آپ مجھ نادار مسکین کی طرف تشریف لے آئیں، میرے پاس تو کوئی شئے ایسی نہیں کہ جسکو حضور عالی کے روبرو پیش کرسکوں مگر ہاں جس مقام پر آپکے نعلین پاک کا نشان پڑے گا میں ضرور اس پر اپنی جانِ مشتاق نثار کردوں گا۔

زِ کردۂ خویش حیرانم سیہ شد روزِ عصیانم

پشیمانم پشیمانم پشیماں یا رسول اللہ

جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر سخت پریشان ہوں۔ گناہوں کے باعث میرا چہرہ سیاہ ہوگیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بیحد شرمندہ ہوں میں نہایت ہی شرمندہ ہوں، میں از حد شرمندہ ہوں۔

زجامِ حُبّ تو مستم بہ زنجیرِ تو پابستم

نمی گویم کہ من ہستم سخنداں یا رسول اللہ

میں آپ کی شرابِ محبت سے مست ہوں اور آپ کی زنجیرِ غلامی کا پابند ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میں یہ نہیں کہتا کہ مجھ کو کچھ آتا ہے یا میں کسی کام کے لائق ہوں۔

چو بازوئے شفاعت را کشائی بر گنہگاراں

مکن محروم جامی را دراں دم یا رسول اللہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آپ گنہگاروں کی شفاعت کیلئے

بحضورِ پروردگار کمرِ ہمت باندھیں تو جامی گنہگار کی آپ سے یہ التجا ہے کہ اُس حالتِ پریشانی میں مجھ کو فراموش نہ فرمائیں۔

زِ رحمت یک نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ

زِ رحمت یک نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ

غریبم بے نوایم۔ خاکسارم یا رسول اللہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حالِ زار کی طرف ایک نظرِ کرم فرمائیے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بے سہارا ہوں۔ میں مفلس ہوں۔ میں بے وقعت ہوں۔

توئی تسکینِ دل آرام جاں صبر و قرارِ من

رُخِ پر نور بنما بے قرارم یا رسول اللہ

آپ ہی میرے دل کے لئے باعثِ تسکین ہیں۔ آپ ہی میرے لئے آرامِ جان ہیں۔ آپ ہی میرا صبر و قرار ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہایت ہی بے چین ہوں۔ اپنے چہرۂ مبارک کی زیارت سے مشرف فرمائیے۔

دمِ آخر نمائی جلوۂ دیدار جامی را

زلطفِ تو ہمی امید دارم یا رسول اللہ

بوقتِ نزع اپنے دیدارِ پاک سے جامی کو مشرف فرمائیے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے لطف و کرم سے ہم ایسی ہی امید رکھتے ہیں۔

اے خاکِ رہِ تو عرش را تاج

اے خاکِ رہِ تو عرش را تاج
یک پایہ ز قدرِ تست معراج

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہی کے پائے مبارک کی خاک عرشِ معلّٰی کی عزت افزائی کے لئے تاج کے مانند ہے اور واقعۂ معراج آپکی رفعتِ شان کا ایک ادنیٰ سا حصّہ ہے۔

تو دُرِّ یتیمی و تُرا جائی
برتر ز ہمہ چو دُرِّ التّاج

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یگانہ موتی کے مانند ہیں اور آپ کا مقام تمام بنی نوعِ انسان میں بلند و بالا ہے جس طرح تاج شاہی میں منقش کیا ہوا ایک لولو موتی

فخرِ تو بہ فقر و تاجِ داراں
آوردہ بہ فرق بردرت باج

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ آپ کی علوِ شان کے لئے حد و بس ہے مگر تمام بادشاہانِ وقت اپنے سروں پر خراج لئے ہوئے آپ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں۔

در تیرہ شبِ ضلالِ خذلاں
نورِ تو شد سراج وہّاج

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گمراہی و تباہی کی رات کی تاریکی

میں آپ کا نور جگمگاتے ہوئے روشن آفتاب کی مانند جلوہ گر ہوا۔

بر روئے زدہ کفِ خجالت
باجودِ کفِ تو بحرِ موّاج

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ آپ کے جُود و سخا والے ہاتھوں کو دیکھ کر ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر نے شرمندہ ہو کر اپنے چہرے کو چھپا لیا ہے۔

مشتاقِ رہِ ترا مغیلاں
در زیرِ قدم حریر و دیباج

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی زیارت کرنے والوں کے راستے میں ببول کا کانٹا بھی ایسا ہے، جیسے ریشم و دیباج

جامی کہ زنند بادِ عصیاں
شد خرمنِ طاعتش بتاراج

بیچارہ جامی کہ جس کی طاعت و عبادت کے خرمن (کھلیان) کو معصیتوں کی بادِ صرصر (آندھی) نے تباہ و برباد کر دیا ہے۔

اکنوں رہِ معذرت گرفتم
مسکیں بہ شفاعتِ تو محتاج

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچارہ جامی اب ایسی مشکلات میں پھنسے ہوئے ہزارہا معذرت کے ساتھ مسکین کے مانند آپ کی شفاعت اور عنایت کا محتاج ہے۔

مارِ معین چیست خاکِ پائے محمدؐ

مارِ معین چیست خاک پائے محمدؐ

حبلِ متیں رقبہ وِلائے محمدؐ

مارِ معین وہ پانی جو خاک کی گہرائی سے نکل کر پیاسوں کی پیاس کو بجھاتا ہے۔ تم جانتے ہو وہ کیا چیز ہے سنو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاکِ پا ہے۔
اور حبل متین (مضبوط رسّی) کیا ہے سنو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہے۔

خِلقتِ عالم برائے نوعِ بشر شد

خِلقتِ نوعِ بشر برائے محمدؐ

تمام جہان کی پیدائش بنی نوعِ انسان کے لئے ہوئی اور بنی نوعِ انسان کی پیدائش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئی۔

سودہ ہمہ قدسیاں جبینِ ارادت

برتہِ نعلین عرش سائے محمدؐ

عالمِ ملکوت کے تمام فرشتوں نے اپنی ارادت (گرویدگی) کی پیشانی کو حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش پر جانے والے نعلین پاک (جوتیوں) پر لا

عروۂ وُثقیٰ بس است دین ودل را

رشتۂ از گوشۂ ردائے محمدؐ

اے جامی دین اور دل کی مضبوطی کے لئے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ردائے مبارک (چادر) کے گوشے کا ایک تار ہی کافی دوائی ہے۔

حدِ ثنائش بجز خدا کہ شناسد

من کہ و اندیشۂ ثنائے محمدؐ

آپ کی تعریف و توصیف کی حد کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون جانتا ہے۔
میں کون ہوتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے لئے سوچوں۔

جانِ محمدؐ درونِ خلوتِ جان است

نیست مرا دیگرے بجائے محمدؐ

میری جان کی خلوت گاہ میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے۔
اب مجھ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے کسی اور کی حاجت نہیں ہے۔

حرزِ اماں چیست نعت و نامِ محمدؐ

حرزِ اماں چیست نعت و نامِ محمدؐ

صلِّ علےٰ سیّدِ الانام محمدؐ

اے دوستو وہ تعویذ کہ جو تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات دلا دے تم جانتے ہو وہ کیا ہے سن لو وہ حضرت جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعتِ پاک اور آپ کا نامِ پاک ہے۔ اے اللہ تعالیٰ دونوں جہان کے سردار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمتیں بھیج۔

بہرہ نیابی ز ذوقِ مشربِ مستاں

تا نہ چشی جرعۂ زجامِ محمدؐ

اے مخاطب عشق رکھنے والوں کے مشرب سے تجھ کو کوئی ذوق حاصل

نہ ہوگا جب تک حضرت جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میخانۂ معرفت سے ایک گھونٹ نہ پی لے۔

چرخِ بریں باہمہ مدارجِ رفعت

ہست یکیں پایہ از مقامِ محمد

یہ آسمان باوجود اس قدر بلند و بالا ہونے کے حضرت جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقاماتِ عُلیا کے مقابل ایک بالکل معمولی سا مرتبہ رکھتا ہے۔

پیکِ نسیمِ شمال لے شدہ محرم

در حرمِ جاہ واحترامِ محمد

اے شمال کی جانب سے صبح کے وقت چلنے والی ٹھنڈی ہوا تو ہمارا بہترین قاصد ہے جب جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ تک تجھ کو رسائی ہو۔

بہرِ خدا چوں بعزِّ عرض رسانی

از قبلِ بیدلاں سلامِ محمد

خدا کے واسطے جب تو حضرت جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کا سلام حضور کے دربار میں پیش کرے۔

شرح کنی افتقار و عجز رہے را

باکرمِ خاص ولطفِ عامِ محمد

اے نسیمِ شمال خدارا جب تو حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لطفِ عام اور کرمِ خاص دیکھے تو اس وقت اس بارگاہِ عالی میں نرم نرم لہجوں میں

ہم جیسے فقیروں اور عاجزوں کا حالِ زار بھی بیان کر دے۔

بو کہ درآیم بدیں وسیلۂ دولت

در کنف ظلِّ اہتمامِ محمد

بہت ممکن ہے کہ تیرے وسیلے کی بدولت چونکہ کرمِ خاص اور لطفِ عام ہو رہا ہے حضرت جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام کے سائے میں ہم بھی دولتِ حاضری سے مشرف ہونے میں کامیاب ہو جائیں۔

صُبحِ ہُدیٰ تافت از جبینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صبحِ ہُدیٰ تافت از جبینِ محمد

عرصۂ دنیا گرفت دینِ محمد

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے ہدایت کی صبح طلوع ہوئی۔ تمام دنیا کے میدان کو آپ کے دین نے اپنی گرفت میں لے لیا۔

گشتہ بفحوائے مَا رَمَیْتَ ہویدا

سرِّ یدُ اللہ ز آستینِ محمد

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (نہیں کنکری پھینکی جب کنکری پھینکی آپ نے) اس کا بھید آپ کی آستین مبارک سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

از پس و پیش ہرچہ بودہ و باشد

دیدہ عیاں چشمِ تیز بینِ محمد

جو کچھ پہلے ہو چکا یا جو کچھ بعد میں ہو گا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی تیز بین (دور بیں) نگاہوں نے ظاہر و باہر طور پر دیکھ لیا۔

نقد ہمہ کائنات آمدہ قاصر
از ثمنِ گوھرِ ثمینِ محمدؐ

تمام جہان کے نقد کی کوئی وقعت نہیں حضرت جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک بیش بہا گوہر کے سامنے۔

تخت نشینانِ تاج بخش کشیدہ
باج گدایان رہ نشینِ محمدؐ

تاج بخشنے والے بادشاہوں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں بیٹھنے والے آپ کے گداؤں نے خراج وصول کیا۔

غیر جہاں آفریں کس نہ شناسد
در دو جہاں حدِّ آفرینِ محمدؐ

دنیا کے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے سوا دونوں جہاں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حد کمالیہ کو کوئی نہیں جانتا پہچانتا۔

لیس کلامے یفی بنعتِ کمالہٖ
صل الٰہی علے النبی وآلہٖ

میرا کلام آپ کی صفاتِ کمالیہ کو پورا نہیں کر سکتا۔ اے اللہ تعالیٰ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پاک پر۔

مطلعِ صبحِ صفاست رُوئے محمدؐ

مطلعِ صبحِ صفاست رُوئے محمدؐ
منبعِ احسان ولطف خُوئے محمدؐ

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور بزرگی کے ظہور کا اولین مقام ہے اور آپ کے شمائل (خو و خصلت) کرم واحسان کے منبع ہیں۔

سلسلۂ کائنات را سببے نیست
جز شکن زلفِ مشکبوئے محمدؐ

تمامی کائنات کی پیدائش کا کوئی سبب اس کے سوا نہیں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکبو زلفوں کی خوشبو سے تمام جہان کو معطر کیا جائے۔

بادِ صبا اے رسولِ یثرب وبطحا
خیز و قدم نہ بہ جُستِ وجوئے محمدؐ

اے یثرب وبطحا کی جانب پیغام لے جانے والی بادِ صبا اُٹھ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں قدم آگے بڑھا۔

بر رُخم از خونِ دلِ دُور رواں بیں
تحفہ رساں ایں دُرود سُوئے محمدؐ

بادِ صبا اے قاصد یثرب وبطحا اس دلِ دُور سے میرے چہرے پر خون بہتا ہوا دیکھ اِسکی اطلاع اور میرے اِس دُرود کا تحفہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا دے۔

چشم رمد دیدہ بر ہست کرم کن
کحل جلالی ز خاکِ کوئے محمدؐ

اے بادِ صبا میری دکھتی ہوئی بیمار آنکھ تیرے راستے پر نگاہ جمائے ہوئے منتظر ہے کرم کر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچے کی خاک کا سرمۂ ضیاء بخش میری آنکھوں کے لئے لے آ۔

مرہم راحتِ جراحت دگراں را
جانِ من و داغ آرزوئے محمدؐ

زخموں سے آرام دلانے والا مرہم اور لوگوں کو مبارک ہو۔ میری جان کے لئے تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرزو کا داغ اور زخم کافی ہے۔

دولتِ جامی بس ایں کہ می گذارند
عمرِ گرامی بگفت وگوئے محمدؐ

اِس مسکین جامیؔ کی دولت تو بس اِس قدر کافی ہے کہ اس کی عمر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں گذر جائے۔

لیس کلامی یفی بنعتِ کمالہٖ
صلِّ الٰہی علی النبیِّ وآلہٖ

میرا کلام آپ کی صفاتِ کمالیہ کو پورا نہیں کرسکتا۔ اے اللہ تعالیٰ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر۔

سلام بحضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سلامٌ علیک اے نبیِ مکرّم
مکرم تر از آدم و نسلِ آدم

اے نبیِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر ہزار ہا درود اور سلام ہوں آپ حضرت آدم اور کُل نسلِ آدم سے مکرم تر ہیں۔

سلامٌ علیک اے ز آبائے علوی
بصورت مؤخر بمعنٰی مقدّم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اہلِ آسمان کی طرف سے سلام ہو۔ آپ بظاہر مؤخر ہیں مگر سب پر مقدم ہیں۔

سلامٌ علیک ز آبائے فطرت
طفیلِ وجودِ تو ایجادِ عالم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر تمامی کائنات کی مخلوقات کی طرف سے سلام ہو کیونکہ آپ کی بدولت ہی اس عالم کی ہر شئے ظہور میں آئی ہے۔

سلامٌ علیک اے ز اسمائے حسنیٰ
جمالِ تو آئینۂ اسمِ اعظم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف سے سلام ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے جمال کی رہنمائی کے لئے آپ ہی آئینہ ہیں

سلامٌ علیک اے بملکِ رسالت
ترا خاتم المرسلیں نقشِ خاتم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر ہزارہا درود اور سلام ہوں کیونکہ مملکتِ رسالت میں خاتم المرسلین کا نقش آپ ہی کو ملا ہے۔

سلامٌ علیک اے ثناسا بصد سر
کہ رُوح الامیں در یکے نسبت محترم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی کو ایسی رفعتِ شانی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزاروں رازوں سے آپ واقف ہیں اور حضرت جبرئیل باوجود مقربِ بارگاہ ہونے کے اُن میں سے کسی سے بھی باخبر نہیں۔

سلامٌ علیک اے زِ ابرِ نوالت
مرا کشت زارِ امل سبز و خرم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی جود و بخشش کے سبب ہماری امیدوں کا کھیت سرسبز و شاداب ہے۔

ہزاراں تحیّت زِ حق باد فائض
بروحِ تو و آل و صحبِ تو ہردم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاکھوں درود اور سلام حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے آپ کی روحِ مبارک۔ آپ کی آل پاک۔ آپ کے اصحاب کرامؓ ہردم و ہرآن فائض ہوں۔

اَحِنُّ شَوْقًا اِلٰی دِیَارٍ لَقِیْتُ فِیْهَا جَمَالَ سَلْمٰی

احن شوقا الی دیار لقیت فیہا جمالِ سلمٰی
کہ می رساند ازاں نواحی نوید لطف بجانبِ ما

میرا شوق بے چین کئے ہوئے ہے اس شہر کی جانب جہاں پر میں نے اپنے محبوب کا جمال دیکھا ہے۔ کیونکہ اس طرف سے ہر آن لطف و محبت کے پیغام کی خوشبوئیں چلی آرہی ہیں۔

بوادیٔ غم منم فتادہ زمامِ فکرتُ دستِ دادہ
نہ بخت یاور نہ عقل رہبر نہ تن توانا نہ دل شکیبا

میں غم کی وادی میں آکر پھنس گیا ہوں۔ سوچ اور سمجھ کا دامن ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ اب اس وقت میرا یہ حال ہے کہ نہ نصیب ساتھ دے رہا ہے، نہ تن میں سکت باقی ہے نہ دل میں صبر رہ گیا ہے۔

زہے جمال تو قبلۂ جاں حریم کوئے تو کعبۂ دل
فانْ سجدنا الیک نسجد وانِ سعینا الیک نسعٰی

کیا خوب آپ کا جمالِ پاک ہماری جان کا قبلہ ہے۔ آپ کی گلی ہمارے دل کا کعبہ ہے۔ اگر ہم سجدہ کرتے ہیں تو آپ کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور اگر کوشش کرتے ہیں تو آپ کی طرف۔

بکت عُیونی علیٰ شیونی فسار حالی ولا اُبالی
کہ دانم آخر طبیبِ وصلت مریض خود را کند مداوا

میری آنکھیں میری حالت پر روتی ہیں۔ میرا بُرا حال ہوگیا ہے لیکن مجھے پرواہ نہیں کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تیرے وصل کا طبیب اپنے مریض کا یقیناً علاج کرے گا۔

اگر بجورم برآوری جاں وگر بہ تیغم بیفگنی سر
قسم بجانت کہ بر ندارم سرِ ارادت زخاکِ آں پا

اے میرے محبوب خواہ تو میری جان پر ظلم کرے یا اپنی تلوار سے میرا سر جُدا کر دے مگر اے دوست تیری جان کی قسم میں اپنی ارادت (گرویدگی) کا سر تیرے آستانے سے باہر نہ رکھوں گا۔

بہ ناز گفتی فلاں کجائی چہ بود حالت دریں جدائی
مَرِضتُ شوقاً و مِتُّ ہجراً فکیف اشکوا الیک شکوا

اے دوست تو نے ناز کے ساتھ دریافت کیا کہ اے فلاں تم کہاں تھے اور اس جدائی میں تمہارا کیا حال تھا۔ سچ جانو تمہارے شوق میں بیمار ہوا ہجراں کے باعث مر گیا۔ پس کس طرح تجھ سے تیری شکایت کروں۔

برآستانت کمینہ جامی مجال بودن ندید ازاں رُو
بکنجِ فرقت نشستہ محزوں بکوئے محنت گرفتہ ماویٰ

اے دوست تیرے آستانے پر میں نے ٹھہرنے کی طاقت نہ پائی اس وجہ سے فرقت کے گوشے میں غمگین ہو کر محنت کی گلی میں آپڑا ہوں۔

رُوحی فِداکَ اَے صنمِ اَبطِحی لقب

رُوحی فداک اے صنمِ ابطحی لقب
آشوبِ ترک۔ شورِ عجم۔ فتنۂ عرب

اے یثربِ بطحا کے بدرِ منیر محبوب۔ میری روح آپ پر قربان۔ آپ کی شانِ جلالت۔ آپ کی شانِ شوکت۔ آپ کے دبدبۂ عظمت نے آشوب ترک شورِ عجم۔ فتنۂ عرب سب کو قصۂ پارینہ بنا دیا۔

کس نیست در جہاں کہ زحسنت عجب نماند
اے در کمالِ حُسن عجب تر زہر عجب

دنیا میں ایسا کوئی بھی نہیں ہے جس نے آپ کے حُسنِ لامتناہی پر تعجب نہ کیا ہو۔ بیشک آپ کمالِ حُسن میں ابوالعجب کہلانے کے مستحق ہیں۔

ہر کس نیافت جرعۂ از جامِ وصلِ تو
زیں بزم گاہ تشنہ جگر رفت خشک لب

جس شخص کو آپ کے جامِ وصل سے ایک گھونٹ بھی میسر نہ ہوسکا یقیناً یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ شخص اس جہان سے تشنہ جگر اور پیاسا ہی گیا۔

تا زلفِ تو شب است و رُخِ آفتابِ چاشت
وَاللَّیل وَالضُّحیٰ است مرا وِرد روز و شب

جب سے مجھ کو پتہ چلا ہے کہ رات کا حُسن آپ کی زلفوں کے حُسن سے مستفاد ہے اور آفتاب نصف النہار کا نور آپ کے چہرۂ انور سے اخذ کیا ہوا ہے،

جب سے رات اور دن میرا وظیفہ سورۃ وَاللَّیل وَالضُّحیٰ ہے۔

رفتن بسر طریق ادب نیست در رہت

ما عاشقیم و مست نیاید ز ما ادب

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے سر سے بھی چلنا میرے نزدیک ادب کے خلاف ہے مگر ہم معذرت خواہ ہیں کہ ہم عاشق اور مست ہیں ہم سے طریق ادب مکمل طور پر عمل نہیں ہوتا۔

دل باد منزلِ غم و سرِ خاکِ مقدمت

کایں موجب شرف بود آں مایۂ طرب

بہتر تو یہ ہو کہ میرا دل آپ کے غم کا مقام بنا ہو. اور میرا سر آپ کے درِ پاک کی خاک پر رکھا ہوا ہو. کیونکہ اگر میرا دل آپ کے غم کی منزل بن گیا تو یہ میرے لئے موجبِ شرف ہے اور اگر میرا سر آپ کی چوکھٹ پر نثار ہو گیا تو یہ عمل بھی بیحد خوشی کا باعث ہوگا۔

مطلوب جامی از طلبم گفتہ کہ چیست

مطلوب او ہمیں کہ دہد جاں دریں طلب

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے میری عرض اور طلب پر فرمایا کہ اے جامی تمہارا مطلوب کیا ہے سوائے عالیجاہ رُوحی فداک مطلوب اس کا یہی ہے کہ آپ کی راہِ طلب میں جان دے دے اور بس۔

اے وہ مُقدّس ذات کہ جس کی پیشانی مُبارک سورۃ والضحٰے کی تفسیر ہے

اے واضح والضُّحیٰ جبینت

وَاللَّیلِ نقابِ عنبرینت

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی پیشانی مبارک سے سورۃ والضحٰی کی پوری وضاحت ہو رہی ہے اور آپ کا نقاب عنبریں سورۃ واللیل کی تفسیر ہے۔

طٰہٰ لقبی ز آستانت

یٰس عَلَمی بر آستینت

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۃ طٰہٰ آپ کی آستانِ عالیہ کی ادنیٰ ترجمان ہے اور سورۃ یٰسین آپ کی آستین مبارک کا ادنیٰ نشان ہے۔

جنّت اثرے ز فیضِ مہرت

دوزخ شرارے ز زلفِ کینت

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنّت آپ کے لطف وکرم کے فیض کی ادنیٰ سی علامت ہے اور دوزخ آپ کے غصے کی چنگاریوں میں ایک چنگاری ہے۔

اسرارِ وجود را کما ہے

دیدہ نظرے خدائی بینت

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کے وجود کے اسرار کو جیسا کہ چاہیے آپ کی خدا بین نگاہِ شریف نے ملاحظہ فرمایا۔

پیشِ تو سپہر چوں زمیں پست
عالم ہمہ رُوئے بر زمینست

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عظمت وشان کے رُوبرو آسمان ایسا بے وقعت ہے جیسے زمین۔ اور سارا جہان آپ کے سامنے رُوئے برزمین ہے یعنی جھکا ہوا ہے۔

تو صاحبِ کانَ کُنتُ کنزًا
اعیانِ رُسل قراضہ چینت

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ صاحب کان کنت کنزًا ہیں یعنی آپ حق تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہرِ اتم ہیں اور جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آپکے دسترخوان کے ریزہ چیں ہیں۔

چوں بر تو خدائے آفریں گفت
جامیؔ چہ سزائے آفرینت

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خود باری تعالیٰ نے آپکی تعریف فرمائی ہے تو پھر جامیؔ بیچارے کی کیا بساط ہے کہ آپ کی تعریف بیان کرے۔

مؤثر در وجود اِلّا یکے نیست
دریں حرفِ شگرف اصلاً شکے نیست

تمامی وجود کے اندر ایک ذات کے سِوا دوسری کوئی اثر کرنے والی ذات نہیں ہے۔ اس قیمتی اور بامعنیٰ بات کے اندر ہرگز کوئی شک نہیں ہے۔

ولے جز زیرکاں ایں راندانند
دریغا زیر گردوں زیرکے نیست

لیکن عقلمندوں کے سوا کوئی اِس بات کو نہیں جانتا۔ افسوس کہ اس جہان میں اس بات کے سمجھنے والے نہیں ہیں۔

جمالِ اوست تاباں ورنہ بُردن
دل از مردانِ دل ہرکودکے نیست

صِرف اُسی مؤثر کا حُسن چمک رہا ہے ورنہ اربابِ دل کا دل موہ لینا کسی بے بنیاد بچے کا کام نہیں ہے۔

بکوئے نیستی جامیؔ فرورو
کہ سالک را ازیں بہ مسلکے نیست

اے جامیؔ فنا حاصل کرنے کی کوشش کر۔ کیونکہ راہِ حق کے سالک کیلئے اس سے بہتر اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

اِنسان نورِ لم یزل کا ایک عکس ہے

کُلُّ مافی الکون وھمٌ اوخیال
اوعکوسٌ فی المرایا اوظلال

جو کچھ اس دنیا میں ہے محض وہم یا خیال ہے۔ یا آئینہ میں عکس (تصویر) ہے یا سائے ہیں یعنی بے حقیقت ہیں۔

کیست آدم عکسِ نورِ لم یزل
چیست عالم موجِ بحرِ لایزال

انسان کون ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نور کا ایک عکس ہے اور یہ دنیا کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ جو کہ نہ مٹنے والا سمندر ہے۔ اس کی ایک موج ہے۔

عکس را کے باشد از نور انقطاع
موج را چوں باشد از بحر انفصال

بھلا عکس اپنے نور سے الگ کیونکر قائم رہ سکتا ہے اور موج اپنے سمندر سے کیونکر جدا ہو سکتی ہے۔

گفت گو تا چند جامی لب بہ بند
حال می باید چہ سود از قیل و قال

اے جامی عشق و محبت کی باتیں کب تک کرتے رہو گے، خاموش ہو جاؤ۔ یہاں حال درکار ہے قیل و قال سے کچھ فائدہ نہیں۔

اپنے لالہ رُخ محبوب سے جُدا رہ کر بہار کو کیا کروں

جُدا ز لالہ رُخِ خود بہار را چہ کنم
ہزار داغ بدل لالہ زار را چہ کنم

اپنے خوبرو محبوب سے جُدا رہ کر بہار کو لیکر کیا کروں۔ ہزاروں داغ دل میں ہوتے ہوئے لالہ زار کی سیر سے مجھ کو کیا واسطہ۔

زخون دیدہ کنارم پُرست بے لبِ یار
کنارِ گشتِ لبِ جوئبار را چہ کنم

دوست سے جدائی کے باعث میرا دامن خون سے بھرا ہوا ہے۔ ایسی حالت میں دریا کے کناروں کی سیر و تفریح سے میرا کیا کام۔

گرفتم آنکہ کنم دیدہ را بہ گل مشغول
درونِ جان و دل ایں خار خار را چہ کنم

یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنی آنکھوں کو گل و گلاب کے نظارے میں لگا لوں۔ مگر میری جان اور میرے دل کے اندر یہ جدائی کے کانٹے جو ہر دم چبھ رہے ہیں انکو کیا کروں۔

بطوفِ باغ غم روز را برم بیروں
بلا و محنت شبہائے تار را چہ کنم

یہ امر ممکن ہے کہ میں باغ کی سیر سے دن کے غم کو اپنے سے دور کر دوں مگر میں اپنی تاریک راتوں کی مصیبتوں اور صعوبتوں کو کیا کروں۔

غبارے از رہ آں مشکبو غزال رسید
بجز عبیرِ کفن آں غبار را چہ کنم

اگرچہ میرے اُس مشک بو غزال (دوست) کا غبار مجھ تک پہنچ گیا اور مجھ کو مل گیا مگر دردِ دُوری کے باعث قریب المرگ ہوں اب اس غبار کو اپنے کفن میں بطورِ عبیر مسلنے کے اور کیا کروں۔

شگافِ سینہ توانم کہ بندم از مرہم
تراوشِ مژۂ اشکبار را چہ کنم

یہ ہو سکتا ہے کہ جدائی کے سینے میں پڑے ہوئے شگافوں (درازوں) کو مرہم استعمال کر کے علاج کر لوں مگر میری روتی ہوئی آنکھوں کی پلکوں سے جو ہر دم و ہر آن آنسو ٹپک رہے ہیں ان کو کیا کروں۔

ملولم از دو جہاں بے جمال او جاؔمی

چو یار نیست بدست ایں دیار را چہ کنم

اے جاؔمی دوست کے جمال سے محروم ہوتے ہوئے میں دونوں جہاں سے بیزار ہوں۔ جب مجھ کو یہاں اپنے دوست کی لِقا حاصل نہیں ہے تو میں اِس دیار (ملک۔شہر) کو لے کر کیا کروں۔

مَیں ایک اَدنیٰ غلام ہُوں اور تُو میرا سُلطان عالی جاہ ہے

من بندۂ حقیر و تو سُلطانِ محتشم

گر در غم تو زار بمیرم ترا چہ غم

میں ایک ناچیز غلام ہوں اور اے دوست تو ذی حشم بادشاہ ہے۔ اور بقول کسے شاہاں کم التفات بحالِ گدا کنند۔ اگر میں تیرے غم میں خوار و زار ہو کر مرجاؤں، تجھے میری کیا پرواہ۔

رنجور گشتہ ام ز تمنائے مقدمت

بہرِ خدا بپرسشِ من رنجہ کن قدم

اے دوست تیری آرزوئے ملاقات میں بیمار ہوگیا ہوں، للّٰہ بیمار پرسی کیلئے آیئے۔

بر جانم از تو ہر چہ رسد جائے منّت است

گر ناوکِ جفاست و گر خنجرِ ستم

اے دوست میری جان پر تیری طرف سے جو کچھ آئے میں اس کا شکر گذار ہوں، خواہ وہ ستم کا تیر ہے یا ظلم کی تلوار۔

عمریست جرعہ خوارِ سفالِ سگانِ تست

جاؔمی کہ آبِ خضر نخوردی ز جامِ جم

ایک طویل عمر گذر گئی کہ تیرے کتوں کے برتنوں کا پانی پینے والا ہے۔ یہ جاؔمی جو کہ آبِ خضر جامِ جم سے پینا پسند نہیں کرتا تھا یعنی یہ بیچارہ صرف تیری عنایتوں کا محتاج ہے۔

اَے دُوست اگر تُو غم خواری فرمائے تو پھر غم کی کچھ پرواہ نہیں

تو جان پاکی سر بسر نہ ز آب و خاک اے نازنیں

واللہ ز جاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

اے محبوب تو سراپا پاک جان ہے اور تجھ کو پانی اور مٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ خدا کی قسم اے محبوب تو جان سے بھی بڑھ کر پاک ہے۔ میری جان تجھ پر قربان ہو۔

پاکاں ندیدہ روئے تو جاں دادہ اندر بوئے تو

اینک بگردِ کوئے تو صد جان پاک اے نازنیں

پاک لوگوں نے اگرچہ آپ کا چہرۂ انور نہیں دیکھا مگر آپ کے حسنِ بے بہا پر اپنی جانیں قربان کرتے رہے۔ اے محبوب آج بھی ہزاروں پاک لوگ آپ کے کوچے کے گرد اپنی جانیں لئے ہوئے حاضر ہیں۔

گر شد چو لالہ پیکرم غرقہ بخوں کے غم خورم

ایں بس کہ بر دل می برم داغت بخاک اے نازنیں

اگرچہ میرا جسم مانند لالہ خون میں غرق ہو کر سُرخ ہو رہا ہے، میں اس غم ہجر کو کب تک برداشت کرونگا۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اے محبوب تیرے داغ غم کو دل میں لیکر خاک میں جا رہا ہوں۔

دارم زغم بیمارئے بیمارِ غم رایارئے

گرتوکنی غمخواریؔ ازغم چہ باک لے نازنیں

اے محبوب میں اپنے دل میں تیرے ہجر کے غم کی بیماری رکھتا ہوں۔ خدارا آپ اپنے بیمارِ غم کی دستگیری فرمائیے اور اے محبوب اگر تو غمخواری کرے تو پھر غم کی کچھ پرواہ نہیں۔

باآں کہ دردم شد قوی خواہم فغانم بشنوی

ترسم کہ بہرمن شوی اندیشہ ناک اے نازنیں

باوجودیکہ میرا دردِ غم بہت بڑھ گیا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ نالہ وفغاں کروں تاکہ تو سنے مگر میں ڈرتا ہوں کہ اے محبوب۔ مبادا تو میرے لئے فکر مند ہو لہٰذا نالہ وزاری سے باز رہتا ہوں۔

جاؔمی کہ دارد باتو خو ہرگز نتابد ازتو رو

گرخود نہی برفرق او تیغ ہلاک اے نازنیں

یہ بیچارہ جاؔمی جو کہ تیری غلامی کا خوگر ہے ہرگز تجھ سے مُنہ نہ پھیرے گا۔ اگرچہ اے محبوب تو خود اس کے سر پر ہلاک کردینے والی تلوار ہی چلائے۔

آپؐ کا لقب رَحۡمَۃٌ لِّلۡعَالَمِیۡن ہے

اے زلعلت کام جو دُروحُ الۡاَمِیۡن

خطِّ سبزت رَحۡمَۃٌ لِّلۡعَالَمِیۡن

اے محبوب جبرئیلِ امین باوجود مقربِ بارگاہ ہونے کے آپ کی عنایتوں کے محتاج ہیں اس وجہ سے کہ آپ کا لقب اعظم رحمۃٌ للعالمینؐ ہے۔

دررہم گر گوئیؔ ازسر کن قدم

پایم ازشادی نیاید بر زمیں

اے محبوب اگر اپنے درِ پاک تک پہنچنے کیلئے آپ فرمائیں کہ اے جاؔمی سر کے بل چل کر آؤ۔ بخدا کمال خوشی کے باعث میرا پیر زمین پر نہ پڑے گا۔

گر نہ بینم ہفتۂ ماہِ رُخت

بگذرد آہم زچرخِ ہفتمیں

خدا کی قسم اگر میں اپنے ماہِ رخ محبوب کو ایک ہفتہ نہ دیکھوں تو میرا یہ حال ہوتا ہے کہ میری آہیں ساتوں آسمانوں سے اوپر نکل جاتی ہیں۔

یہ کہاں جائز ہے کہ دوست اپنے دوست کے ساتھ ایسا کرے

نورِ چشم من چہ واقع شد گناہ من چہ بود

کز نظر انداختی مارا بیک بار ایں چنیں

اے میرے پیارے ایسی کونسی غلطی واقع ہوئی اور مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا کہ تو نے مجھ بیچارے کو اچانک نظر انداز کردیا۔

درخورِ مہر و وفا گر نیستم بہرِ خدا

ازجفاہائے خودم محروم مگذار ایں چنیں

اے دوست اگر میں اس لائق نہیں ہوں کہ میرے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا جائے پھر بھی خدارا مجھ کو اپنی جفاؤں سے محروم نہ رکھئے۔

ہرگزم روزے نپرسیدی کہ احوال تو چیست
کے روا باشد کہ باشد یار با یار ایں چنیں

اے دوست تو نے کسی دن بھی مجھ سے نہ پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے۔ یہ کہاں مناسب ہے کہ ایک دوست اپنے دوست کے ساتھ ایسا کرے۔

میں کون ہوں کہ دوست کی طرف خط لکھوں

بایار کوچ کردہ کہ گوید پیامِ من
وانجا بجز صبا کہ رساند سلامِ من

مجھ سے جدا ہو کر روانہ ہو جانے والے میرے دوست تک میرا پیام کون پہنچائے۔ اور وہاں بجز بادِ صبا میرا سلام کون لے جائے۔

من کیستم کہ نامہ فرستم بسوئے او
در نامۂ سگانش نویسند نامِ من

میں کون ہوں اور میری کیا حقیقت ہے کہ دوست کی طرف خط لکھوں۔ اے دوستو، اس کے کتوں کے نام لکھے ہوئے خطوں میں میرا نام لکھ کر بھیج دو۔

عمرے ز اشک دانہ فشاندم ولے چہ سود
چوں نامد آں کبوترِ رحمت بدامِ من

ایک زمانہ گذر گیا میں اپنے آنسوؤں کے دانے بکھیر رہا ہوں مگر کیا فائدہ۔ جبکہ وہ کبوترِ رحمت (میرا محبوب) میرے جال میں نہ آیا۔

اے صید پیشہ چارہ چہ سازم خدائے را
کاں آہوئے رمیدہ شود صید دامِ من

اے شکاری یوللہ مجھ کو بتلاؤ میں کون سی تدبیر اختیار کروں تاکہ وہ میرے ہاتھ سے گیا ہوا میرا غزالِ رعنا (نوجوان ہرن یعنی محبوب) میرے جال میں آ پھنسے

جامی مگوئے کایں ہمہ مستی و شور چیست
کز خُمِ عشق پُر تُرک افتاد جامِ من

اے جامی اس بات کا تذکرہ مت کرو کہ یہ مستی اور شور کیا چیز ہے سنو! میرا جامِ عشق کے مٹکے سے حاصل کیا ہوا ہے جو نہایت ہی شان و شوکت والا ہے۔

میں تیری جستجو میں خاک و خون میں لوٹوں گا

من کیستم کہ چشم کشایم بروئے تو
ایں بسکہ میکنم بزباں گفتگوئے تو

میں کون ہوں کہ تیرے چہرۂ انور کی طرف نظر کر سکوں۔ بس میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں اپنی زبان سے تیری گفتگو کرتا رہوں۔

اے آرزوئے جاں نظرے کن بحالِ من
زاں پیشتر کہ جاں دہم از آرزوئے تو

اے میری جان کی آرزو مجھ غریب کے حالِ زار کی طرف بھی ایک نظر کرم فرمائیے۔ قبل اسکے کہ میں تیری آرزو میں اپنی جان دے دوں۔

پایم چو سودہ شد بہت بعد ازیں چو اشک
غلطم بخون و خاک پے جستجوئے تو

اے دوست تیرے راستے سے گذرتے ہوئے اگر کہیں میرا پیر تیرے قدم نازک
کے نشانوں سے مس ہوگیا تو میں تیری تلاش میں اشک کے مانند خاک و خون میں لوٹوں گا۔

من اہلِ خوان وصل نیم کاش چوں سگاں
سنگے خورم بہ سر ز مقیمانِ کوئے تو

اے دوست مجھے معلوم ہے کہ میں تیرا وصل حاصل کرنے والوں میں سے
نہیں ہوں بلکہ میں تو اس انتظار میں ہوں کہ کاش کتوں کے مانند تیرے کوچے میں
رہنے والوں کی طرف سے اپنے سر پر ایک پتھر کھاؤں۔

خدا کی قسم میری نظروں میں تیرے خیال کے سوا کچھ باقی نہیں رہا

زینساں کہ خو گرفت دلم با وصالِ تو
اے وائے آں زماں کہ نہ بینم جمالِ تو

جس شدت کے ساتھ میرے دل میں تیرے وصال کا خیال جاگزیں ہوا
ہے۔ ایسی حالت میں اے محبوب میرے لئے بہت سخت مشکل ہے اگر ایک لحظہ بھی
تیرا جمال نہ دیکھوں۔

تا رفتہ چو خوابِ خوش از چشمِ اشکبار
حقا کہ نیست در نظرم جز خیالِ تو

اے دوست جب سے میٹھی میٹھی نیند میری روتی آنکھوں سے غائب

ہوگئی ہے۔ خدا کی قسم میری نظروں میں تیرے خیال کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا

دارم سرے نہادہ براہت کہ مستِ ناز
ناگاہ در رسی و شود پائمالِ تو

اے دوست میں نے اپنا سر تیرے راستے میں بچھا رکھا ہے کہ جس وقت
بھی تو مستی و ناز کے ساتھ ادھر سے گذرے فی الفور تیرے پائے ناز پر قربان ہو جائے

جامیؔ چہ حاجت است بگفتن کہ زد رقم
بر لوحِ چہرہ کلکِ مژہ حسبِ حالِ تو

اے جامیؔ کچھ کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ تیرا تمامی حال تیری مژہ کی قلم
نے تیرے چہرے پر لکھ رکھا ہے۔ دوست خود پڑھ لے گا۔

نظارہ ہمہ اُوست

اے جاوداں بصورتِ اعیاں در آمدہ
گاہے نمودہ ظاہر و گہ مظہر آمدہ

اے ذاتِ باقی ظاہری صورت میں جلوہ گر کہیں بے پردہ ظاہر اور کہیں
مظہر (جائے ظہور)

از رُوئے ذات ظاہر و مظہر یکیست لیک
در حکمِ عقل ایں دگر آں دیگر آمدہ

خود ذات کے اعتبار سے ظاہر اور مظہر ایک ہی ہے مگر عقل کے نزدیک یہ
کچھ اور ہے وہ کچھ اور ہے۔

بے صورتست عشق ولے عشق صورتش

غالب شدہ بکسوتِ صورت بر آمدہ

اگرچہ عشق کی کوئی صورت نہیں ہے مگر اس کی صورت کے ولولے نے غالب ہو کر صورت کا لباس اختیار کر رکھا ہے۔

معروف عارفاں است بہر صورتے کہ ہست

در چشم منکراں چہ غم ار منکر آمدہ

دل کی آنکھ رکھنے والوں کے نزدیک یہ بات بالکل واضح ہے کہ صورت میں جو کچھ ہے وہی ہے اور اس بات کا کوئی غم نہیں کہ جو لوگ اس بات کے انکاری ہیں۔اور انکار کر رہے ہیں۔

در موطن ظہور و بطون نیست غیر او

ہر چند کز ظہور و بطوں بر تر آمدہ

ہر شے کے ظاہر اور باطن میں اسکے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے اگرچہ اس کی ذات عالی ظاہر اور باطن سے بھی بزرگ و برتر ہے۔

گاہش کشیدہ جاذبۂ عشقی عیاں

با داغ عاشقان بلا پرور آمدہ

کسی مقام پر جذبۂ عاشقی لئے ہوئے عاشقوں کے لباس سوز و ساز کیسا جلوہ گر ہے

گاہش گرفتہ جلوۂ معشوق آستیں

بر شکل دلبرانِ پری پیکر آمدہ

اور کہیں لباس معشوقی میں حسین و جمیل صورتوں میں متشکل ہے۔

یکجا نشستہ بر سرِ صدرِ جلال و جاہ

وز جملہ سرورانِ جہاں بر سر آمدہ

ایک جگہ جلال و جاہ کے ساتھ کرسی صدر پر جلوہ گر ہے اور جہاں کے تمام سرداروں کا سردار بنا ہوا ہے۔

یکجا فگندہ خرقۂ فقر و فنا بدوش

محتاج وار حلقہ زناں بر در آمدہ

اور ایک دوسری جگہ فقیرانہ لباس کندھے پر ڈالے ہوئے محتاجوں کے مانند کاسۂ گدائی لئے ہوئے دروازے پر کھڑا ہے۔

ہمراہ وحی گشتہ و روح القدس شدہ

پیغام خود رسانده و پیغمبر آمدہ

کہیں خود ہی وحی کے ہمراہ ہو کر جبرئیل کی صورت میں ہے۔اور کہیں اپنا پیغام پہنچانے کے لئے پیغمبر کے لباس میں ہے۔

بحریست متفق کہ زاوصاف مختلف

باران و قطرہ و صدف و گوہر آمدہ

بہرحال وہ ذات پاک ایک بحرِ عظیم ہے اور مختلف شکلوں میں کہیں بارش، کہیں قطرہ۔کہیں صدف اور کہیں قیمتی موتی ہو کر جلوہ گر ہے۔

نشگفتہ است جز گلِ وحدت بباغ عشق

ہر چند گاہ اصفر و گہ احمر آمدہ

الغرض باغ عشق میں ذاتِ واحد کے سوا کوئی پھول نہیں کھلا اگرچہ وہ

پھُول کہیں سفید اور کہیں سرخ نظر آرہا ہے۔

جبتک زمین کی گرفتاری سے نہ چھوٹے گا آسمان پر نہ پہنچے گا

زشہر تن نکنی دل بملکِ جاں نرسی

بدیں جہاں نہی پا بداں جہاں نرسی

جب تک تن کے شہر سے دل نہ نکلے گا جان کے ملک میں نہ پہنچے گا۔ جب تک اس جہان کو نہ چھوڑے گا اس جہاں میں نہ پہنچے گا۔

حضیضِ نفس زمین و آسمان است در رہِ عشق

تو پائے بست زمینی با آسماں نرسی

اے مخاطب راہ عشق میں نفسانی کدورتیں اور کثافتیں ہی سدِ راہ ہیں جبتک تو زمین سے نہ چھوٹے گا آسمان پر نہ پہنچے گا یعنی جبتک نفس کو جملہ خواہشوں سے پاک نہ کرے گا عروج نہ دیکھے گا۔

دو روزہ حبسِ قفس سہل باشد اے بلبل

ازاں بترس کہ دیگر بہ بوستاں نرسی

اے خوش نوا بلبل دو روز اس پنجرے کی صعوبت کو جھیل لینا آسان ہے۔ اس بات سے ڈر کہ کہیں تو اس پنجرے ہی میں گھبرا کر مر جائے یعنی بے ایمان مرے تو پھر تجھ کو باغِ جنّت میں پہنچنا نصیب نہ ہوگا۔

نشانِ عشق چہ پرسی زہر نشاں بگسِل

کہ تا اسیرِ نشانی بہ بے نشاں نرسی

اے مخاطب مجھ سے نشان حق کیا پوچھتا ہے سُن لے۔ ہر نشان سے جدا ہو جا۔ یعنی تمام دل بستگیوں کو چھوڑ دے کیونکہ جب تک تُو کسی نشان کا گرفتار ہے وہ ذات جو بے نشان ہے۔ اس تک نہ پہنچے گا۔

صدائے بانگِ جرس می رسد ولے از دور

برہ مخسپ مبادا بکارواں نرسی

اے مخاطب تیرا قافلہ دُور نکل گیا۔ ابھی قدرے اسکے گھنٹے کی آواز آرہی ہے اگر تو چاہتا ہے کہ اس قافلے میں پہنچ جائے تو اب تجھ کو راستے میں ہرگز سونا نہ چاہیئے ورنہ تو قافلے میں نہ پہنچے گا یعنی حصول تقرّب اِلَی اللہ میں تو پیچھے رہ گیا ہے۔ عمر بہت گذر چکی ہے کوشش کر۔ سونا چھوڑ دے ورنہ اس دولت سے محروم ہو جائے گا۔

حجابِ سرِّ حقیقت ہمیں توئے جامی

گماں مبر کہ ازیں بگذری باں نرسی

اے جامی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے رازوں میں درحقیقت تیری خودی ہی حجابِ اکبر ہے اس کو دُور کرنے اور اس سے رہائی حاصل کرنے میں کوشش بلیغ کر، اور اس بات کا خیال ہرگز نہ کر کہ اس سے نجات پانے کے بعد بھی تو اس تک نہ پہنچے گا نہیں نہیں ہرگز نہیں تو یقیناً اُس تک پہنچ جائے گا۔

وہ مقدّس ذات جو کہ جمالِ لایزال کی مظہر ہے

اے مظہرِ حسن لایزالی

مرآتِ جمالِ ذُوالجلالی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی ذات مقدس حسنِ لایزال کی مظہرِ اتم ہے اور آپ جمال ذوالجلال کی رُونمائی کے لئے مثل آئینہ ہیں۔

انوارِ تجلّیٔ قِدم را
رخسارِ تو اَحسنُ المجالی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کا رخسار مبارکہ تجلّیات ذاتیہ کے انوار کے لئے بہترین جلوہ گاہ ہے۔

در شانِ کمالِ تُست نازل
آیاتِ مکارِم و معالی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی علوشان کمالیہ کے بیان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مثل سورہ طٰہٰ وسورۂ یٰسٓ وسورۂ مزمّل نازل فرمائی ہیں۔

رُوئیت طَرَفِ مِنَ النّہار است
زُلفت زلفِ مِنَ اللّیالی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپکا چہرۂ مبارکہ مانندِ آفتاب نصف النہار ہے (ٹھیک دوپہر کے وقت کا سورج) اور آپ کی زلف مبارکہ سیاہ تر رات کے مثل ہے۔

احرام حریم آں نہ بندند
جز دُرد کشانِ لا اُبالی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے حریم پاک کی زیارت کے لئے احرام نہیں باندھتے ہیں مگر صرف اور صرف آپ کے میکدے کی تلچھٹ

پینے والے دیوانے۔

جامی بہ وظائفِ تضرُّع
مشغول بود علی التّوالی

جامی بھی ان تلچھٹ پینے والے دیوانوں میں سے ہے حاضری کے لئے رات اور دن گریۂ وزاری کے وظیفے میں مشغول ہے۔

باشد بحوالۂ عنایت
روزی برسد بداں حوالی

بہت ممکن ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض آپ کی عنایت و مہربانی سے یہ جامی بھی آپ کے مقدس دیار پاک تک پہنچنے میں کامیاب ہوجائے۔

خُدا کی قسم جبتک تم نہ چکھوگے اس شراب کے لطف کو نہ پہچانوگے

لِی حبیبٌ۔ قُرَشیٌ۔ مَدَنیٌ۔ عربی
کہ بود دردوغمش مایۂ شادی وخوشی

میرا محبوب قرشی۔ مدنی اور عربی ہے۔ وہ اس قدر جاذبِ نظر اور دلنشیں ہے کہ اس کا درد و غم ہزارہا خوشی وشادمانی کا سرمایہ ہے۔

فہم رازش نکنم او عَرَبی من عجمی
لافِ یاری چہ زنم او قَرَشی من حبشی

میں اپنے اس محبوب کے رازوں کو کما حقہٗ سمجھنے سے عاجز ہوں کیونکہ

وہ عربی ہے اور میں عجمی ہوں، میں اس کے ساتھ اپنی دوستی کی کیا بات کروں کیونکہ وہ عالی نسب، خوب شکل ہے اور میں بدشکل حبشی ہوں۔

گرچہ صد مرحلہ دور است زپیشِ نظرم
جُعِدُنی نظری کُلِّ غَدَاۃٍ وَّعَشِی

اگرچہ میرا محبوب میری نظروں سے سینکڑوں میل دور ہے مگر میری وابستگی کا یہ عالم ہے کہ اس کی مشکبو زلفیں رات اور دن ہر وقت میری نظروں میں ہیں۔

صفتِ بادۂ عشقش زمنِ مست مپرس
ذوقِ ایں مے نہ شناسی بخدا تانہ چشی

میرے محبوب کے عشق کے شراب کی خوبی مجھ دیوانے سے مت پوچھو۔ خُدا کی قسم اس شراب کے لطف کو ہرگز نہ سمجھ سکو گے جبتک کہ پی نہ لو۔

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبِ حیات
ضاعف اللہ بہ کُلَّ زمانٍ عَطَشی

اس محبوب کی محبت کے آبحیات سے سیر اور لاتعلق ہونا میرے لئے ہرگز مناسب نہیں بلکہ خدا کرے میری پیاس میں ہر دم و ہر آن اضافہ ہوتا رہے۔

جامی اربابِ وفا جز رہِ عشقش نروند
سر مبادت گرازیں راہ قدم بازکشی

اے جامی سچّے عاشق اس محبوب کے عشق میں اضافے کے سوا دوسرا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ خدانخواستہ اگر اس راستے سے قدم پیچھے ہٹے تو پھر موت ہی بہتر ہے۔

جال میں پھنسے ہوئے پرندے کے دُکھ درد کو تو کیا جانے

آسودہ دلا حالِ دلِ زار چہ دانی
خونخوارئ عشاق جگرخوار چہ دانی

اے عیش میں رہنے والے محبوب حیران و پریشان رہنے والوں کے دل کا حال تو کیا جانے اور خونِ جگر پینے والے عاشقوں کے حالتِ زار سے تجھ کو کیا واسطہ۔

ہرگز نخلیدہ کفِ پائے تو خارے
آزردگی سینۂ افگار چہ دانی

اے محبوب جبکہ تیرے پیر میں کبھی کوئی کانٹا نہیں چُبھا تو پھر تجھے ان لوگوں کی مصیبتوں کا اندازہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جن کے سینے غم و اندوہ کے سبب پارہ پارہ ہوگئے ہیں۔

شب تا بہ سحر خفتہ بخلوت گہِ نازی
بیخوابئ ایں دیدۂ بیدار چہ دانی

اے محبُوب رات سے لیکر صبح تک جبکہ تو خلوت گاہِ ناز میں محوِ خواب ہے اس رات بھر جاگنے اور بے نیند والی آنکھوں کا حال تجھ کو کیا معلوم۔

اے فاختہ پرواز کناں بر سرِ سروی
دردِ دلِ مرغانِ گرفتار چہ دانی

اے آزاد فاختہ جبکہ تو سَرو کے درختوں پر بے خوف و خطر مشغولِ پرواز ہے جال میں پھنسے ہُوئے پرندے کے دلی دُکھ درد کو تو کیا جانے۔

جامؔی تو و بیہوشی و جامِ مے و مستی

راہ و روشِ مردمِ ہشیار چہ دانی

اے جامی تیرا تو یہ حال ہے کہ تو ہمہ دم بے خبری۔ مے نوشی و سرمستی سے ہمکنار ہے تجھے دنیوی دانائی و فرزانگی والوں کے طور طریقے سے کیا تعلّق۔

کیا اچھّا ہوتا میں تیرے در کے کتّوں میں سے ہوتا

کاش منِ بیدل از سگانِ تو بودے

تا ز مقیمانِ آستانِ تو بودے

اے محبُوب کیا اچھا ہوتا میں بیچارہ تیرے دروازے کے کتوں میں سے ہوتا، تاکہ مجھ کو بہ آسانی تیرے آستانِ عالیہ پر رہنے کا موقع ملتا۔

زاہد اگر قبلۂ جمالِ تو دیدے

وِردِ زبانش دعائے جانِ تو بودے

زاہد خشک اگر تیرے حقیقی جمال کے کعبے کو دیکھ لیتا تو یقیناً ہر وقت اس کی زبان کا وظیفہ دُعا رتیرے جان کی سلامتی کے سوا نہ ہوتا۔

غنچۂ اقبالِ ما کجا بہ شگفتے

گر نہ نسیمے ز گلستانِ تو بودے

ہماری اقبال مندی اور نصیبے کا پھُول کیونکر کھلتا۔ اے محبوب اگر تیرے گلستان سے نسیم عنایت ہماری طرف نہ آتی۔

جامؔی اگر یافتے قبولِ غلامیّت

غاشیہ بر دوشِ درعنانِ تو بودے

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر جامؔی کو آپ کی غلامی کی قبولیت کا شرف حاصل ہو جاتا تو ہر وقت حضور والا کا غاشیہ (بیگ) کندھے پر لئے ہُوئے ہم رکاب ہوتا۔

اے مملکتِ حُسن کے شہنشاہ خدارا رحم فرمایئے

دارند جان و دل بتو ہر یک تظلّمے

اے بادشاہِ حسن خدارا ترحّمے

ترجمہ:۔ ہماری جانیں اور ہمارے دل تیرے عشق و محبّت کے باعث پُر درد ہیں اے مملکتِ حسن کے شہنشاہ لِلّٰہ رحم فرمایئے۔

آہستہ راں سمند خدارا کہ در رہت

صد سر فتادہ بیش بود زیر ہر سمے

ترجمہ:۔ اے محبُوب لِلّٰہ اپنے سمند ناز (گھوڑے) کو آہستہ دوڑایئے کیونکہ تیرے راستے میں ہم جیسے ہزاروں لوگ شوقِ زیارت میں ہر ٹاپ کے نیچے سروں کو بچھائے ہوئے پڑے ہیں۔

گر می کُنیم نالہ زِ شوقِ رُخت مرنج

کز شوقِ گل خوش است ز بلبل ترنّمے

ترجمہ:۔ اے محبوب اگر میں تیرے چہرے کی زیارت کے شوق میں نالہ کر رہا ہوں تو تُو اِس

سے رنجیدہ نہ ہو کیونکہ شوقِ گُل میں بُلبُل کا ترنّم یقینی امر ہے۔

جامی بجاں رسید زبس گریہ ہائے تلخ

ہرگز ندید از اں لبِ شیریں تبسّمے

جامی کثرتِ گریہ وزاری کے سبب جو کہ امید دیدار ہے اب
جاں بلب ہے مگر افسوس وصد افسوس کہ ابھی تک محبوب کے لبِ شیریں سے ایک
تبسّمی دیدار سے محروم ہے۔

اے دوست اتنا کرکہ اپنا چہرۂ زیبا مجھ کو دکھلا دے

طَالَ شوقِیْ الیک یا مولائے

بنما آں رُخِ جہاں آرائے

اے دوست تیری ملاقات کا شوق بہت بڑھ گیا۔ کرم فرما اور تمام عالم
کو منوّر کر دینے والا اپنا چہرۂ زیبا مجھ کو دکھلا دے۔

رفت عمرم بدردِ حرماں آہ

سوخت جانم بداغ ہجراں وائے

اے دوست میری تمام عمر تیرے غم اور محرومی میں گذر گئی۔ ہائے افسوس میری
جان تیرے ہجر کی تپش میں سوخت ہو گئی۔

گو مرا عمر جاودانہ مباش

گو مرا دولت زمانہ مپائے

اے دوست مجھ کو ہمیشہ باقی رہنے والی عمر کی تلاش نہیں۔ دنیوی

دھن و دولت کی فکر نہیں۔

جملہ اینہا طفیل تُست اے دوست

تو ہمیں کن کہ رُوئے خود بنمائے

اے دوست یہ سب چیزیں تیری بدولت مجھ کو میسّر ہو جائینگی تو صرف
اتنا کر کہ اپنا چہرۂ زیبا مجھ کو دکھلا دے۔

کز دو عالم ہمیں وصالِ تو بس

بلکہ یک پرتو از جمالِ تو بس

کیونکہ میرے نزدیک دونوں جہان سے بڑھ کر صرف تیرا وصال کافی ہے
بلکہ تیرے جمال جہاں آرا کی ایک جھلک ہی میرے لئے بس ہے۔

اگر مرنے کے بعد میرے سر سے تیرا گذر ہو

من غلام توام ولے نہ چناں

کہ زِ بیداد و جور بگریزم

اے دوست میں تیرا صادق اور باوفا غلام ہوں۔ نہ اس طرح کہ تیرے
جور وظلم سے گھبرا کر تیرے در کو چھوڑ کر بھاگ جاؤں۔

نخورم بے تو شربت آبے

کہ بخونِ جگر نیا میزم

اے دوست تجھ سے جُدا ہوتے ہوئے جب میں پانی پیتا ہوں تو ایک
گھونٹ بھی خونِ جگر کی آمیزش سے خالی نہیں ہوتا۔

گر پس از مرگ برسرم گذری

مست و بیخود زخاک برخیزم

اے دوست اگر مرنے کے بعد میرے سر سے تیرا گزر ہو تو میں مست اور بے خود ہو کر کھڑا ہو جاؤں گا۔

آستیں بر دو عالم افشانم

دست در دامنِ تو آویزم

اے دوست میں دونوں جہان کو خیرباد کہہ دوں گا اور تیرے دامن سے وابستہ ہو جاؤں گا۔

کز دو عالم ہمیں وصالِ تو بس

بلکہ یک پرتو از جمالِ تو بس

کیونکہ میرے نزدیک دونوں جہاں سے بڑھ کر صرف تیرا وصال کافی ہے بلکہ تیرے جمال کی ایک جھلک ہی میرے لئے صد اور بس ہے۔

چہ غم از محنت راہ است چو ہمراہ توئی

نازنینا ز نیازِ شبم آگاہ توئی

واقفِ آہ و دمِ سرد سحر گاہ توئی

اے دوست بوقت شب میری سجدہ ریزی اور نیازمندی سے صرف تو ہی آگاہ ہے اور صبح کے وقت کی میری آہ و زاری اور عاجزی و انکساری کے اظہار سے تو ہی باخبر ہے۔

ماہ را اینہمہ آئینِ شب افروزی نیست

گر نہ بنمودہ رخ از آئینہ ماہ توئی

اے دوست چاند کو رات بھر جگمگانے کی تاب ہرگز حاصل نہ ہوتی اگر نورِ قدیم کے آئینے سے تجھ جیسے روشن چاند کا ظہور نہ ہوتا (لولاک لما خلقت الافلاک)

در رہِ عشق تو جز محنت و غم نیست ولے

چہ غم از محنت راہست چو ہمراہ توئی

راہِ عشق میں محنت و غم سے مفر نہیں ہے۔ مگر راستے کی صعوبتوں کی کچھ پروا نہیں جبکہ تو خود ہمراہ ہے۔

حاجت قبلۂ صورت بنود جامی را

قبلۂ حاجتش المنۃ للہ توئی

اے دوست جامی کے لئے ظاہری قبلے کی حاجت نہیں ہے۔ دریں صورت کہ بحمد اللہ تعالیٰ تو اس کا قبلۂ حاجات ہے۔

خطاب آمد کہ از پیر مغاں خواہ انچہ می خواہی

بہ فکرت خواستم کز سرِ وحدت یابم آگاہی

خطاب آمد کہ از پیر مغاں خواہ آنچہ می خواہی

میں نے اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا مجھ کو وحدت (اللہ تعالیٰ) کے اسرار سے آگاہ کر۔ فی الفور خطاب آیا کہ جو کچھ طلب کرتے ہو پیر مغاں (مرشد) سے طلب کرو۔

کَشَم رخت ازدیار بردرِ پیرِ مغاں روزے
اگر دولت کند دمسازی و توفیق ہمراہی

اے دل ہوشیار ہوجا اب میں ایک روز ضرور پیرِ مغاں (مرشد) کے دروازے پر اپنا سامان لے جاؤں گا۔ اگر کرم خداوندی اور توفیق الٰہی کی تائید مجھ کو حاصل رہی۔

شد از دیوانِ قسمت ہر کسے را نامزد خیرے
من و جام صبوحی زاہد و وردِ سحر گاہی

مقدر کے دفتر سے ہر کس وناکس کو مشغولیت کی ہدایت ملی ہیں تو جامِ صبوحی (عشق الٰہی کی مستی) میں مستغرق ہوں اور زاہد صبح کے ورد اور وظائف میں غرق ہے

چہ سود اے شیخ ہر ساعت فزودن خرمنِ طاعت
چو نتوانی کہ یک جو از وجودِ خویشتن کاہی

اے شیخ ظاہر بیں طاعت اور عبادت کے کھلیان کو ہر وقت افزوں کرنے کی فکر سے کیا فائدہ جبکہ تجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اپنی خودی و خود بینی کے مرض کو ایک جَو کے برابر ہی کم کرنے کی فکر کرے۔

یاشافعِ روزِ جزا پُرساں توئی پُرساں توئی

یاشافعِ روز جزا پرساں توئی پرساں توئی
رشکِ ملک نورِ خدا انساں توئی انساں توئی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروزِ جزا (قیامت) ہمارے پرساں حال آپ ہی ہیں آپ ہی ہیں۔ فرشتوں کو رشک دلانے والے۔ اللہ تعالیٰ کے نور انساں آپ ہی ہیں اور بس۔

روشن زرویت دو جہاں عکسِ رخت خورشید جاں
اے نورِ ذاتِ کبریا رخشاں توئی رخشاں توئی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے چہرۂ مبارک کی چمک سے دونوں عالم منوّر ہیں اور آپ کے رُخ زیبا کا عکس ہماری جانوں کے لئے مثل آفتاب ہے۔ اے اللہ تعالیٰ کے نور درحقیقت آپ ہی رخشندہ وتابندہ ہیں۔

یا مصطفٰے یا مجتبیٰ ارحم لنا ارحم لنا
دستِ ہمہ بیچارہ را داماں توئی داماں توئی

اے مصطفٰے اور اے برگزیدہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب پر رحم فرمائیے ہم سب پر رحم فرمائیے۔ ہم سب مجبوروں کے لئے آپ ہی پناہ گاہ ہیں اور بس۔

من عاصیم من عاجزم من بیکسم از خود مراں
یاشافعِ روز جزا پرساں توئی پرساں توئی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گناہگار ہوں میں مجبور ہوں میں بے سہارا ہوں یاشافع روز جزا میرے پُرسانِ حال آپ ہی ہیں آپ ہی ہیں۔

جامی رود از جانِ خود جلوہ نما بہرِ خدا
جان و دلم ہر دو فدا جاناں توئی جاناں توئی

جامی قریب المرگ ہے للہ اپنا دیدار عطا فرمائیے میری جان اور دل دونوں آپؐ پر قربان ہوں میرے محبوب آپ ہی ہیں آپ ہی ہیں۔

حضرت جناب مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست
محمد چشم در راہِ ثنا نیست

اللہ تعالیٰ ہماری حمد و ثنا کا منتظر نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری تعریف کے محتاج نہیں ہیں۔

خدا مدح آفرینِ مصطفےٰ بس
محمد حامدِ حمدِ خدا بس

اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف بیان کرنے کے لئے کافی ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے لئے کافی اور وافی ہیں

مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد

اگر مناجات بیان کرنا چاہتے ہیں تو صرف ایک شعر پر اکتفا کر سکتے ہیں۔

محمد از تو می خواہم خدا را
الٰہی از تو حُبِّ مصطفےٰ را

اے دونوں جہان کے تاجدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے اللہ تعالیٰ کو مانگتا ہوں اور اے ربُّ العزت میں تجھ سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا طالب ہوں۔

دِگر لب وا مکن مظہر فضولی است
سخن از حاجت افزوں تر فضولی است

اے مظہر اس کے سوا اور کسی بات کے لئے منہ نہ کھولو کیونکہ بیکار ہے اور مقصد کے سوا زیادہ بولنا اچھا نہیں ہے۔

از حضرت ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ

اے بذاتِ تو مزیّن مسندِ پیغمبری
اے خجل گشتہ ز رویت آفتابِ خاوری

آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ جسکے سبب تختِ پیغمبری کو زینت حاصل ہوئی اور آپ کے چہرۂ مبارکہ کے سامنے آفتاب جہاں تاب شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

سیّد الکونین۔ ختم الانبیاء و المرسلین
مطلعِ نورِ ہدایت ماہِ اوجِ سروری

آپ کی ذات مقدس دونوں جہان کے لوگوں کی سردار ہے اور آپ ہی نبیوں اور رسولوں کے خاتم ہیں۔ آپ نورِ ہدایت کے مطلع (طلوع ہونے کی جگہ) اور سرداری کے آسمان کے چاند ہیں۔

در گروہِ سرورانِ ملک و دیں سرور توئی
بر قدِ زیبائے تو زیبد کلاہِ سروری

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہی تمامی علمائے دین اور تمامی شاہانِ جہاں کے سردار ہیں اور درحقیقت آپ ہی کی ذاتِ مقدس پر تاج شہنشہی زیب دہ ہے۔

گر نبودے یا رسول اللہ ذاتِ پاکِ تو
ہیچ پیغمبر ندیدے دولتِ پیغمبری

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آپ کی ذات پاک ظہور پذیر نہ ہوتی تو کسی بھی پیغمبر کو دولتِ پیغمبری حاصل نہ ہوتی۔

ذات پاکت آمدہ سِرّے ز اسرارِ الٰہ
عقلِ ہر کس کے رسد آنجا بفہم سرسری

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی ذات پاک اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک رازِ خاص ہے۔ ہر کس وناکس کی عقل باوجود اپنی کوتاہی کے وہاں تک کیونکر پہنچ سکتی ہے۔

ایں جہاں وآں جہاں فارغ نہ ای از اُمتیں
ہیچ پیغمبر نکردہ چوں تو امت پروری

یارسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ یہ جہاں ہو خواہ وہ جہاں۔ آپ اپنی امّت کو نہیں بھولے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی پیغمبر نے آپ کے مثل امّت پروری نہیں فرمائی۔

میرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی

حق جلوہ گر، زطرزِ بیانِ محمدؐ است
آرے کلامِ حق، بزبانِ محمدؐ است

آئینہ دارِ پرتوِ مہر است، ماہتاب
شانِ حق آشکار، زشانِ محمدؐ است

تیرِ قضا، ہر آئینہ درترکشِ حق است
امّا، کُشادِ آں زکمانِ محمدؐ است

ہر کس، قسم بہ آنچہ عزیز است، می خورد
سوگندِ کردگار، بجانِ محمدؐ است

واعظ حدیثِ سایۂ طوبیٰ فروگزار
کاینجا، سخن زسروِ روانِ محمدؐ است

بنگر، دو نیمہ گشتنِ ماہِ تمام را
آں نیز نامور، زنشانِ محمدؐ است

غالبؔ ثنائے خواجہؐ، بہ یزداں گزاشتم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

سرسید احمد خاں آہیؔ

فلاطوں طفلکے باشد بہ یونانے کہ من دارم
مسیحا رشک می دارد بہ درمانے کہ من دارم

زکفرِ من چہ می خواہی زایمانم چہ می پرسی
ہماں یک جلوۂ عشق ست ایمانے کہ من دارم

خدا دارم، دلِ پُرتاب زعشقِ مصطفیٰ دارم
نہ دارد ہیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم

زجبریلِ امیں قرآں بہ پیغامے نمی خواہم
ہمہ گفتارِ معشوقیست قرآنے کہ من دارم

فلک یک مطلعِ خورشید دارد باہمہ شوکت
ہزاراں ایں چنیں دارد گریبانے کہ من دارم

زبرہاں تا بہ ایماں سنگ ہا دارد رہِ واعظ
نہ دارد ہیچ واعظ ہمچو برہانے کہ من دارم

از حضرت سید محمد شفاء الصمد الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

بہ تہنیت ماہِ ربیع الاوّل شریف

از ربیعِ اوّلیں سرسبز شد دشت و چمن
عندلیبِ خوشنوا برشاخ گل شد نغمہ زن

مرحبا صد مرحبا ماہ ربیع الاوّل شریف (جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے) کی برکتوں سے بہار آگئی، کیا جنگلات و کیا چمنستان سب کے سب سرسبز و شاداب ہوگئے۔ سرور میں آکر بلبلِ خوشنوا نے گلاب کے درخت پر بیٹھ کر نغمہ خوانی شروع کر دی۔

مظہرِ آثار رحمت گشت در گلزار دہر
نرگسِ شہلا و وَرد و یاسمین و نسترن

اس دنیا کے گُلستان میں ہر طرف رحمت کے بادل چھا گئے۔ گلہائے نرگسِ شہلا و گلاب و چمیلی و نسترن (جوہی) کِھل گئے۔

نافۂ آہوی یثرب عطر بیزی می کند
در جہاں بشکست قدر و قیمت مشکِ ختن

خطۂ یثرب و بطحا کے ہرنوں کے مشک نے اس دنیا میں ختن کے مشک کی قدر و قیمت کو مات کر دیا۔

چوں نباشد عطر بیزی در ہمہ دشت و چمن
شد بہ ہر شے اندریں مہ فضلِ حق پر تو فگن

تمامی جنگلوں اور باغوں میں عطر کی خوشبوئیں کیوں نہ پیدا ہو جائے جبکہ اس خاص مہینے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل کا عکس پڑ رہا ہے۔

شیخ در صحنِ حرم در یادِ خالق نعرہ زن
بر درِ دیر است با وجد و مسرّت برہمن

ماہ ربیع الاوّل شریف کی برکتوں سے مردِ مومن اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو ہو گئے اور بت خانے کے اندر غیر مسلم برہمن بھی خوشی و وجد میں مگن ہو گئے۔

اندریں ماہِ مبارک جلوہ گر آں بدر شد
کز فروغ روئے اُو پر نور شد ہر انجمن

اس ماہ مبارک میں وہ بدرِ کامل (چودھویں رات کا چاند) جلوہ افروز ہوا۔ جسکے چہرے کے نور سے ہر محفل چمک اٹھی۔

بروئے و بر آل و اصحابش سلامِ بے عدد
از فقیر قادری بادا اے خدائے ذوالمنن

اُس بدرِ کامل یعنی حضرت جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر اور آپ کی آل پاک پر اور آپ کے کُل صحابۂ کرام پر فقیر قادری کی طرف سے اے اللہ تعالیٰ ہزارہا درود و سلام فایض ہوں۔

کامل الایماں نباید گفت آں را زینہار
گر نباشد در دلِ او حبِّ ایشاں موجزن

اس شخص کو کامل الایمان ہرگز نہیں کہہ سکتے جس کے دل میں آپؐ کی محبت موجزن نہ ہو۔

اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

از اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ
پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ

میں اپنے کام کے ضمن میں حیران ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فریاد رسی فرمائیے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میں سخت پریشان ہوں کرم فرمائیے۔

ندارم جز تو ملجائے ندانم جز تو ماوائے
توئی خود ساز و سامانم اغثنی یا رسول اللہ

میں آپ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں رکھتا۔ میرے لئے آپ کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ آپ ہی میری جملہ کائنات ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریاد رسی فرمائیے

شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن
مریضِ دردِ عصیانم اغثنی یا رسول اللہ

اے میرے بادشاہ مجھ غریب پر مہربانی فرمائیے۔ اے میرے طبیب میری فکر کیجئے۔ گناہوں کے دُکھ کا مریض ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریاد رسی فرمائیے

نرفتم راہِ بینایاں فتادم در تہِ عصیاں
بیا اے حبلِ رحمانم اغثنی یارسول اللہ

عارفوں کے راستے پر نہ چل سکا۔ گناہوں کے غار میں جا پڑا۔ اس غار سے نکالنے کے لئے آپ میری مضبوط رسی ہیں۔ آیئے یارسول اللہ میری فریاد رسی فرمایئے۔

گنہ بر سر بلا بارد دلم دردِ ہوا دارد
کہ داند جز تو درمانم اغثنی یارسول اللہ

گناہ سر پر بلا کی بارش برسا رہا ہے۔ میرا دل خواہشات کی طرف مائل ہے ایسی حالت میں آپ کے سوا میرا کوئی علاج نہیں کرسکتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے۔

اگر رانی وگر خوانی غلامم انتَ سلطانی
دگر چیزے نمی دانم اغثنی یارسول اللہ

چاہے آپ مجھ کو اپنے دروازے سے بھگادیں خواہ اپنی جانب آنے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ میں آپ کا غلام ہوں اور آپ میرے بادشاہ ہیں اسکے سوا میں اور کوئی بات نہیں جانتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے۔

بکہفِ رحمتم پرورز قطمیرم منہ کمتر
سگِ درگاہِ سلطانم اغثنی یارسول اللہ

مجھ کو اپنی رحمت کی پناہ گاہ میں ٹھکانہ عنایت فرمایئے اور قطمیر کتے سے مجھ کو کم نہ سمجھئے میں آپ جیسے بادشاہ کے در کا کُتّا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے۔

گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد
مدد اے آبِ حیوانم اغثنی یارسول اللہ

گناہوں نے میری جان میں آگ لگادی۔ قیامت آگ برسا رہی ہے۔ اے میرے آبحیات آپ کی مدد درکار ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے

چو مرگم نخلِ جاں سوزد بہارم را خزاں سوزد
نہ ریزد برگِ ایمانم اغثنی یارسول اللہ

جس وقت موت میری جان کے درخت کو جلاڈالے اور میری بہار کو خزاں لوٹ لے اس پریشانی میں میرے ایماں کا پتہ برباد نہ ہو۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے۔

چو محشر فتنہ انگیزد بلائے بے اماں خیزد
بجویم از تو درمانم اغثنی یارسول اللہ

جب یوم محشر اپنی فتنہ انگیزی دکھلائے اور بلاؤں کا ہجوم ہوجائے۔ میں آپ ہی سے اپنا علاج تلاش کروں گا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے

گدائے آمد اے سلطان بامُید کرم نالاں
تہی داماں نگردانم اغثنی یارسول اللہ

اے میرے بادشاہ آپ کے در پر گدا کھڑا ہے آپ کے لطف وکرم کی اُمید لیکر آیا ہے ایسی حالت میں دامن خالی نہ لوٹایئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے۔

اگر می رانیم از در بمن بنما درے دیگر
کجا نالم کرا خوانم اغثنی یا رسول اللہ

اگر آپ اپنے دروازے سے مجھ کو بھگاتے ہیں تو پھر آپ ہی بتلایئے میرے لئے اور کونسا دروازہ ہے۔ کہاں روؤں، کس کو بلاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریادرسی فرمایئے۔

رضایت سائل بے پرتوئے سلطان لاتنہر
شہا بہرے ازیں خوانم اغثنی یا رسول اللہ

یہ رضا بے سہارا آپ کے در کا فقیر ہے اور نامراد نہ لوٹانے والے آپؐ ہی بادشاہ ہیں۔ اے میرے بادشاہ میں آپ کی بھیک کی اُمید لے کر آیا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میری فریادرسی فرمایئے۔

از اعلیٰ حضرت عثمان علی خان آصف خسرو دکن رحمۃ اللہ علیہ

شہِ مُلکِ رسالت صاحبِ تاج و سریر آمد

شہِ ملکِ رسالت صاحبِ تاج و سریر آمد
ضیا بارِ دو جہاں افروز چوں مہرِ مُنیر آمد

مرحبا مملکت رسالت کے شہنشاہ اور صاحب تاج و تخت تشریف لے آئے۔ دنیا کو منوّر کرنے والے اور رونق بخشنے والے روشن چاند کے مانند سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم جلوہ افروز ہوئے۔

امین و خازنِ رحمت معین و شافعِ اُمت
وزیر و رازدار و نائبِ ربِّ قدیر آمد

آپ امین بھی ہیں رحمت الٰہی کے قاسم بھی۔ آپ سب کے مددگار بھی ہیں اور امّت کے شفیع بھی آپ وزیر بھی ہیں اور رازدار بھی۔ مرحبا آپ قادرِ مطلق کے نائب ہو کر رونق افروز ہوئے

رسولِ ہاشمی خیر الورٰی صلِّ علیٰ احمد
کریمٌ صادقٌ۔ نورٌ۔ نذیرٌ و البشیر آمد

آپ خاندان بنی ہاشم کے چشم و چراغ اور رسول اللہ ہیں۔ آپ دونوں جہاں والوں سے بہتر ہیں ہزارہا درود ہوں آپ کی ذاتِ مقدس پر۔ آپ کریم ہیں آپ صادق ہیں آپ نور ہیں مرحبا آپ نذیر اور بشیر ہو کر جلوہ گر ہوئے۔

چہ خوش چشمے کہ مازاغ البصر نازل بشانِ او

زقلب پُرصفا و زدیدۂ حق بیں بصیر آمد

مرحبا صد مرحبا کس قدر مبارک وہ آنکھیں ہیں کہ جن کی شان اقدس میں آیت مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نازل ہُوئی۔ حبّذا حبّذا آپ مصفّٰی و مزکّٰی قلب حق بیں نگاہ اور روشن دل لے کر تشریف لائے

خوشا پیغمبرِ برحق کہ بہرِ ما گنہگاراں

رؤفٌ وَالرّحیم آمد۔ کفیلٌ والنّصیر آمد

کیا خُوب سچّے اور برگزیدہ رسُول ہم گناہگاروں کے لئے۔ بشانِ رؤف الرّحیم۔ بہ تکریم کفیلٌ (کفالت فرمانے والے) والنصیر (مددگار) جلوہ فگن ہوئے۔

نہ ماند تا حجابے جلوۂ روئے حقیقت را

پئے کشف رموزِ غیب علّام و خبیر آمد

تاکہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدّس کے جلوے کے لئے کوئی پردہ باقی نہ رہے اور مزید برآں ذاتِ علیم و خبیر کے چھپے ہُوئے رازوں کے کھولنے اور بیان کرنے والے بنکر تشریف لائے

بنامِ آں شہِ لولاک صد جانُ و دلم قرباں

کہ عثماں از طفیلش بر مسلماناں امیر آمد

اس شہنشاہِ لولاک کے نام مقدس پر ہماری صد جانیں اور دل قربان ہوں کہ آپکے لطف و کرم کے صدقے عثمان مسلمانوں پر امیر بننے کے شرف سے مشرّف ہُوئے۔

رُباعیات

(از مولانا جامیؒ)

یارب برہانیم زحرماں چہ شود

راہے دہیم بسوئے عرفاں چہ شود

اے میرے مولا اگر مجھ کو محرومی سے نجات دلا دے تو تیرے دریائے جود و کرم میں کیا کمی ہو جائے گی اور مجھ عاجز کو عرفان کا راستہ دکھا دے تو کیا حرج واقع ہو جائے گا۔

صد گبر چو از کرم مسلماں کردی

یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود

اے مولائے من تو نے ہزاروں کافروں کو مسلمان کر دیا ہے۔ ایک اور کافر (یعنی مجھ کو) مسلمان بنا دے تو کیا کمی واقع ہو جائے گی

آنی تو کہ حالِ دلِ نالاں دانی

احوالِ دلِ شکستہ بالاں دانی

اے مولائے من تو وہ ہے کہ تڑپنے والوں کے دلوں کا حال جانتا ہے اور تو مجبُوروں کے دلوں کے حالات سے بھی بخوبی واقف ہے

گر خوانمت از سینۂ سوزاں شِنوی

ور دم نہ زنم زبانِ لالاں دانی

اے مولائے من اگر میں تجھ کو سوزِ جگر کے ساتھ بلاؤں تو بھی تُو سنتا ہے اور اگر میں دم نہ ماروں تو بھی تُو سنتا ہے کیونکہ تو گونگوں کی زبان بھی جانتا ہے۔

حضرت سرمدؒ

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد

اے سرمد شکایت مختصر کرنی چاہیے اور ان دو کاموں میں سے ایک کام کرنا چاہیے

یا تن برضائے دوست می باید داد
یا قطع نظر زیار می باید کرد

یا تو اپنے جسم کو دوست کی مرضی کے سپرد کر دینا چاہیے یا پھر دوست سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے۔

رباعی

باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

اے مخاطب تو جس حال میں بھی ہے واپس آجا واپس آجا۔ اگرچہ تو کافر ہے۔ آگ پرست ہے۔ بُت پرست ہے واپس آجا۔

ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

یہ میری بارگاہ نا امیدی کی جگہ نہیں ہے۔ اگرچہ تو نے سینکڑوں بار توبہ کر کے توڑ دی ہے پھر بھی واپس آجا تیرے لئے میرے پاس جگہ باقی ہے۔

رباعی

شیخے بزن فاحشہ گفت مستی
کز خیر گسستی و بہ شر پیوستی

ایک شیخ نے ایک فاحشہ عورت سے کہا کہ تو بے راہ رو ہے کیونکہ تو نے نیکی کے راستے کو چھوڑ کر شرارت کا راستہ اپنا رکھا ہے۔

زن گفت چنانکہ می نمائم ہستم
تو نیز چناں کہ می نمائی ہستی؟

اس عورت نے جواب دیا میں جیسی دکھائی دے رہی ہوں ایسی ہی ہوں۔ اب بتلایئے آپ جیسے نظر آرہے ہیں کیا واقعی ایسے ہیں۔ ؟

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز و غم پروانہ مگس را ندہند

اے سرمد عشق الٰہی کا غم مکاروں کو نہیں دیتے۔ پروانے کے سوز و غم کو مکھیوں کو نہیں دیتے۔

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار
ویں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

ایک زمانہ چاہیے تاکہ دوست کا قرب نصیب ہو۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس لازوال دولت کو سب کو نہیں دیتے۔

آنکس کہ ترا تاج جہاں بانی داد
مارا ہمہ اسباب پریشانی داد

جس ذات نے اے بادشاہ تجھ کو بادشاہی تاج دیا ہے اسی نے ہمارے لئے ان تمام پریشانیوں کے اسباب مہیا کئے ہیں۔

پوشانید لباس ہرکرا عیبے دید
بے عیباں را لباس عریانی داد

جن لوگوں کی نگاہوں میں اس نے عیب بینی دیکھی ان کو لباس پہننے کا حکم دیا اور بے عیب بیں کو عریانی (ننگا رہنا) کا لباس پہنایا۔

خواہی کہ رسد در دو جہانت بہبود
در بندگیٔ رسول باشی بہ سجود

اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو دونوں جہاں میں فلاح و بہبود حاصل ہو تو تم پر واجب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت میں جھک جاؤ۔

گر فہم کنی ورنہ فہمی بے شک
حق است ہماں ہرچہ پیمبر فرمود

اس حکم کو خواہ تم سمجھو یا نہ سمجھو مگر یقیناً واجب الاتباع وہی حکم حق ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اردو

حمد باری تعالیٰ
اور
نعتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد باری تعالیٰ

جمیل نقوی

بندے سے تیری حمد خدایا محال ہے
کچھ کہہ سکوں زباں سے مری کیا مجال ہے

واحد ہے لَمۡ یَلِدۡ ہے خود اپنی مثال ہے
جس کا جواب ہو نہ سکے وہ سوال ہے

ربِ عظیم خالقِ ارض و سما ہے تو
یہ بات طے شدہ ہے کہ بیشک خدا ہے تو

ہے تیری ذات مخزنِ اسرارِ کائنات
کِس کا یہ منہ بھلا کہ گِنائے تری صفات

اعراض عارضی ہیں تو جوہر ہیں بے ثبات
فانی ہر ایک چیز ہے باقی ہے تیری ذات
مرگ و زوالِ خلق خود اس کا ثبوت ہے
جو خالقِ حیات ہے وہ لایموت ہے

تو ہے وہ کاف و نون کہ جس سے ہے کائنات
حیّ و قدیر خالقِ کُل جاوداں حیات
مجموعۂ محاسن و مستجمعِ صفات
بے انتہا صفات مگر سب ہیں عینِ ذات
وہ کُل ہے جس کا جُزو نہیں تجزیہ نہیں
ایسا اگر نہ ہو تو خودی ہے خدا نہیں

کرسی و عرش، انجم و افلاک و ماہتاب
ایک ایک ہو ترے یدِ قدرت سے فیضیاب
روشن ترے جمال سے ہو قرصِ آفتاب
ہیبت سے تیری سینۂ گیتی میں اضطراب
ظاہر ہے صاف رعب ترا ماہ و سال سے
گردش میں کُل نظام ہو خوفِ جلال سے

قبضہ میں تیرے ہو یہ معمائے ہست و بود
تیری گرفت میں ہیں ہر اک شے کے تار و پود
تیرے لئے نہ کوئی زیاں ہے نہ کوئی سود
ظاہر ہر ایک شے ہے اس پر بھی بے نمود
ہر ذرّہ اپنی اپنی جگہ کوہِ طور ہے
عالم تمام عالمِ نور و ظہور ہے

یہ زندگی یہ موت یہ دُنیائے آب و رنگ
یہ آسماں یہ چاند یہ تارے یہ کوہ و سنگ
دریا میں موج موج میں خوابیدہ جل ترنگ
سینہ میں قلب قلب میں یہ جوش یہ اُمنگ
نقش و نگارِ دامنِ لیل و نہار ہیں
خلاقیت کا تیرے عجب شاہکار ہیں

بالا و پست میں ہے نہ خورشید و ماہ میں
تو ہے اگر کہیں تو دلِ حق پناہ میں
مخفی منظر سے فکر و نظر کی نگاہ میں
رحمت کے اعتماد پہ چشمِ گناہ میں
آنکھوں سے دید کا جو کسی کو خیال ہے
احمد کی ذات آئینۂ ذوالجلال ہے

اِلتجا بحضورِ ربِّ غفور

علامہ ڈاکٹر محمد اِقبال رحمۃ اللہ علیہ

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

نہ بچا بچا کے تو رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

کبھی ہر سجدہ جو جھک گیا تو حرم سے آنے لگیں صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حُسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

مُناجات بدرگاہِ ربّ العالمین

خداوندا تو مجھ کو دولتِ ایماں عطا فرما
جو تیری یاد میں بے چین ہو وہ جاں عطا فرما

غبارِ بارِ عصیاں کو میرے یکسر جو دھو ڈالے
مرے مالک مجھے وہ دیدۂ گریاں عطا فرما

مرا تن میرا دل تیری عبادت سے نہ غافل ہو
لگن اپنی عطا کر، سینۂ بریاں عطا فرما

کچل ڈالا جواں مردوں نے شرِ نفس و شیطاں کو
مجھے بھی اُن کے صدقے جُرأتِ مرداں عطا فرما

رگوں میں میرے حُبِّ مُصطفےٰ ہو موجزن یارب
سکونِ دل عطا فرما، قرارِ جاں عطا فرما

طریقِ احمدِ مُرسل پہ مجھ کو استقامت دے
مرے سینے میں یارب حکمتِ قرآں عطا فرما

اسیرِ نفسِ سرکش ہوں، مرا ہر کام ناکارہ
دلِ بیمارِ کامل کے لئے درماں عطا فرما

اُردو نعتیں

نعت بحضور خاتم الانبیاء از سیّد جمیل احمد نقوی

میری جانب بھی ہو اِک نگاہ کرم اے شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء
آپ نورِ ازل آپ شمعِ حرم آپ شمسُ الضحیٰ خاتم الانبیاء
اے بُروں از سخن شاہدِ ذوالمنن فخر و شانِ زمن سیّدِ بابِ مِحَن
نورِ حق مَن و عَن مایۂ جان و تن مرحبا مرحبا خاتم الانبیاء
اے جمیل الشّیم اے امام الامم آپ ہیں صاحبِ جود و ابرِ کرم
ہستیِ مغتنم قبلۂ محترم، اے رسولِ خُدا خاتم الانبیاء
اے فصیح البیاں، اے بلیغ اللّساں اے وحید الزّماں ماورائے گماں
آپ کا نور ہے از کراں تا کراں، شاہدِ کبریا خاتم الانبیاء
مُرسلِ مُرسلاں، سرورِ عرشیاں، ہادیِ انس و جاں، مقبلِ مقبلاں
آپ کی ذات ہے باعثِ کن فکاں رازِ ارض و سما خاتم الانبیاء
آپ ہیں حق نگر آپ ہیں حق رسا سدرۃُ المُنتہیٰ آپ کے زیرِ پا
آپ ہیں مظہرِ ذاتِ ربُّ العُلےٰ رہبرِ حق نُما خاتم الانبیاء
آپ فخرِ عجم آپ شانِ عرب آپ فضلِ اَتم آپ فیضانِ رب
سرورِ ذی حشم شاہِ والا نسب مرتضےٰ، مجتبےٰ خاتم الانبیاء

آپ ہیں محرمِ رازِ اِنّی، اَنا، آپ بدرُ الدُّجےٰ آپ کہفُ الوریٰ
کس کو جرأت ہے یہ کوئی جانے گا کیا آپ کا مرتبا خاتم الانبیاء

آپ ہیں وجہِ تخلیقِ کون و مکاں آپ کے دم سے ہیں یہ زمین و زماں
آپ ہیں بے نشانی کا بیّن نشاں اے شہِ دوسرا خاتم الانبیاء
آپ شاہد بھی ہیں اور مشہود بھی، آپ حامد بھی ہیں اور محمود بھی
آپ قاصد بھی ہیں اور مقصود بھی اے حبیبِ خدا خاتم الانبیاء
آپ ناظر بھی ہیں اور منظور بھی آپ ظاہر بھی ہیں اور مستور بھی
آپ شاکر بھی ہیں اور مشکور بھی آپ صدرُ العُلےٰ خاتم الانبیاء
آپ کے سر پہ لولاک کا تاج ہے آپ ہی کو فقط فخرِ معراج ہے
آپ کے ہاتھ اسلام کی لاج ہے یا نبی مصطفےٰ خاتم الانبیاء
آپ نورالھُدیٰ کنزِ خُلق و ادب آپ نُطقِ خدا آپ اُمّی لقب
ہے جمیل آپ کے در کا ادنیٰ گدا، بحرِ جود و سخا خاتم الانبیاء

تبرکات

خواجہ میر درد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کیا مجھ کو داغوں نے سروِ چراغاں — کبھو تو نے آکر تماشا نہ دیکھا
ندامت مصیبت۔ خجالت۔ بلائیں — ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا
تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا — برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

نعت۔ بحضور سیّدِ کونین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

علّامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

لوح بھی تو۔ قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کر دیا تو نے طُلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو۔ عشق حضور و اضطراب

وہ دانائے سُبل ختم الرُّسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

دیگر

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آکے بیٹھیں ہزار مُنہ کو چُھپا چُھپا کر

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منا منا کر

شہیدِ عشقِ نبیؐ کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کے

ترے ثنا گو عروسِ رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روزِ محشر
کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بُو ہے
مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو وہیں سے لائی ہے تو اُڑا کر

شہید عشق نبی ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر

جسے محبت کا درد کہتے ہیں مایۂ زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر

اڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بوئے زلفِ معنبریں کو
ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر

خیالِ راہِ عدم سے اقبال تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

میر تقی میر

جرم کی کھوٹ شرمگینی یا رسولؐ ... اور خاطر کی حزینی یا رسولؐ
کھینچوں ہوں نقصان دینی یا رسولؐ ... تیری رحمت ہے یقینی یا رسولؐ

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

لُطف تیرا عام ہے کر رحمت ... ہے کرم سے تیرے چشم مکرمت
مجرم عاجز ہوں کر ٹک تقویت ... تو ہے صاحب تجھ سے ہے یہ مسئلت

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

نیک و بد تیرے ثنا خوانِ ہم ... لطف تیرا آرزو بخشِ اُمم
ملتفت ہو تُو، تو کاہے کا ہے غم ... تو رحیم اور مستحقِ رحم ہم

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

روؤں ہوں شرمِ گنہ سے زار زار — بے عنایت کچھ نہیں اسلوبِ کار

دل کو جب ہوتا ہے آکر اضطرار — زیرِ لب کہتا ہوں یہ میں بار بار

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

روسیاہی جرم سے ہے بیشتر — روسفیدوں میں خجل مجھ کو نہ کر

ایک کیا آنکھیں ہیں میری ہی ادھر — تجھ سے راجع ہے بصر اہلِ نظر

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

جب تلک تاثیر کا تھا کچھ گماں — گہ قرآں خواں میرؔ تھے گہ سبحہ خواں

وقت یکساں تو نہیں اے دوستاں — اب یہی ہے ہر زباں وردِ زباں

رحمۃٌ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

ظفرؔ، سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

اے سرورِ دو کون شہنشاہ ذوالکرمؐ — سرخیلِ مرسلین و شفاعت گرِ اُمم

رنگِ ظہور سے ترے گلشن رخِ حدوث — نورِ وجود سے ترے روشن دلِ قدم

تو تھا سریرِ اوجِ رسالت پہ جلوہ گر — آدم جہاں ہنوز پسِ پردۂ عدم

صدقے زمین کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسماں — رکھتا سرِ زمیں نہ اگر اپنا تو قدم

محروم تیرے دستِ مبارک سے رہ گیا — کیونکر نہ اپنا چاک گریباں کرے قلم

واللیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثنا — والشمس ہے ترے رخِ پُرنور کی قسم

تیری جنابِ پاک میں ہے یہ ظفرؔ کی عرض — صدقے میں اپنے آل کی اے شاہِ محتشم

صیقل سے اپنے لطف و عنایت کے دور کر — آئینۂ ضمیر سے میرے غبارِ غم

پہنچا نہ آستانِ مقدس کو تیرے میں — اس غم سے مثلِ چشمہ ہوئی میری چشم نم

پر خاکِ آستاں کو تری اپنی چشم میں

کرتا ہوں سرمہ میلِ تصور سے دم بدم

غلام ہمدانی مصحفی امروہوی

حنا سے ہے یہ تری سُرخ، اے نگار، انگشت
کہ ہو نہ پنجۂ مرجاں کی زینہار انگشت

ہلال و بدر ہوں یک جا عرق فشانی کو
رکھے جبیں پہ جو تو کرکے تاب دار انگشت

بیاں ضرور ہے اب دست و تیغ کا اُس کے
نکل گئی سپرِ مہ سے جس کی پار انگشت

محمدِؐ عربی معجزوں کا جس کے کبھی
نہ کرسکے فلکِ پیر کا شمار انگشت

چمن ہیں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ہے ذکر
علم کرے ہے شہادت کی شاخسار انگشت

وظیفہ جس کا پڑھے ہے یہ دانۂ شبنم
دُعائیں جس کی ہے کھولے ہوئے چنار انگشت

اگر ہو مہرۂ گہوارہ سنگِ فرش اُس کا
نہ چوسے اپنی کبھی طفلِ شیر خوار انگشت

اٹھاوے گر کفِ افسوس ملنے کی وہ رسم
نہ ہووے پھر کبھی انگشت سے دوچار انگشت

کرے جو وصف وہ اِس تاجِ انبیا کی رقم
قلم کی جوں نئے نرگس ہو تاجدار انگشت

انشاء اللہ خاں انشاؔ دہلوی ثم لکھنوی

آپ خدا نے جب کہا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍؐ
کیوں نہ کہیں پھر انبیا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍؐ

عرش سے آتی ہے صدا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍؐ
نورِ جمالِ کبریا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍؐ

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

عرش کے کچھ نہیں فقط قائمۂ جلیل پر
لوحِ جبین مہر پر چشمۂ سلسبیل پر

ثبت یہی نقوش ہیں عدن کی ہر فصیل پر
ہے خطِ نسخ سے لکھا شہپرِ جبرئیل پر

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

لمعۂ ذاتِ کبریا، باعثِ خلقِ جزو کُل
فخرِ جمیعِ مرسلیں رہبر و ہادیٔ سُبُل

نُور سے جس کے ہوگئی آتشِ کفر بجھ کے گُل
بعدِ نماز تھا یہی وِردو وظیفۂ رُسُل

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

بھیجتے ہیں سدا درود، وحش و طیور انس و جن
واہ عجب چیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن

حور و بہشتِ جاوداں کس کو ملے ہیں اس کے بن
انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ رات دن

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

مولینا قاسم نانوتوی

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی — کہ جس پہ ایسا تری ذاتِ خاص کا ہو پیار

جو تُو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو — نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار

تو فخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں — امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرار

تو بوئے گُل ہے اگر مثلِ گُل ہیں اور نبی — تو نورِ شمس ہے گر اور نبی ہیں شمسِ نہار

حیاتِ جان ہے تو، ہیں اگر وہ جانِ جہاں — تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ نورِ دیدۂ بیدار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ — کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا اشمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں — مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے — کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار

اُڑا کے باد مری مُشتِ خاک کو پسِ مرگ — کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار

ولے یہ رُتبہ کہاں مُشتِ خاکِ قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

مولینا اِمداد اللہ تھانوی مہاجر مکی رح

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسُولؐ
اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسُولؐ

عالم نہ مُتقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں اُمّتی تمھارا گنہ گار یا رسُولؐ

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسُولؐ

ذات آپؐ کی تو رحمت و شفقت ہے سر بسر
میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسُولؐ

کیا ڈر ہے اُس کو لشکرِ عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسُولؐ

ہو آستانہ آپ کا اِمداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسُولؐ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خواجہ الطاف حسین حالیؔ پانی پتی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا   بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا   قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مسِ خام کو جس نے کُندن بنایا   کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب، جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا   پلٹ دی بس اِک آن میں اُس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہَوا کا
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا   حقیقت کا گُر، ان کو اِک اِک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا   بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھا کر

سِکھائی اُنھیں نوعِ انساں پہ شفقت   کہا، ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت   شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت
وہ، جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں
دیئے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے   بھرا ان کے سینے کو صِدق و صفا سے
بچایا انھیں کذب سے اِفترا سے   کیا سُرخرُو، خلق سے اور خدا سے
رہا قولِ حق میں نہ کچھ باک ان کو
بس اک شوب میں کر دیا پاک ان کو
جب اُمّت کو سب مل چکی حق کی نعمت   ادا کر چکی فرض اپنا، رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت   نبیؐ نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

شہیدی بریلوی

ہے سُورۂ والشّمس اگر رُوئے محمدؐ   واللّیل کی تفسیر ہوئی مُوئے محمدؐ
جب رُوئے محمدؐ کی نظر آئی تجلّی   سمجھا میں شبِ قدر ہے گیسوئے محمدؐ
ہر نخلِ بیابانِ عرب مجھ کو ہے طُوبیٰ   ہوں شیفتۂ قامتِ دلجوئے محمدؐ
رضواں کے لئے لے چلو سوغات شہیدی
گر ہاتھ لگے خار و خسِ کوئے محمدؐ

نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ دہلوی

کیا تھا نور جب اللہ نے پیدا محمدؐ کا　　اسی دن سے ہوا ہے عاشقِ شیدا محمدؐ کا

نہ ہو ذکرِ مبارک آپ کا وِردِ زباں کیونکر　　میں ہوں روزِ اول سے عاشق شیدا محمدؐ کا

فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا　　کہ ہوں بندہ خدا کا اور ہوں شیدا محمدؐ کا

خدایا جب مری اس قالبِ خاکی سے جاں نکلے　　زباں پر اس گھڑی جاری رہے کلمہ محمدؐ کا

خیالِ مہروِمہ دل سے تو فوراً بھول جائے گا　　نظر آجائے گا جس دم تجھے روضہ محمدؐ کا

بشر کی تاب و طاقت کیا جو لکھے نعت احمدؐ کی　　خدا ہی جانتا ہے خوب بس رتبہ محمدؐ کا

خدا نے ذاتِ احمدؐ کو وہ اعلیٰ مرتبہ بخشا　　کہ دم بھرتے ہیں ہر دم حضرتِ عیسیٰ محمدؐ کا

ملائک نے کیا تھا اس سبب سجدہ آدم کو　　کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمدؐ کا

خدا بھی حشر میں پوچھے گا گر عاشق تو کس کا ہے　　تو کہہ دوں گا محمدؐ کا محمدؐ کا محمدؐ کا

تمنّا ہے کہ فوراً جاں بحق تسلیم ہو جاؤں
نظر آئے جو مجھ کو شیفتہ روضہ محمدؐ کا

حکیم مومن خان مومنؔ دہلوی

ہوں تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی　　میں غلام اور وہ صاحب ہیں، میں امت وہ نبی
یا نبی یک نگہِ لطف بأمّی و أبی　　مرحبا سیّدِ مکّی مدنیّ العربی!
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مظہرِ نورِ خدا شکل ہے محسودِ صنم　　محو تیرے ملک و حور و پری و آدم
کیا ہی عالم ہے کہ تصویر ہی کا سا عالم　　من بے دل، بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است، بدیں بوالعجبی

دشتِ عالم میں سراسیمہ گزاری اوقات　　آج تک منزلِ مقصود نہ پائی ہیہات
مدد اے خضر کرامت کہ نہیں پائے ثبات　　ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
شربتم دہ کہ زِ حد میگزرد تشنہ لبی

خود کہا ابن ذبیحین، تو ظاہر میں کہا　　جوہر پاک کی خوبی ہے فرشتوں سے سوا
سر سے لے پاؤں تلک نورِ خدا نامِ خدا　　نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم، تو چہ عالی نسبی

صاحبِ خانہ سے ہوتا ہے مکاں کا اکرام　　وہی جنت ہے جہاں میں ہو جہاں تیرا قیام
آب ہر چشمہ کرے کوثر و تسنیم کا کام　　نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

از حضرت داغ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شان ہے کیا شان رسولِ عربی — آپ پر جان ہے قربان رسولِ عربی

کس نے یہ مرتبہ پایا یہ ہوا کس کو عروج — ہوئے اللہ کے مہمان رسول عربی

ہے وہی حکم خداوند تعالیٰ بیشک — جو ہوا آپ کا فرمان رسول عربی

آپ کا رتبہ ہے ایسا کہ جناب جبرئیل
آپکے در کے ہیں دربان رسول عربی

دیگر

کرو غم سے آزاد یا مصطفےٰ
تمھیں سے ہے فریاد یا مصطفےٰ

نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے
نہ مٹی ہو برباد یا مصطفےٰ

زباں پر ترا نام جاری رہے
کرے دل تری یاد یا مصطفےٰ

نہ چھوٹے کبھی مجھ سے راہِ صواب
نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفےٰ

عنایت کی ہو جائے اس پر نظر
رہے داغ دل شاد یا مصطفےٰ

نعت بحضور رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہے مجھ میں طاقت
شوق کھینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے
مدد اے شوق کہ پیچھے میں رہا جاتا ہوں

اس لئے کہ نہ ملے روکنے والوں کو پتہ
محو کرتا ہوا نقش کف پا جاتا ہوں

فیض مولا سے ابھی صبر کی طاقت ہے امیر
جو کڑی سامنے آتی ہے اٹھا جاتا ہوں

اب کہاں چین۔ خبر دی۔ مرے جی نے مجھ کو
کہ مدینے میں بلایا ہے نبی نے مجھ کو

پرَ نکل آئیں جو طائر کی طرح دور نہیں
ہمہ تن شوق بنایا ہے خوشی نے مجھ کو
شوقِ محبوبِ الٰہی میں نہیں صبر کی تاب
لے چل اے جذبۂ دل جلد مدینے مجھ کو
ہے یقین راہ میں مل جائیں گے جبرئیل امین
سب بتا دیں گے زیارت کے قرینے مجھ کو
اب نہ ٹھہروں جو کرے میری خوشامد بھی وطن
کہ پکارا ہے غریبی الوطنی نے مجھ کو
رات دن ہند میں رہتا ہے یہی دھیان امیرؔ
اب کیا یاد رسولِ عربی نے مجھ کو

دل آپ پر تصدق۔ جاں آپ پر سے صدقے
آنکھوں سے سر ہے قرباں۔ آنکھیں ہیں سر سے صدقے
کہتے ہیں گردِ عارض باہم یہ دونوں گیسو
میں ہوں ادھر سے صدقے تو بھی ادھر سے صدقے
کہتا ہے مہر۔ مہ سے رُخ دیکھ کر نبی کا
تو شام سے ہے قرباں میں ہوں سحر سے صدقے
ناف زمیں ہے شہ کا مانند کعبہ روضہ
شرقی ادھر سے قرباں غربی ادھر سے صدقے

بولے ملک جو آدم نازاں ہوئے ولا پر
تم آج ہو فدائی ہم پیشتر سے صدقے
جو مال امیرؔ کا ہے مالک ہیں آپ اُس کے
دل آپ پر سے صدقے جاں آپ پر سے صدقے

آتے تھے یوں ملائکہ حضرت کے سامنے
جیسے فقیر۔ صاحب دولت کے سامنے
چاہیں جسے وہ دولتِ کونین بخش دیں
یہ بات کیا ہے۔ ان کی سخاوت کے سامنے
ہو سامنا اجل کا تو یثرب میں یا خُدا
مرقد بنے تو شاہ کی تربت کے سامنے
اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنواں
کچھ سُوجھتا نہیں ہے محبّت کے سامنے
مشکل نہیں ہے خنکیٔ باراں ترا امیرؔ
اس آفتاب مہر و مروّت کے سامنے

زہے نصیب مدینہ مقام ہو جائے
درِ حبیب پہ اپنا سلام ہو جائے
تری جناب مقدس میں اے رسولِ کریم
قبول اپنا درود و سلام ہو جائے

مدینے جاؤں پھر آؤں مدینے پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے
بلالو جلد مدینے یہ ہے امیرؔ کو خوف
کہیں نہ عمر دو روزہ تمام ہو جائے

دو عالم کے سرتاج اللہ والے ۔ مجھے اب تو قدموں میں اپنے بلالے
یہ عالم ہے داغ جدائی سے دل کا ۔ پڑے ہیں مجھے اپنے جینے کے لالے
کھٹک سی کھٹک ہے تپک سی تپک ہے ۔ زباں پر ہیں کانٹے جگر میں ہیں لالے
کہیں مجھ کو ٹھنڈا نہ کر دیں جلا کر ۔ مری سرد آہیں مرے گرم نالے
نکیریں آنکھیں دکھانے نہ پائیں ۔ مجھے آکے دامن میں اپنے چھپالے
دھڑکتا ہے دل ہجر کی دشمنی سے ۔ یہ بے درد ایسا نہ ہو مار ڈالے
مری جاں نکلے تو قدموں پہ تیرے ۔ خدا یہ بھی ارماں میرا نکالے
کہیں دفن ہوں عاشقانِ محمدؐ ۔ مگر سب مدینے کو ہیں جانے والے
رسولِ خدا سے جدائی ہے آفت ۔ خدا یہ مصیبت کسی پر نہ ڈالے
مری روح نکلے بدن سے تو حوریں ۔ کھڑی ہوں درِ خلد پر منہ نکالے
جدائی کے صدمے ضعیفی کا عالم ۔ کہاں تک امیرؔ اپنے دل کو سنبھالے

فرشتوں میں ہے ہنگامہ رسولِ پاک آتے ہیں
کھُلیں رحمت کے دروازے شہِ لولاک آتے ہیں

ستاروں سے کہو آنکھیں بچھائیں اُنکی آمد ہے
ملائک جن کے در پر جھاڑنے کو خاک آتے ہیں
طلب معشوق کی عاشق نے کی ہے بھیج کر خلعت
لئے جبرئیل سر پر آپ کی پوشاک آتے ہیں
براقِ بُرق دم سے برق خوش ہو ہو کے کہتی ہے
چلن کیا کیا تجھے لے توسن چالاک آتے ہیں
ہے آمد آمد ان کی جن کے سودائے محبت میں
عدم سے سوئے ہستی گل گریباں چاک آتے ہیں
اٹھا کر انگلیاں کہتی ہیں موجیں بحرِ رحمت کی
کہ دریائے رسالت کے بڑے تیراک آتے ہیں

یا خدا جسم میں جب تک کہ مری جان رہے
تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے
شامیانہ پرِ جبرئیل کا ہو تربت پر
کشتۂ عشقِ محمدؐ کی یہ پہچان رہے
دین و دنیا میں جو پایا وہ وہیں سے پایا
ہم تو جس گھر میں رہے آپ کے مہمان رہے
ما عَرَفْنَاکَ سے مقصود تھا یہ حضرت کا
بے خبر اپنی حقیقت سے نہ انسان رہے

نا امیدی سے بچانا مرے دل کو یارب
وصل ممکن نہیں تو وصل کا ارمان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیرؔ
نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

خلق کے سرور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسلِ داور خاصِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نورِ مجسم نیّرِ اعظم سرورِ عالم مونسِ آدم
نوح کے ہمدم خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم
بحرِ سخاوت کانِ مروت آیۂ رحمت شافعِ امّت
مالکِ جنّت قاسمِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم
رہبرِ موسیٰ ہادیٔ عیسیٰ تارکِ دنیا مالکِ عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم
فخرِ عیاں ہیں عرشِ مکاں ہیں شاہِ شہاں ہیں سیفِ زماں ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو ریشہ ریشہ نعت امیرؔ ہے اپنا پیشہ
رہتا ہے وردِ ہمیشہ اکثر صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی — ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی
جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس — دونوں عالم کا ہمارا نبی
بجھ گئیں جسکے آگے سبھی مشعلیں — شمع وہ لیکر آیا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیا سے رسل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی — چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے — پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار — تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے — ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ ابد — ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے
اک وہی ہیں جو بخشش دیتے ہیں
کون ان جرموں پر سزا نہ کرے

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے
لے رضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اِس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول
تِنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول
واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دُلھن پھول
کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زُہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اے شافعِ امم شہِ ذی جاہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر
دریا کا جوش۔ ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری۔ میں نا بلد
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر
پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر
جنگل درندوں کا ہے۔ میں بے یار۔ شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر
مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضا
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

لَمْ یَأْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو۔ ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
البحرُ علا والموج طغیٰ۔ منِ بیکس و طوفان ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
یا شمسُ نظرتِ الیٰ لیلی چو بہ طیبہ رسی عرضے بکنی
تورے جوت کی جھل جھل جگ میں رچی موری شب نے نہ دن ہونا جانا
انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
بَرسن ہارے رِم جھم رِم جھم دو بوند اِدھر بھی گرا جانا
القلبُ شجون والھم شجون دل زار چنیں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مورا کون ہے تیرے سوا جانا

الروحُ فِداک فزدحرقاًیک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من۔ دھن سب پھونک دیو یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامۂ خام نوائے رضاؔ نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبّا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

ازحضرت بیدم شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصحف ایمان روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لے کے مرادیں آئینگے مرجائینگے مٹ جائینگے
پہنچیں تا ہم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طوبیٰ کی جانب تکنے والو آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو
دیکھو قد دلجوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نام اسی کا باب کرم ہے دیکھ یہی محراب حرم ہے
دیکھ خم ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدمؔ دل کی دنیا مہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دِیگر

نہ کرو جدا خدارا مجھے اپنے آستاں سے
کہ نہیں ہے پھر ٹھکانہ جو اٹھا دیا یہاں سے

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے
ترے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

یہی میری زندگی ہے یہی میری بندگی ہے
کہ ذرا لپٹ کے رولوں ترے سنگ آستاں سے

اسی خاکِ آستاں پہ کسی دن فنا بھی ہوگا
کہ بنا ہوا ہے بیدمؔ اسی سنگِ آستاں سے

ازحضرت حسنؔ رضا خانصاحب رحمۃ اللہ عَلَیہ

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلّی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

گر وقت نزع سر تری چوکھٹ پہ دھرا ہو
جتنی ہوں قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو
جو دور ہی سے راہ گدا دیکھ رہا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک بھی دیں اور کہیں منگتا کا بھلا ہو

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھائے
جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

ڈھونڈھا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
کیونکر وہ ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

مٹی نہ ہو برباد مری یونہی الٰہی
جب خاک اُڑے میری مدینے کی ہوا ہو

دے ڈالئے اپنے لب جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل درد حسنؔ کی بھی دوا ہو

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لئے ہوئے یہ دل بیقرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنّا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

ادھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مشت غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ اپنے دامن کا
امیدوار نسیم بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سر رہ گذار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

حسنؔ ہے جنکی سخاوت کی دھوم عالم میں
انھیں کے لطف کے اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

مُحسنؔ کاکوروی، مولوی محمد محسن

ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے — انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے — مرّیخ کی سمت مشتری ہے
رُو پوش دبیرِ چرخِ اخضر — ظلمت کا سیاہ مر کرگئے ابتر
اہلِ مدِ کہکشاں ہے مغرور — پروانہ نویس، شمع کافور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ — نظمِ پرویں کا قافیہ تنگ
سبزہ ہے کنارِ آبِ جُو پر — یا، خضر ہے مستعدِ وضو پر
اِک شاخ رکوع میں رُکی ہے — اور دوسری سجدہ میں جھکی ہے
کیاری ہر ایک، اعتکاف میں ہے — اور آبِ رواں طواف میں ہے
باشان و شکوہ جلوہ فرما — شاہنشہِ تختِ گاہِ اِلّا
سامانِ ظہور کی ہے تمہید — قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید
لو ہم نے حباب کو عطا کی — آبِ حیواں کو "میرِ بحری"
جان و دلِ مُرسلیں محمدؐ — روحِ روح الامیں محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النّبیّین — مہرِ عرفان، عزّ و تمکین
گنجینۂ اصطفا محمدؐ — آئینۂ حق نما محمدؐ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی — بندے کے لباس میں خدائی
اس وقت دیار میں عرب کے — مطلع سے تجلّیاتِ رب کے
بُرجِ شرفِ قریشیاں میں — اور ہاشمیوں کے خانداں میں
کعبہ کی زمینِ نامور سے — اور عبدالمطلب کے گھر سے
اسلام کا آفتاب چمکا — بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے سرورِ دو عالمؐ — پیدا ہوئے فخرِ نوحؑ و آدمؑ

شاہنشہِ اصفیا محمدؐ
تاجِ سرِ انبیاءؑ محمدؐ

مولانا محمد علی جوہر

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں اُن سے خلوت میں ملاقاتیں

ہر لحظہ تشفّی ہے ہر آن تسلّی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی ہر دم ہیں مداراتیں

کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر روز یہی باتیں

معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بُلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

حسرت موہانی

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں
پھر پیشِ نظر ہو گئیں جنت کی فضائیں

اے قافلے والو! کہیں وہ گنبدِ خضرا
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دِکھائیں

ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقشِ قدم کی
سر پر کبھی رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل، یہ عبائیں یہ قبائیں

کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت
حسرت انھیں دیتے ہیں وہ سب دل سے دعائیں

مولانا ظفر علی خاں

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں "لولاک لما" کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

بوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

مولٰینا مفتی محمدؐ شفیع

پھر پیشِ نظر گنبدِ خضرا ہے حرم ہے   پھر نامِ خدا روضۂ جنت میں قدم ہے

پھر شکرِ خدا سامنے محرابِ نبیؐ ہے   پھر سر ہے مرا اور ترا نقشِ قدم ہے

محرابِ نبیؐ ہے کہ کوئی طورِ تجلّی   دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نم ہے

پھر منّتِ دربان کا اعزاز ملا ہے   اب ڈر ہے کسی کا نہ کسی چیز کا غم ہے

پھر بارگہِ سیّدِ کونینؐ میں پہنچا   یہ اُن کا کرم اُن کا کرم اُن کا کرم ہے

یہ ذرّۂ ناچیز ہے خورشید بداماں   دیکھ اُن کے غلاموں کا بھی کیا جاہ و حشم ہے

ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر   کم ہے بخدا ان کی عنایات سے کم ہے

رگ رگ میں محبت ہو رسولِ عربیؐ کی   جنت کے خزائن کی یہی بیع سلم ہے

وہ رحمتِ عالمؐ ہے شہِ اسود و احمر   وہ سیدِ کونین ہے آقائے اُمم ہے

وہ عالمِ توحید کا مظہر ہے کہ جس میں   مشرق ہے نہ مغرب ہے عرب ہے نہ عجم ہے

دل نعتِ رسولِ عربیؐ کہنے کو بے چین

عالم ہے تحیّر کا زباں ہے نہ قلم ہے

مولٰینا سیّد سلیمانؒ ندوی

عشقِ نبویؐ دردِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمعِ ہُدٰی ہے

پڑھتا ہے درُود آپ ہی تجھ پر ترا خالق
تصویر پہ خود اپنی مُصوّر بھی فدا ہے

نورِ نبویؐ مقتبس از نورِ خدا ہے
بندہ کو شرف نسبت مولا سے ملا ہے

احمدؐ سے پتہ ذاتِ اَحَد کا جو مِلا ہے
مَصنُوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے

بندہ کی محبت سے ہے آقا کی محبت
جو پیروِ احمدؐ ہے وہ محبوبِ خُدا ہے

آمد تری اے ابرِ کرم رونقِ عالم
تیرے ہی لئے گلشنِ ہستی یہ بنا ہے

فردوس و جہنّم تیری تخلیق سے قایم
یہ فرق بد و نیک ترے دم سے ہوا ہے

فرمانِ دو عالم تری توقیع سے نافذ
تیری ہی شفاعت پہ رحیمی کی بنا ہے

لے جائے گا منزل سے بہت دُور بشر کو
جو جادہ سفر کا ترے جادہ کے سوا ہے

ریاضؔ خیر آبادی

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے
کعبۂ دل مرے اللہ مدینہ ہو جائے

وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے
دامنِ طور ذرا آج یہ سِینہ ہو جائے

تو جو چاہے ارے او مجھ کو بچانے والے
موجِ طوفانِ بلا اُٹھ کے سفینہ ہو جائے

ظلمتِ کفر سے بڑھ کے ہے سیاہی دل کی
دُور کیونکر دلِ اغیار سے کینہ ہو جائے

آنکھ میں برق سرِ طور ہو گنبد کا کلس
شرف اندوزِ زیارت یہ کمینہ ہو جائے

دل رہے ہاتھ میں تیرے مرے پہلو کے عوض
چاہتا ہوں مری خاتم کا نگینہ ہو جائے

اس کی تقدیر جو پامال ہو تیرے در پر
اس کی تقدیر کہ جو خاکِ مدینہ ہو جائے

دفن ہوں ساتھ ترے مرے گہر ہائے سخن
خاک میں مل کے نمایاں یہ دفینہ ہو جائے

جان کی طرح تمنا ہے یہی دل میں ریاضؔ
مروں کعبہ میں تو مُنہ سُوئے مدینہ ہو جائے

مولٰینا حامد حسن قادری (بچھرایونی)

ھو افصح بمقالہ — ھو اکمل بنوالہ
ھو اعظم بجلالہ — ھو افقد بمثالہ

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسُنت جمیع خصالہٖ
صلّوا علیہ و اٰلہٖ

ھُوَ حامد و محمّدٌ — ھو ماجد و ممجّد
ھو امجد ھو احمدٌ — ھو مرشد ھو ارشد

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

وہ بشیرؐ بھی وہ نذیرؐ بھی — وہی آپؐ اپنی نظیر بھی
وہ زمیں پہ شاہ و امیر بھی — وہ فلک پہ عرش مسیر بھی

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

وہ قسیمؐ بھی وہ جسیمؐ بھی — وہ نسیمؐ بھی وہ وسیمؐ بھی
وہ رؤفؐ بھی وہ رحیمؐ بھی — وہ خلیلؐ بھی وہ کلیمؐ بھی

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

وہ رفیعؐ اپنے کمال میں — وہ حسینؐ اپنے جمال میں
وہ عزیزؐ اپنی خصال میں — وہ فنا خدا کے وصال میں

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

وہی ارفع الدرجات بھی　　وہی اکمل البرکات بھی
وہی جامع الحسنات بھی　　وہ جدا بھی، واصلِ ذات بھی

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

ہے انھیں کا فیض جہان میں　　وہ نماز میں وہ اذان میں
وہ یگانہ آن میں شان میں　　وہ گئے فلک پہ اک آن میں

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

یہ جو قصر سبز رواق ہے　　یہ جو چرخ ہفت طباق ہے
یہ انھیں کے قصر کا طاق ہے　　یہ انھیں کے زیر براق ہے

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

وہ ورائے ہفت فلک گئے　　کہ جہاں نبی نہ ملک گئے
وہ مقامِ قرب تلک گئے　　جو نہاں تھے نور جھلک گئے

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

انھیں بے حجاب خدا ملا　　انھیں مرتبہ یہ بڑا ملا
انھیں کیا دیا انھیں کیا ملا　　جو دیا دیا جو ملا ملا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

حضرت جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ للعالمین
الصلوٰۃ والسلام اے صادق الوعد الامین

اے مدینے کے مہاجر۔ سبز گنبد کے مکیں
عرش ہے تیرے قدم کے فیض سے یہ سرزمیں

دلکشی میں کہربا ہے تیرا سنگِ آستاں
ہر طرف سے کھنچ کے آتی ہیں یہاں پیشانیاں

ہر زمین ہر مملکت سے مرد و زن۔ پیر و جواں
تیری راہوں میں رواں ہیں کارواں در کارواں

کوئی ان میں بادشہ ہے۔ کوئی ہے ان میں فقیر
سب نظر آتے ہیں تیرے دام الفت کے اسیر

کوئی ان میں سادہ دل ہیں اور کوئی فرزانہ ہیں
ایک ہی شمع محبت کے مگر پروانہ ہیں

عشق کے بندوں کا مسلک پوچھنا بے سود ہے
تیرا در ہر قافلے کی منزل مقصود ہے

گرگ بھی۔ گمراہیاں بھی۔ پیچ بھی راہوں میں ہیں
راہبر بھی اور رہزن بھی کمین گاہوں میں ہیں

تیرے دیوانے مگر چلنے سے رک سکتے نہیں
پاؤں تھک جاتے ہیں دل انکے مگر تھکتے نہیں

ہر قدم پر رہبروں کے جال میں پھنستے ہوئے
پتّھروں پر ڈگمگاتے۔ ریت میں دھنستے ہوئے

دردِ دل میں۔ لب پہ دردِ اُٹھتے بیٹھتے
چلتے رہتے ہیں مثالِ گرد اُٹھتے بیٹھتے

یہ عقیدت کیش۔ مردانِ خدا۔ یہ خُوش نصیب
آخر کار آہی جاتے ہیں ترے در کے قریب

یہ اسیرانِ محبّت ہیں ترے ادنیٰ غلام
یا محمّد مصطفٰےؐ لے لیجئے ان کا سلام

اَلصَّلوٰۃُ والسَّلام۔ اے منبعِ صدق وصفا
اَلصَّلوٰۃُ والسَّلام۔ اے مخزنِ جود وسخا

اے کہ ہے تو ہی غریبوں کا سہارا۔ السَّلام
کون ہے تیرے سِوا یاور ہمارا۔ السَّلام
اَلسَّلام اے شمع ہستی کے اُجالے اَلسَّلام
قسمت بیدار ہو کر سو جانے والے اَلسَّلام

سَلام

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی
سَلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے سرِّ وحدت اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزّت افزائی زہے تشریف ارزانی

سَلام اے ظلِّ رحمانی سَلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سَلام اے صاحبِ خُلقِ عظیم انساں کو سکھلا دے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اَشغالِ رُوحانی

ترے آنے سے رَونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربّانی

تری صورت تری سیرت ترا نقشہ ترا جلوہ
تبسّم گفتگو بندہ نوازی خندہ پیشانی

حفیظِ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ اُلفت
عقیدت کی جبیں تیری مُروّت سے ہے نُورانی

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سَلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دِل جوڑنے والے

اصغر گونڈوی

دل نثارِ مصطفےٰؐ جاں پائمالِ مصطفےٰؐ
یہ اویسِؓ مصطفےٰؐ ہے وہ بلالؓ مصطفےٰؐ

دونوں عالم تھے مرے حرفِ دعا میں غرق و محو
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفےٰؐ

سب سمجھتے ہیں اسے شمعِ شبستانِ حرا
نور ہے کونین کا لیکن جمالِ مصطفےٰؐ

عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفےٰؐ

عظمتِ تنزیہہ دیکھی، شوکتِ تشبیہ بھی
ایک حالِ مصطفےٰؐ ہے ایک قالِ مصطفےٰؐ

دیکھئے کیا حال کر ڈالے شبِ یلدائے غم
ہاں نظر آئے ذرا صبحِ جمالِ مصطفےٰؐ

ذرّہ ذرّہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا،
اللہ اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفےٰؐ

جگر مرادآبادی

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِؐ مدینہ
ہاں کوئی نظرِ رحمت سلطانِؐ مدینہ

تو صبحِ ازل آئینۂ حُسنِ ازل بھی
اے صَلِّ علیٰ صورتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدّق
تو خُلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ

ظاہر ہیں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ

کونین کا غم، یادِ خدا، وردِ شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ

اس امّتِ عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ

اے جانِ بلب آمدہ، ہشیار، خبردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ اور نہیں کام جگرؔ مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

حاجی اصطفا خاں، اِصطفا لکھنوی

جڑے ہوئے ہیں جو دِل میں مِرے نگینے سے
یہ داغِ ہجر ہیں لایا ہوں جو مدینے سے

نہ کیوں ہو نورِ مجسّم وہ جسمِ بے سایہ
نکال دی گئی ظلمت ہو جس کے سینے سے

مہکتی رہتی ہیں جس سے مدینہ کی گلیاں
علاقہ کیا کسی خوشبو کو اُس پسینے سے

نہ رہ سکے گا مدینہ میں بے ادب گستاخ
وہی رہے گا یہاں جو رہے قرینے سے

سفرِ حجاز کا جب اصطفا ہو آخر بار
تو جان ساتھ ہی نکلے مری مدینے سے

مُنوّؔر بدایونی

نہ کہیں سے دُور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہیں اُس کو نواز دیں یہ درِ حبیبؐ کی بات ہے

جسے چاہا دَر پہ بُلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

وہ خُدا نہیں، بخدا نہیں وہ مگر خُدا سے جُدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ مُحبّ حبیبؐ کی بات ہے

وہ محل کے راہ میں رہ گئی یہ تڑپ کے دَر سے لپٹ گئی
وہ کسی امیر کی شان تھی یہ کسی غریب کی بات ہے

تجھے اے مُنوّرِ بے نوا درِ شہ سے چاہئے اور کیا
جو نصیب ہو کبھی سامنا تو بڑے نصیب کی بات ہے

شکیل بدایونی

موت ہی نہ آجائے کاش ایسے جینے سے
عاشقِ نبیؐ ہوکر دُور ہوں مدینے سے

فرقتِ محمدؐ میں خوں فشاں ہیں یوں آنکھیں
جیسے مے چھلکتی ہو سُرخ آب گینے سے

زندگی کے طوفاں میں جب کہ ناخدا تم ہو
کیوں نہ ہوں خُدا والے مطمئن سفینے سے

کون سی دُعا ہے وہ جو اثر نہیں رکھتی
ہاں مگر یہ لازم ہے مانگئے قرینے سے

اے حسینِ بطحا سُن، ہے یہی خوشی میری
عمر بھر لگا رکھوں تیرے غم کو سینے سے

صوفی غلام مصطفیٰ تبسّم

رخشندہ تیرے حُسن سے رُخسارِ یقیں ہے
تابندہ تیرے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

ہر گام تیرا ہم قدم، گردشِ دوراں
ہر جادہ ترا رہ گزرِ خُلدِ بریں ہے

جس میں ہو ترا ذکر، وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام، وہی بات حسیں ہے

چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

جُھکتا ہے تکبُّر تری دہلیز پہ آ کر
ہر شاہ تری راہ میں اک خاک نشیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدّر
تو خاتمِ دوراں کا درخشندہ نگیں ہے

آیا ہے ترا اسمِ مُبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے

حفیظ ہوشیارپوری

ظہورِ نورِ ازل کو نیا بہانہ ملا — حرم کی تیرہ شبی کو چراغِ خانہ ملا

تری نظر سے ملی روشنی نگاہوں کو — دلوں کو سوزِ تب و تابِ جاودانہ ملا

خدا کے بعد جلال و جمال کا مظہر — اگر ملا بھی تو کوئی ترے سوا نہ ملا

وہ اوجِ ہمتِ عالی، وہ شانِ فقرِ غیور — کہ سرکشوں سے باندازِ خسروانہ ملا

وہ دشمنوں سے مدارا، وہ دوستوں پہ کرم — بقدرِ ظرف ترے در سے کسی کو کیا نہ ملا

زمین سے تا بفلک جس کو جرأتِ پرواز — وہ میرِ قافلہ وہ رہبرِ یگانہ ملا

بشر پہ جس کی نظر ہو، بشر کو تیرے سوا — کوئی بھی محرمِ اسرارِ کبریا نہ ملا

خیالِ اہلِ جہاں تھا کہ انتہائے خودی — حریمِ قدس کو تجھ سا گریز پا نہ ملا

نیاز اُس کا، جبین اُس کی، اعتبار اُس کا — وہ خوش نصیب جسے تیرا آستانہ ملا

درِ حضور سے کیا کچھ ملا نہ مجھ کو حفیظ

نوائے شوق ملی، جذبِ عاشقانہ ملا

بہزاد لکھنوی

ہم مدینے سے اللہ کیوں آگئے، قلبِ حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دل وہیں رہ گیا، جاں وہیں رہ گئی، خم اُسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی

یاد آتے ہیں ہم کو وہ شام و سحر، وہ سکونِ دل و جان و روح و نظر
یہ اُنہیں کا کرم ہے اُنہیں کی عطا۔ ایک کیفیتِ دل نشیں رہ گئی

اللہ اللہ وہاں کا درود و سلام۔ اللہ اللہ وہاں کا سُجود و قیام
اللہ اللہ وہاں کا وہ کیفِ دوام۔ وہ صلوٰۃِ سکوں آفریں رہ گئی

جس جگہ سجدہ ریزی کی لذّت ملی، جس جگہ ہر قدم ان کی رحمت ملی
جس جگہ نور رہتا ہے شام و سحر، وہ فلک رہ گیا وہ زمیں رہ گئی

پڑھ کے نصرٌ من اللہ فتحٌ قریب، جب ہوئے ہم رواں سوئے کوئے حبیب
برکتیں رحمتیں ساتھ چلنے لگیں، بے بسی زندگی کی یہیں رہ گئی

زندگانی وہیں کاش ہوتی بسر، کاش بہزاد آتے نہ ہم لوٹ کر
اور پوری ہوئی ہر تمنا مگر یہ تمنائے قلبِ حزیں رہ گئی

احسانؔ دانش

حُسنِ فطرت کو ہجومِ عاشقاں درکار تھا
عاشقوں کو بہرِ سجدہ آستاں درکار تھا

زندگی تھی چلچلاتی دھوپ میں زار و زبوں
رہرووں کو سایۂ ابرِ رواں درکار تھا

بحر کو موتی ملے، تاروں کو تنویریں ملیں
اس سخاوت کو شہِ ہر دو جہاں درکار تھا

اس بساطِ خاک کی نشوونما کے واسطے
اک حکیمِ آب و گِل اک چہرہ خواں درکار تھا

کفر کے نرغے میں گھبرائی ہوئی مخلوق کو
ذاتِ برحق کا یقینِ بے گماں درکار تھا

اے زہے تقدیر، یہ نکلا محمدؐ کا مقام
کوئی، انسان و خدا کے درمیاں درکار تھا

خالقِ ارض و سما کی مصلحت جو ہو سو ہو
اس جہاں کو ناقدِ دانشوراں درکار تھا

خامیٔ مخلوق سے خالق پہ اک آتی تھی بات
عاصیوں کو اک شفیعِ عاصیاں درکار تھا

قافلے کو منزلِ انسانیت کے واسطے
نسلِ انساں سے امیرِ کارواں درکار تھا

بے صدا و صوت تھی دولت سرائے آب و گِل
اس فضا میں صرف آئینِ اذاں درکار تھا

چاہیئے تھا آدمی کی رہبری کو آدمی
مُرسلوں کو سربراہِ مرسلاں درکار تھا

زندگی پر کیسے کھُل جاتے رموزِ زندگی
قولِ حق کو اُن کا اندازِ بیاں درکار تھا

منجمد تھی کب سے صحرائے عرب میں تیرگی
حق نے پیغمبر وہیں بھیجا جہاں درکار تھا

نور اُن کا عرش پر میلاد ان کا خاک پر
آسمانوں سے زمیں کو ارمغاں درکار تھا

یا محمدؐ تو نے رکھ لی مسلکِ آدم کی لاج
جس کو دانائے دو حرفِ کن فکاں درکار تھا

اُن سے ملتے ہی نظر کافر مسلماں ہو گئے
اس کے معنی ہیں حرم کو پاسباں درکار تھا

دھوپ میں ڈھوئے تھے پتھر اس لئے سرکار نے
حشر کے دن رحمتوں کا سائباں درکار تھا

رحمۃ للعالمینی سے جلے دل کے چراغ
اِنس و جاں کو خیر خواہِ اِنس و جاں درکار تھا

ہاں مرے سجدوں میں ہے دانشؔ اُسی در کی تڑپ
میری پیشانی کو ان کا آستاں درکار تھا!

بابا ذہینؔ شاہ تاجی

تعبیرِ شبِ غیب شبستانِ محمدؐ
"والفجر" طلوعِ رخِ تابانِ محمدؐ

ہے کوئی جو دیکھے رخِ تابانِ محمدؐ
ہردم نگرِ حق ہے نگہبانِ محمدؐ

یہ مشک فشاں، پیکرِ جاں خلد بداماں
اللہ رے گلہائے گلستانِ محمدؐ

ہر آن نئی شان میں اللہ نمایاں
ہر شان ہے اللہ کی شایانِ محمدؐ

یہ وسعتِ کونین مری طرح ذہینؔ آج
حاضر ہے تہِ گوشۂ دامانِ محمدؐ

آغا عبدالکریم شورشؔ کاشمیری

قلم سے پھول کھلیں، نطقِ دُرفشاں ٹھہرے
وہاں چلا ہوں جہاں گردشِ زماں ٹھہرے

وہ آستاں کہ ارادت سے مہر و ماہ جھکیں
وہ خاکِ پاک کہ ہر ذرّہ کہکشاں ٹھہرے

ہوائے کوچۂ محبوب، شکریہ تیرا
ترے کرم سے بیاباں بھی گلستاں ٹھہرے

یہ فکر دائرے بنتی رہی خیالوں میں
کوئی تو بات بہ عنوانِ ارمغاں ٹھہرے

تمام عمر مدینہ میں سونے والے کو
کہاں کہاں سے پکارا کہاں کہاں ٹھہرے

کبھی نظیریؔ و فیضیؔ کی خوشہ چینی کی
کبھی نظامیؔ و خسروؔ کے ہمزباں ٹھہرے

کبھی عراقیؔ و عطّارؔ سے نوا مانگی
کبھی ظہوریؔ و قدسیؔ کے رازداں ٹھہرے

نظر جمی کبھی حسّانؔ کے قصیدوں پر
کبھی قبیلۂ عشّاق کا نشاں ٹھہرے

نوائے مہر علی شہ کو دوش پہ رکھ کر
دیارِ گنج شکر میں بھی میہماں ٹھہرے

جنوں کا درس لیا، بوعلی قلندر سے
غزل سرائیِ حافظ کے ترجماں ٹھہرے

دیارِ شعر میں سعدی کی ہمنوائی کی
نہ ماورای کہیں پہنچے نہ درمیاں ٹھہرے

ادب میں مُرشدِ رومی سے اکتساب کیا
وہ اس گروہ میں سرخیلِ عاشقاں ٹھہرے

غرض کہ اس درِ مشکل کُشا تک آپہنچے
وہ ایک در کہ جہاں دَورِ آسماں ٹھہرے

بہ بارگاہِ رسالت یہ ارمغانِ فقیر
بڑا کرم ہو جو مقبول و کامراں ٹھہرے

سلام ان پہ کہ جن کا نہیں مثیل کوئی
سلام ان پہ کہ جو ہادیٔ زماں ٹھہرے

سلام ان پہ جو ہم بےکسوں کی منزل ہیں
سلام ان پہ کہ جو میرِ کارواں ٹھہرے

غرض کہ ان پہ درُود و سلام کی بارش
جو ہر زمیں کے لئے ابرِ دُرفشاں ٹھہرے

ماہر القادری

رسولِ مجتبیٰ کہیے، محمدؐ مصطفیٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں، پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اِصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِؐ خدا کہیے

جب اُن کا ذکر ہو دُنیا سراپا گوش ہو جائے
جب اُن کا نام آئے مرحبا صلِّ علیٰ کہیے

مرے سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستا کہیے

محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے نُورِ وحدت کا
اسی کو ابتدا کہیے، اسی کو انتہا کہیے

غبارِ راہِ طیبہ سُرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
مری آنکھوں کو ماہر! چشمۂ آبِ بقا کہیے

حمیدؔ صدیقی لکھنوی

پھر اہلِ حرم سے ملاقات ہوتی — پھر اشکوں سے کچھ شرحِ جذبات ہوتی
دمِ دید پھر جلوۂ نو بہ نو سے — مرے چشم و دل کی مدارات ہوتی
مدینے کی پُرنور دلکش فضا میں — نظر محوِ دیدِ مقامات ہوتی
اُدھر جلوہ گر قبۂ نور ہوتا — دل افروز ادھر چاندنی رات ہوتی
مدینہ کے احباب ہمراہ ہوتے — شبِ ماہ میں سیرِ باغات ہوتی
نظر مستِ صہبائے دیدار رہتی — زباں وقفِ حرف و حکایات ہوتی
خبر کچھ نہ رہتی زمین و زماں کی — وہ محویتِ خاص دن رات ہوتی
پہنچ جائیں پائینِ اقدس کی جانب — یہی آرزو اکثر اوقات ہوتی
تصوّر میں وہ مصحفِ پاک ہوتا — نگاہوں میں تنویرِ آیات ہوتی
دُعاؤں میں جامیؔ کے اشعار پڑھتے — نظامیؔ کی لب پر مناجات ہوتی
ادھر چشمِ پُرنم سے آنسو ٹپکتے — اُدھر رحمتِ حق کی برسات ہوتی
ادب مانعِ عرضِ اظہار ہوتا — نظر ترجمانِ خیالات ہوتی
فرشتے جسے سُن کے آمین کہتے — اک ایسی دُعا بعض اوقات ہوتی
لبِ شوق سے گو نہ اظہار ہوتا — مگر دل کو محسوس ہر بات ہوتی
بہت دن غمِ ہجرِ طیبہ میں گزرے — بس اب کچھ تلافیٔ مافات ہوتی

اَمِتنی بھٰذا البلد یا الٰہی
دعا یہ حمیدؔ اپنی دن رات ہوتی

رئیسؔ امروہوی

کس کا جمال ناز ہے جلوہ نما یہ سُو بہ سُو
گوشہ بگوشہ، در بدر، قریہ بہ قریہ، کُو بہ کُو

اشک فشاں ہے کس لئے دیدۂ منتظر مرا
دجلہ بہ دجلہ، یم بہ یم، چشمہ بہ چشمہ، جُو بہ جُو

مری نگاہِ شوق میں حسنِ ازل ہے بے حجاب
غُنچہ بہ غُنچہ، گل بہ گل، لالہ بہ لالہ، بُو بہ بُو

جلوۂ عارضِ نبیؐ، رشکِ جمالِ یوسفی
سینہ بہ سینہ، سر بہ سر، چہرہ بہ چہرہ، ہُو بہ ہُو

زلف درازِ مصطفےٰ، گیسوئے لیلیٔ حق نما
طرّہ بہ طرّہ، خم بہ خم، حلقہ بہ حلقہ، مُو بہ مُو

یہ میرا اضطراب شوق، رشک جنون قیسؔ ہے
جذبہ بہ جذبہ، دل بہ دل، شیوہ بہ شیوہ، خُو بہ خُو

تیرا تصور جمال میرا شریک حال ہے
نالہ بہ نالہ، غم بہ غم، نعرہ بہ نعرہ، ہُو بہ ہُو

کاش ہو ان کا سامنا عین حریم ناز میں
چہرہ بہ چہرہ، رخ بہ رخ، دیدہ بہ دیدہ، دُو بہ دُو

عالمِ شوق میں رئیسؔ کس کی مجھے تلاش ہے
خطّہ بہ خطّہ، رہ بہ رہ، جادہ بہ جادہ، سُو بہ سُو

راغبؔ مراد آبادی

عشق ہے سرورِ کونینؐ کا دولت میری
لِلّٰہِ الحمد کہ بیدار ہے قسمت میری

ہو گیا ہوں میں اسیرِ خمِ گیسوئے رسولؐ
اب نہیں دولتِ کونین بھی قیمت میری

ذرّے ذرّے سے مدینہ کے محبت ہے مجھے
آشکارا اہلِ وفا پر ہے عقیدت میری

حشر میں سر پہ رہے سایۂ دامانِ رسولؐ
میں نثارِ شہ ذی جاہ یہ قسمت میری

میں تو جنّت کا سزاوار نہیں ہوں سرکارؐ
حشر میں آپ ہی فرمائیں شفاعت میری

مجھ پہ بھی ایک نظر سیّد مکّی مدنی
شکوۂ گردشِ دوراں نہیں عادت میری

آستانِ شہِ لولاکؐ ہو فردوسِ نظر
ہے یہی میری تمنّا یہی نیّت میری

نعت گوئی کی حدیں مجھ کو ہیں راغبؔ معلوم
کہ نگاہوں میں ہیں احکام شریعت میری

آنور صابری

مچلنے لگے میری پلکوں پہ آنسو مجھے جب شہنشاہِ دیں یاد آئے
ستاروں کو قصے دلِ مبتلا کے نگاہوں کی خاموشیوں نے سنائے

کروں میں جہاں جا کے ذکرِ محمدؐ، مزہ جب ہے اے جذبۂ والہانہ
مرے سازِ احساس پر روحِ جامیؒ، کوئی اپنی تازہ غزل گنگنائے

وہ معراج کی شب پئے خیر مقدم تھا افلاک پر شادمانی کا عالم
بہشتِ بریں میں صفِ انبیاءؑ نے درودوں سلاموں کے تحفے سجائے

وفا کا یہی مقصدِ زندگی ہے، یہی اولیں شرطِ عشقِ نبیؐ ہے
کبھی شدتِ اضطرابِ الم سے، نمی چشمِ حسرت میں آنے نہ پائے

نہ گھبراؤ اے عاشقانِ رسالت، دمِ گرمیٔ آفتابِ قیامت
قبائے شفاعت کے ہوں گے میسّر سروں پر سرِ حشر پُرکیف سائے

جدھر اُٹھ گئے پائے سرکارِ والا، کلیجے سے ظلمت کے اُبھرا اُجالا
جوارِ نقوشِ قدم تک جو پہنچے وہ ذرّے مثالِ سحر جگمگائے

مدینہ کی جانب تمنّا ہے آنور! چلوں اس ادا سے باندازِ مستی
صحابہؓ کے دورِ محبت کا خاکہ مرا رہبرِ آرزو بنتا جائے

محشر بدایونی

ہم کو کیا خوف باطل کے میدان میں
سیفِ حق ہاتھ میں روحِ قرآن میں

اُسوۂ مصطفےٰؐ کا چراغ آج بھی
جل رہا ہے ہواؤں کے طوفان میں

شہرِ بطحا سے دور ایسی ہے زندگی
جیسے تنہا مسافر بیابان میں

ہم نبیؐ کی محبت سے باہر کہاں
یہ محبت تو شامل ہے ایمان میں

ہے یہ عمرِ تصوّر بھی اُن کا کرم
ہر نفس ایک اضافہ ہے احسان میں

پھر وہ صدق و یقیں دے الٰہی ہمیں
تھا جو صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ میں

جذبۂ بوذریؓ، سطوتِ حیدریؓ
پھر سے پیدا ہو ایک اک مسلمان میں

بارشیں اور رحمت کی یہ بارشیں
اب شمارِ گنہ بھی نہیں دھیان میں

دیکھ محشر وہ چشمِ خطا پوش اٹھی
دفعتاً کیسی جنبش ہے میزان میں

رعنا اکبرآبادی

گُلِ معنیٰ کِھلا جب رحمۃ للعالمیں آئے
مشیّت تھی کہ آخر میں بہارِ اوّلیں آئے

زمیں کے فرش پر عرشِ الٰہی کے مکیں آئے
بساطِ فقر لے کر مالکِ دُنیا و دیں آئے

بڑھایا اور بھی سوزِ محبّت شانِ ہجرت نے
جہاں روشن ہوئی یہ شمع پروانے وہیں آئے

تصدّق ان کی تنہائی پہ ہنگامہ دو عالم کا
حِرا کے غار کی قسمت کھلی عزلت گزیں آئے

تڑپ کر رہ گیا ایک ایک ذرّہ بزمِ ہستی کا
تجلّی تھی کچھ ایسی ہر نظر سمجھی یہیں آئے

زمیں پر لے کے اوجِ عرش سے تحفے محبت کے
خدا واقف ہے کتنی مرتبہ رُوح الامیں آئے

رسول اللہ کا عرفاں ہے، عرفانِ خُدا رعنا
اگر ایماں نہ ہو ان پر خُدا کا کیا یقیں آئے

اِقبالؔ عظیم

کعبے سے اُٹھیں جھوم کے رحمت کی گھٹائیں
مقبول ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دُعائیں

والنجم کے پرتو سے چراغاں ہے فلک پر
والشمس کے جلووں سے منوّر ہیں فضائیں

لولاک کے نغموں سے فضا گونج رہی ہے
واللیل کی خوشبو سے معطّر ہیں ہوائیں

اک مہرِ جہاں تاب اُبھرتا ہے حرم سے
اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو بُجھائیں

آتی ہے شہنشاہِ شفاعت کی سواری
شاداں ہیں خطا کار تو نازاں ہیں خطائیں

اُس در کے غلاموں کی ہے اُفتادِ فقیری
راس آتی ہیں اُن کو نہ عبائیں نہ قبائیں

ہم حلقہ بگوشانِ درِ مصطفویؐ ہیں
ہم اور کسی در پہ جبیں کیسے جھکائیں

میں عازمِ طیبہ ہوں مجھے کوئی نہ روکے
کہہ دو کہ حوادث مرے رستے میں نہ آئیں

میں کیا کروں مجبور ہوں بے تابیِ دل سے
میں گرمِ سفر ہوں وہ بلائیں نہ بلائیں

وہ بھی نہ سنیں گے تو بھلا کون سنے گا
افسانۂ غم اور کسے جا کے سُنائیں

بس خاکِ کفِ پائے محمدؐ کی طلب ہے
اقبالؔ کا مقصود دوائیں نہ دُعائیں

اعجاز رحمانی

ہر طرف تیرگی تھی نہ تھی روشنی
آپؐ آئے تو سب کو ملی روشنی

بزمِ عالم سے رخصت ہوئیں ظلمتیں
جب حرا سے ہویدا ہوئی روشنی

چاند سورج کا انساں پرستار تھا
آپؐ سے قبل اندھیر تھی روشنی

سوئے عرشِ علیٰ مصطفےٰؐ کا سفر
روشنی کی طلب گار تھی روشنی

ہے وہ خورشیدِ اخلاقِ خیرالبشرؐ
جس سے پاتا ہے ہر آدمی روشنی

خلقتِ اوّلیں خاتم المرسلیںؐ
آپؐ پہلی کرن آخری روشنی

آپؐ کے نقشِ پا سے ضیا بار ہیں
دھوپ، سورج، قمر، چاندنی روشنی

ایک اُمّی لقب کا یہ اعجاز ہے
آدمی کو ملی عِلم کی روشنی

حفیظ تائبؔ

بادِ رحمت سنک سنک جائے / وادیٔ جاں مہک مہک جائے
نطقِ حضرتؐ کی بات جب چھیڑوں / غنچۂ فن چٹک چٹک جائے
بدرِ طیبہ کا جب خیال آئے / شبِ ہجراں چمک چمک جائے
جب سمائے نظر میں وہ پیکر / ذہن میرا دمک دمک جائے
شب، رُخِ شاہؐ روشنی بخشے / دستِ شفقت تھپک تھپک جائے
فیضِ چشمِ حضورؐ کیا کہنا / ساغرِ دل چھلک چھلک جائے
نامِ پاک اُن کا ہو لبوں سے ادا / شہد گویا ٹپک ٹپک جائے
ارضِ دل سے اُٹھے جو موجِ درود / گونج اُس کی فلک فلک جائے
اُن کا ابرِ کرم نہ گر برسے / آتشِ غم بھڑک بھڑک جائے
رہ نما گر نہ ہو وہ سیرتِ پاک / ہر مسافر بھٹک بھٹک جائے
چشمِ احمدؐ اگر نہ ہو نگراں / نسلِ آدمؑ بہک بہک جائے
اُن کے آگے ہر ایک شاہ و گدا / شاخ آسا لچک لچک جائے
کن خیالوں میں کس کے خوابوں میں / آنکھ میری جھپک جھپک جائے
کون وہ شخص ہے کہ جس کے لئے / دلِ فطرت دھڑک دھڑک جائے

افقِ زندگی پہ اے تائبؔ
نور کس کا جھلک جھلک جائے

قیصر وارثی

پیامِ عجز پئے تاجدار لیتا جا
یہ چند اشک بھی ابرِ بہار لیتا جا

غبارِ راہِ مدینہ ہوں میں خدا کے لئے
صبا کے دوش پہ ابرِ بہار لیتا جا

ہزار طور کے جلوے ہیں راہِ طیبہ میں
نثار کرنے کو ہوش و قرار لیتا جا

درِ کریم پہ اب تجھ کو سر جھکانا ہے
جبینِ شوق میں سجدے ہزار لیتا جا

نثار کرنے کو ہر خارِ دشتِ طیبہ پر
تو کرکے دامنِ دل تار تار لیتا جا

قسم خدا کی ارے عازمِ دیارِ نبیؐ
مرا سلام عقیدت شعار لیتا جا

لگا کے شمعِ جمالِ نبیؐ سے لو قیصر
تو اپنی زیست کو پروانہ وار لیتا جا

شاعر لکھنوی

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گدازِ عشقِ رسولؐ ہے
جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے جو نظر میں آئے تو پھول ہے

جسے اس نظر سے ہیں نسبتیں وہی دل ہے عشق میں کام کا
جو نہ تابِ عکس بھی لا سکا تو وہ آئینہ ہی فضول ہے

تری جستجو میں جو آئے تو مجھے موت بھی ہے عزیز تر
تری آرزو میں ملے اگر مجھے زندگی بھی قبول ہے

درِ مصطفٰی کی تلاش تھی میں پہنچ گیا ہوں خیال میں
نہ تھکن کا چہرے پہ ہے اثر، نہ سفر کی پاؤں پہ دھول ہے

کوئی اہلِ دل ہی بتائے گا کہ شعور کیا ہے اصول کیا
تری جستجو ہی شعور ہے، تری آرزو ہی اصول ہے

ذرا سوچ واعظِ خوش بیاں میں کہاں ہوں عشق میں تو کہاں
تری راہ عالمِ خلد ہے، مری راہ کوئے رسولؐ ہے

یہی شاعر اپنی ہے آرزو، وہ دیار ہو میرے روبرو
کہ جہاں عطا کی ہیں بارشیں کہ جہاں کرم کا نزول ہے

احمد ندیم قاسمی

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے، یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

تہ بہ تہ تیرگیاں ذہن پہ جب ٹوٹتی ہیں
نور ہو جاتا ہے کچھ اور ہویدا تیرا

کچھ نہیں سوجھتا جب پیاس کی شدت سے مجھے
چھلک اٹھتا ہے مری روح میں مینا تیرا

پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

دست گیری مری تنہائی کی، تونے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا

تو بشر بھی ہے، مگر فخرِ بشر بھی تو ہے
مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا

میں تجھے عالمِ اشیا میں بھی پا لیتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالمِ بالا تیرا

خالد محمود

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقاؐ کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

تجلّیوں کے کفیل تم ہو مرادِ قلبِ خلیلؑ تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے

تمہیں ہو روحِ روانِ ہستی سکوں نظر کا دلوں کی مستی
ہے دو جہاں کی بہار تم سے تمہیں سے پھولوں میں تازگی ہے

شعور و فکر و نظر کے دعوے حدِ تعیّن سے بڑھ نہ پائے
نہ چھو سکے اُن بلندیوں کو جہاں مقامِ محمدیؐ ہے

نظر نظر رحمتِ سراپا ادا ادا غیرتِ مسیحا
ضمیرِ مُردہ بھی جی اُٹھے ہیں جدھر تمہاری نظر اُٹھی ہے

عمل کی میرے اساس کیا ہے بجُز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت مرا تو اِک آسرا یہی ہے

عطا کیا مجھ کو دردِ اُلفت کہاں تھی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اِس کرم کے کہاں تھا قابل حضورؐ کی بندہ پروری ہے

اُنہی کے در سے خدا ملا ہے انہیں سے اُس کا پتہ چلا ہے
وہ آئینہ جو خدا نما ہے جمالِ حُسنِ حضورؐ ہی ہے

بشیر کہیئے نذیر کہیئے انہیں سراجِ مُنیر کہیئے
جو سر بسر ہے کلامِ ربّی وہ میرے آقا کی زندگی ہے

ثنائے محبوبِ حق کے قرباں سرورِ جاں کا یہی ہے عُنواں
ہر ایک مستی فنا بداماں یہ کیف ہی کیفِ سرمدی ہے

ہم اپنے اعمال جانتے ہیں ہم اپنی نسبت سے کچھ نہیں ہیں
تمہارے در کی عظیم نسبت متاعِ عظمت بنی ہوئی ہے

یہی ہے خالدؔ اساسِ رحمت یہی ہے خالدؔ بنائے عظمت
نبیؐ کا عرفان زندگی ہے نبی کا عرفان بندگی ہے

اقبالؔ صفی پوری

خدا نہیں ہیں مگر مظہرِ خدا ہیں رسولؐ
بلندیٔ بشریت کی انتہا ہیں رسولؐ

دو عالم آپ کے پرتو سے جگمگا اُٹھے
صفات و ذاتِ الٰہی کا آئینہ ہیں رسولؐ

ہزار شورشِ طوفاں بڑھے ہمیں کیا غم
کہ جب خدا ہے نگہباں، ناخدا ہیں رسولؐ

تمام رحمت و بخشش، تمام لطف و کرم
متاعِ قلب گدایانِ بے نوا ہیں رسولؐ

اس ایک نسبتِ محکم پہ دو جہاں صدقے
دلوں کی آس، نگاہوں کا آسرا ہیں رسولؐ

شکستہ ہمت و گمراہ قافلوں کے لئے
چراغِ راہِ ہدایت ہیں، رہنما ہیں رسولؐ

جو حُسنِ خُلق ہیں ہیں موجِ کوثر و تسنیم
تو گفتگو میں مزاجِ گُل و صبا ہیں رسولؐ

ہزار بار گنہ سر پہ ہے تو کیا اقبالؔ
یہ آسرا کوئی کم ہے کہ آسرا ہیں رسولؐ

محسنؔ احسان

جس کو سورج نے بھی دیکھا تو بہت شرمایا
افقِ مشرقِ آدم پہ وہ خورشید آیا
اُس نے اُس وقت زمانے پہ کرم فرمایا
جب جہاں دھوپ میں چیخ اٹھا تھا سایا، سایا
فرش پر بیٹھ کے بھی عرش کو جو چھو آیا
اس نے کونین کی رگ رگ میں لہو دوڑایا
اس نے دنیا کو وہ میزانِ عدالت بخشی
جس سے انصاف کا مفہوم سمجھ میں آیا
ہر دکھی دل پہ رکھا اس نے محبت بھرا ہاتھ
اس نے ہر فرد کی قسمت کی پلٹ دی کایا
صفحۂ دہر پہ وہ حرفِ محبت لکھا
جو مری عمرِ دو روزہ کا بنا سرمایا
اس نے انساں کی خدائی کے بتوں کو توڑا
سنگ و دشنام بھی کھا کر نہ اُسے طیش آیا
میری جھولی میں ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں
فخر سے پھر بھی حضورِ شہِ یثرب آیا
مشکلیں میرے وطن پر جو ہیں آساں ہوں گی
میرے آقا نے ذرا سا جو کرم فرمایا
اس گنہگار پہ بھی ایک نظر سرورِ دیں
محسنؔ آج اپنی خطاؤں پہ بہت شرمایا

کوثرؔ القادری

جتنا دیا سرکارؐ نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے اُن کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

تُو بھی وہیں پر جا جس در پر سب کی بگڑی بنتی ہے
اِک تیری تقدیر بنانا اُن کے لئے کچھ بات نہیں

جو منکر ہیں اُنؐ کی عطا کے وہ یہ بات بتائیں تو
کون ہے وہ جس کے دامن میں اُس در کی خیرات نہیں

عشقِ شہِ لولاک سے پہلے مفلس و خستہ حال تھا میں
نامِ محمدؐ کے میں قرباں اب وہ میرے حالات نہیں

غور تو کر سرکارؐ کی تجھ پر کتنی خاص عنایت ہے
کوثرؔ تو ہے اُن کا ثنا خواں یہ معمولی بات نہیں

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی

تُو حرفِ دعا ہے مِرے مولا ، مِرے آقاؐ
رحمت کی نوا ہے مِرے مولا ، مِرے آقاؐ

گردابِ بلا میں ہے ترا نام سفینہ
تو موج کُشا ہے مِرے مولا ، مِرے آقاؐ

اِس حدِّ مکانی سے گزر کر ترا نغمہ
میں نے بھی سنا ہے ، مِرے مولا ، مِرے آقاؐ

بکھرے ہوئے لمحوں میں سلامت ہیں دل وجاں
یہ تیری عطا ہے ، مِرے مولا ، مِرے آقاؐ

جو لمحہ تری یاد سے آباد ہوا ہے
اِک کُنجِ حرا ہے ، مِرے مولا ، مِرے آقاؐ

تسکینِ دل وجاں کی ہر اِک صورتِ مطلوبؐ
طیبہ کی ہوا ہے ، مِرے مولا ، مِرے آقاؐ

وہ گنبدِ خضریٰ کے قریں طائرِ تنہا
کشفیؔ کی نوا ہے ، مِرے مولا مِرے آقاؐ

قمرالدین انجم

جبیں میری ہو سنگِ در تمہارا یا رسولؐ اللہ
یہی ارماں ہے جینے کا سہارا یا رسولؐ اللہ

میں قرباں اس اداۓ دستگیری کے دل وجاں سے
مدد کو آگئے جب بھی پکارا یا رسولؐ اللہ

ندامت ہے خطاؤں پر مگر نازاں ہوں قسمت پر
مرے ہاتھوں میں ہے دامن تمہارا یا رسولؐ اللہ

اگر کوئی تمنا ہے تو بس اتنی تمنا ہے
میں کہلاؤں دو عالم میں تمہارا یا رسولؐ اللہ

غلامِ احمدِ مختار یوں پہچانے جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسولؐ اللہ

ترا در ہو، مرا سر ہو، سکونِ دل میسّر ہو
پھرے کب تک یہ انجمؔ مارا مارا یا رسولؐ اللہ

اُردو نعت گو شاعرات

خورشید آرا بیگم صدیق علی خاں

وہ صبحِ مدینہ وہ شامِ مدینہ۔ معطر معطر ہوائے مدینہ
سنہری سنہری حجابوں میں رحمت۔ مقدس مقدس فضائے مدینہ
وہ روضہ کی جالی وہ احساسِ عظمت۔ وہ بیتابیٔ دل طبیعت پہ رقت
لرزتے ہوئے لب وہ اشکِ ندامت۔ سکوں بخش آہ و بکائے مدینہ
در و بام اقدس پہ نظروں کے سجدے۔ زباں پر وہ صلِ علیٰ کے ترانے
درودِ مدینہ۔ سلامِ مدینہ لب و قلب مدحت سرائے مدینہ
شبِ قدر کی برکتیں رات لائی۔ سعادت حضوری کی سجدوں نے پائی
عجب بیخودی ہے عجب کیف و لذت۔ یہ وارفتگی ہے عطائے مدینہ
وہ دالان جو تھے اہلِ صُفہ کا مسکن۔ جو مزدور و محنت کشوں کا تھا مامن
تھے دل جن کے عشقِ پیمبرؐ سے روشن۔ نثارِ شہِ خوش لقائے مدینہ
وہ تسبیح و تہلیل و تمجیدِ داور۔ ملائک کو بھی رشک آتا ہے جن پر
محبت کی تنویر سے دل منور۔ فروزاں فروزاں۔ ضیائے مدینہ
شب و روز یادوں کو دیتے ہیں دستک۔ دل و گوش جن سے ہیں مسحور اب تک

یہی دل کی دھڑکن یہی آرزوئیں۔ نمازوں میں شام و سحر یہ دعائیں
کہ پھر آپ کے در پہ سر کو جھکائیں۔ ہو خورشید کی جاں فدائے مدینہ

مُمتاز جہاں گنگوہی

کوئی ایسی سکھی جا ترنہ ملی موہے پی کے دوارے بٹھا دیتی
میں تو راہِ مدینہ بھی دیکھی نہیں موری بتیاں پکڑ کے بتا دیتی
مورے من میں ہے اب تو جوگنیاں بنوں اور ان کے بھبوت مدینے چلوں
سکھی ہند کی نگری میں کاہے رہوں نہیں پیت تو چین ذرا دیتی
پیا سات سمندر پار بسو مورے پگ میں نہ چلنے کا زور رہا
نہیں جاتی مدینہ بھی کوئی ہوا، موہے مُلک عرب میں اُڑا دیتی
میں تو سونی سجریا پہ تڑپت ہوں پیا دیس عرب میں براجت ہے
کبھی دیتے جو سپنے میں درس دکھا وہیں چرنوں میں سیس نوا دیتی
وا کے دوارے پہ جاتی ہیں سکھیاں سبھی موری ارج کسی نے نہ اتنی کہی
کبھی اپنی جوگنیا کو لیتے بلا وہ بھی روجے پہ جان گنوا دیتی
توری پیت کی دُکھیا تو میں ہی نہیں پڑا رُتا ہے ہجر میں وہ بھی نبیؐ
مجھے در پہ بُلاتے جو شاہِ عرب مُمتاج کا دکھڑا سُنا دیتی
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
یَا رَبِّ صَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ

اداؔ جعفری بدایونی

یہ حسنِ نوازش، یہ اوجِ سعادت — یہ دل اور مجالِ سلامِ عقیدت
یہ سر اور دہلیزِ سرکارِ عالم — یہ جاں اور جمالِ حریمِ محبت
یہی آستاں، آستانِ تمنّا — یہی رہگذر ہے خیابانِ جنّت
اِدھر چشمِ پُر آب آئینہ ساماں — اُدھر ناز فرما ہے طغیانِ رحمت
تری یاد دل کو متاعِ گرامی — ترا نام لب پر کمالِ عبادت
جمالِ سراپا حیاتِ دل و جاں — شمیمِ تکلّم بیاضِ طریقت
بہ حرمت بشیر و بہ قامت بہاراں — بہ تشریفِ انساں نویدِ امامت
دریدہ قبا و شہنشاہِ دوراں — نسیمِ تلطّف، صباحِ حقیقت
چراغاں چراغاں نقوشِ کفِ پا — یہی ماہ تاباں یہی مہرِ طلعت
یہی حرفِ اوّل یہی حرفِ آخر — بہ تعبیرِ قرآں زبانِ صداقت
دلوں کو ہے کافی شہِ دین و دنیا — تری اک نگاہِ کرم کی معیّت
شہِ دین و دنیا نگاہِ ترحّم — نگاہِ ترحّم! سپہرِ نبوّت

یہ نازِ نوازش، یہ شانِ عنایت
عطا ہو پھر اذنِ سلامِ عقیدت

روؔحی علی اصغر

کچھ ابتدا ہی نہیں انتہا بھی نازاں ہے
بنا کے نقشِ رسالت خُدا بھی نازاں ہے

وہ آیا سب کے لئے رحمتِ خدا بن کر
تمام عالمِ ہستی کا رہنما بن کر

مٹانے کفر کو توحید کا پیام آیا
جہانِ نو کے لئے اک نیا نظام آیا

رسولِ حق سے نئے دور کا ہوا آغاز
نوائے وقت بنی انقلاب کی آواز

مچی ہے دھوم کہ حق کا امین آیا ہے
وہ اپنے ساتھ خُدا کی کتاب لایا ہے

عطا ہوا تھا محمدؐ کو علمِ قرآنی
عمل سے ہوگئی معراجِ فکرِ انسانی

جو مشتِ خاک تھا وہ بن گیا امینِ حیات
بلند ہوگئی افلاک سے زمینِ حیات

خودی کا آئینہ جب نقشِ کائنات بنا
کمالِ ذات سے وہ مظہرِ صفات بنا

یہ نازشِ بنی آدم ہیں نازِ آدم بھی
یہ انبیاء کے ہیں رہبر بھی اور خاتم بھی

غیر مسلم اردو نعت گو شعراء

بھگت کبیر داس بنارسی

کبیر داس نے ایک عجیب و غریب قطعہ کہا تھا جس میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جس کی رو سے دنیا کے تمام الفاظ اور جملوں سے "محمدؐ" کا عدد (۹۲) برآمد ہوگا۔ یہ قطعہ اس تاثر کا غماز ہے کہ دنیا جہاں کی کوئی چیز نام محمدؐ سے خالی نہیں ہے۔

قطعہ یہ ہے۔

عدد نکالو ہر چیز سے چوگن کرلو وائے
دو ملا کے پچگن کرلو۔بیس کا بھاگ لگائے
باقی بچے کے نوگن کرلو۔ دو اسمیں دو اور ملائے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو نام محمدؐ آئے

تشریح :۔ جو لفظ بھی آپ فرض کریں اسکے عدد بحساب ابجد نکال لیجیے پھر اس عدد کو چار سے ضرب دیجئے۔ حاصل ضرب میں دو کا عدد ملا دیجئے۔ پھر اس حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیجئے۔ اور پھر اس حاصل ضرب کو بیس سے تقسیم کر دیجئے تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اس کو ۹ سے ضرب دیجئے اور پھر اس حاصل ضرب میں دو کا عدد ملا دیجئے۔ بس اس وقت جو عدد حاصل ہوگا وہ ۹۲ کا عدد ہوگا جو کہ محمدؐ کا عدد ہے۔ اس طرح جس لفظ سے بھی آپ تجربہ کریں بالکل صحیح پائیں گے

گرو نانک جی

اٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سنڑے سول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت موئے رسول

ترجمہ :۔ وہ شخص آٹھوں پہر بھٹکتا پھرے اور اس کے سینے میں درد اُٹھتا رہے۔ وہ دوزخ میں کیوں نہ پڑے۔ جب اس کے دل میں رسول کی چاہ نہ ہو۔

م محمدؐ من توں، من کتاباں چار
من خدائے رسول نوں سچا اے دربار

ترجمہ :۔ تو حضرت محمدؐ کو مان اور چاروں کتابوں کو بھی مان تو خدا اور رسول دونوں کو مان کیونکہ خدا کا دربار سچّا ہے۔ (جنم ساکھی)

از جناب منشی دُرگا سہائے سرور جہاں آبادی

دل بیتاب کو سینے سے لگا لے آجا — کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھالے آجا
پاؤں ہیں طول شب غم نے نکالے آجا — خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگا لے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتہ — کہ بنا نور ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیاؔ — کون ہے ماہ عرب کون ہے محبوب خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

دل ہی دل میں مرے ارمان کھلے جاتے ہیں — خاک گر گر کے در اشک رلے جاتے ہیں

تیری رسوائی پہ کم بخت تلے جاتے ہیں — ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا

کان میں کچھ جو ادھر عذر نزاکت نے کہا — مرحبا بڑھ کے ادھر شاہد وحدت نے کہا
آبلائیں تری لوں جوشِ محبّت نے کہا — پہنچا محبوب تو مشاطۂ قدرت نے کہا
خلوت راز میں اے ناز کے پالے آجا

سرکشن پرشاد۔ شاد

کان عرب سے لعل نکل کر سرتاج بنا سرداروں کا
نام محمدؐ اپنا رکھا سلطان بنا سرداروں کا

باندھ کے سر پر سبز عمامہ کاندھے پر رکھے کالی کملی
ساری خدائی اپنی کرلی مختار بنا مختاروں کا

تیرا چرچا گھر گھر ہے جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ہے تیرا لب پر جاری دلدار بنا دلداروں کا

بوبکر و عمر، عثمان و علی تھے چاروں عناصر ملّت کے
کثرت وحدت میں جیسے حال وہ تھا ان چاروں کا

کسب تجلی کرتے تھے چاروں مہر نبوّت سے
بخت رسا تھا برج شرف میں تیرے چار یاروں کا

بادۂ عرفاں ملتا ہے ساقی کے میخانے سے
شادؔ مقدر فضل سے جاگا اب میخواروں کا

پنڈت کیفی دہلوی۔ برجموہن دتاتریہ

ہو شوق نہ کیوں نعت رسولِ دوسرا کا
مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا

تھی بعثتِ محمود خداوند کو منظور
تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دعا کا

پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا

معراج ہو مؤمن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خلدِ بریں روضۂ پُر نور کا خاکہ

دے علم و یقیں کو مرے رفعت شہِ عالم
نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا

ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ محشر
کیفیؔ مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

دلورام۔ کوثری

عظیم الشّان ہے شانِ محمدؐ — خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ
کتب خانے منسوخ کئے سارے — کتاب حق ہے قرآنِ محمدؐ
نبی کے واسطے سب کچھ بنا ہے — بڑی ہے قیمتی جانِ محمدؐ

شریعت اور طریقت اور حقیقت — یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ
فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں — غلامانِ، غلامانِ محمدؐ
نبی کا نطق ہے نطق الٰہی — کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ
خدا کا نور ہے نورِ پیمبر — خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ
علیؓ ان میں وصیِ مصطفٰےؐ ہے — علیؓ سے رنگ بستانِ محمدؐ
علیؓ و فاطمہؓ شبّیر و شبّر — بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

ہری چند۔ اختر

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اسکے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا درِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

کہہ دیا لا تقنطو اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنّا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

جگن ناتھ ۔ آزاد

سلام اس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جسکے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمین بنکر
پیامِ دوست بنکر صادق الوعد الامیں بنکر
سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
بڑے چھوٹے میں جس نے اخوّت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیزِ بندہ و آقا مٹا ڈالی
سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جسکی سلطانی
رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و فرِ خاقانی

سلام اس ذاتِ قدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزادؔ کا آزاد کی رنگین بیانی کا

رانا بھگوان داس

نبیِ مکرّم شہنشاہِ عالی — بہ اوصافِ ذاتی و شانِ کمالی
جمالِ دو عالم تری ذاتِ عالی — دو عالم کی رونق تری خوش جمالی
خدا کا جو نائب ہوا ہے یہ انساں — یہ سب کچھ ہے تری ستودہ خصالی
تو فیاضِ عالم ہے دانائے اعظم — مبارک ترے در کا ہر اک سوالی
نگاہِ کرم ہو نواسوں کا صدقہ — ترے در پہ آیا ہوں بنکر سوالی
میں جلوے کا طالب ہوں اے جانِ عالم — دکھادے دکھادے وہ وہ شانِ جمالی
ترے آستانے پہ میں جان دونگا — نہ جاؤں نہ جاؤں نہ جاؤں گا خالی
تجھے واسطہ حضرتِ فاطمہؓ کا — مری لاج رکھ لے دو عالم کے والی

نہ مایوس ہونا یہ کہتا ہے بھگوان
کہ جودِ محمدؐ ہے سب سے نرالی

کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ

تکمیلِ معرفت ہے محبّت رسول کی — ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی
ہے مرتبہ حضور کا بالائے فہم و عقل — معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول کی
تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکاں کی یاد — سرمایۂ حیات ہے الفت رسول کی

انسانیت۔ محبّت باہم۔ تمیزِ عقل — جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسول کی
فرمانِ ربِّ پاک ہے فرمانِ مصطفیٰ — احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسول کی

اتنی سی آرزو ہے اے ربِّ دو جہاں
دل میں رہے سحرؔ کے محبت رسول کی

رگھوپتی سہائے فراقؔ۔ گورکھپوری

انوار بے شمار معدود نہیں — رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے تم کو محمدؐ کا مقام
وہ اُمّتِ اسلام میں محدود نہیں

تلوک چند محرومؔ

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک پیش رو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطرافِ عالم میں
شمیمِ جانفزا لاتی ہے مکّہ اور مدینے سے

بحضور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت علامہ اقبال

من شبے صدیق را دیدم بخواب — گُل ز خاکِ راہ او چیدم بخواب

ایک رات میں نے ابوبکر صدیق کو خواب میں دیکھا اور آپ کی خاکِ راہ سے پھول چُنے

آں اَمنَ النّاس بر مولائے ما (۱) — آں کلیمِ اوّلِ سینائے ما

وہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضر رہنے والے اور آپ کی ذاتِ مبارک پر بے دریغ خرچ کرنے والے جو ہمارے طورِ سینا کا کلیم ہیں۔

ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر — ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

آپ کی ہمت ہماری ملّت کے کھیت کے لیے ابرِ بہار کی مانند ہے آپ ثانیِ اسلام ہیں اور آنحضرت کے غار، بدر اور قبر کے رفیق ہیں۔

گفتمش اے خاصۂ خاصانِ عشق — عشقِ تو سر مطلعِ دیوانِ عشق

میں نے آپ سے عرض کیا کہ اے خاصۂ خاصانِ عشق، آپ کا عشق دیوانِ عشق کا مطلع ہے۔

پختہ از دستت اساسِ کارِ ما — چارہ فرما پے آزارِ ما

آپ کے ہاتھوں سے ہماری ملّت کی بنیاد استوار ہوئی اور آپ ہماری تکالیف کے چارہ فرما ہیں۔

گفت تا کے در ہوس گردی اسیر — آب و تاب از سورۂ اخلاص گیر

آپ نے فرمایا کہ تم کب تک ہوس کے پنجۂ زبوں میں گرفتار رہو گے۔ تم سورہ اخلاص سے آب و تاب حاصل کرو۔

(۱) اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ رضؓ (حدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری صحبت میں سب سے زیادہ وقت صرف کرنے والے اور میری رضامندی و خوشنودی میں اپنا مال بے دریغ خرچ کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔